اسلام کے
فرائض اور واجبات
تالیف
حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب پاتوڑدوی
اُستاذ دار العلوم اشرفیہ، راندیر، سورت
مکتبہ فیض فقیہ الامت
دھلا اسٹریٹ، اشرفیہ اپارٹمنٹ، بلاک نمبر ۲، راندیر سورت، گجرات
موبائل: 09898378997

دوسرا ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کے فرائض اور واجبات

﴿تالیف﴾

حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین (صاحب) پاتوڑوی ثم راندیری

استاذ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر، سورت (گجرات) انڈیا

خلیفہ، مجاز حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ناشر﴾

مکتبہ فیض فقیہ الامت

دہلہ اسٹریٹ، اشرفیہ اپارٹمنٹ، بلاک نمبر۲، راندیر سورت (گجرات) انڈیا

موبائل نمبر : 09898378997 - 09898525130

دوسرا ایڈیشن

کتاب کا نام : اسلام کے فرائض اور واجبات

مؤلف کا نام: حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین (صاحب) پاتوڑوی ثم راندیری

استاذ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر، سورت (گجرات) انڈیا

خلیفہ، مجاز حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

اشاعت اول : ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

اشاعت ثانی : ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء

تعداد کتب : ایک ہزار (۱۰۰۰) قیمت: ۱۰۰

ناشر : مکتبہ فیض فقیہ الامت راندیر، سورت (گجرات) انڈیا۔

کمپیوٹر سیٹنگ : مولانا محمد اسحاق خان اشرفی، ناندورہ، ضلع بلڈانہ، مہاراشٹر۔

ملنے کے پتے

☆...... مکتبہ فیض فقیہ الامت راندیر، سورت (گجرات) انڈیا۔

☆...... مکتبہ صدیق مفتی ابوبکر ڈابھیل سملک (گجرات) انڈیا۔

☆...... دارالکتاب دیوبند (یوپی) انڈیا۔ ☆......مکتبہ فقیہ الامت (دیوبند) انڈیا

☆...... مکتبہ یحیویہ سہارنپور (یوپی) انڈیا۔ (حضرت مولانا پیر طلحہ صاحبؒ)

☆...... ڈاکٹر علامہ اقبال بکڈ پو۔ ولی چوک ملکاپور، ضلع بلڈانہ (مہاراشٹر) انڈیا۔

﴿انتساب﴾

حضور ﷺ اور تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین ،مجتہدین ، مفسّرین، محدثین، سلف صالحین ،مجاہدین،شہداءِ اسلام، اولیاءِ امت ،تمام مومنین جو دنیا سے ایمان کی حالت میں انتقال کر چکے اُن سب کے نام۔

اوران معزز والدین کے نام جنہوں نے اپنی بے بضاعتی وکم مائگی کے باوجود میری تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دی اوررات دن میری کامیابی کیلئے دعائیں مانگتے رہے۔

اوردارالعلوم اشرفیہ راندیرسورت اور جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے نام جنہوں نے منزل مقصود کا راستہ دکھلایا اور کچھ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت بخشی۔

اورمرشدی ومولائی مفتیٔ اعظم ہند حضرت محمود حسن گنگوہی صاحبؒ کے نام اور جملہ مشائخ عظام کے نام۔

اورمیرے استاذِ اول ومربی حضرت مولانا ابوالحسن صاحبؒ مہتمم دارالعلوم حسینیہ آکولہ مہاراشٹراور مولانا روح الامین صاحبؒ اورسابق شیخ الحدیث استاذی حضرت اقدس مولانا محمد رضا اجمیریؒ اورحضرت مولانا احمد اشرفؒ سابق مہتمم دارالعلوم اشرفیہ راندیراورحضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاویؒ حضرت حکیم ابوالشفاء صاحبؒ اورمولانا سید محی الدین صاحب راندیریؒ اور مولانا اسماعیل اشرف راندیریؒ اور جملہ موجودہ اساتذہ کرام کے نام جن کی دعاوتوجہات اور کوشش نے آگے بڑھایا۔

فہرست

اہم تحریر

مبلّغ اسلام عارف باللہ حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم

مقیم بنگلہ والی مسجد نظام الدین دہلی مرکز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم مفتی اکرام الدین صاحب زیدہ مجدکم

ان ھذا الخیر خزائن وللخزائن مفاتیح

فطوبیٰ لعبد جعلہ اللہ مفتاحاً للخیر

انسانی صلاحیتوں کے استعمال کے نتیجے میں دنیا میں خیر وشر کا وجود ہے یہ بڑی خوشی وخوش نصیبی کی بات ہے کہ مولانا کی صلاحیتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے باغ کی سینچائی ہورہی ہے حق تعالیٰ شانہ شرفِ قبولیت بخشے آمین

احمد لاٹ

نزیل سورت نشاط سوسائٹی

۲۱/ ذی قعدیٰ ۱۴۲۶ھ ۲۴ ڈسمبر ۲۰۰۵ء

بروز سنیچر۔ بعد مغرب

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مولانا شیخ زکریا صاحبؒ

وخادمِ خاص حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

الحمدلله كفى وسلامٌ على عباده الذين اصطفىٰ

امابعد۔کوئی انسان بغیر ایمان کے کامیاب نہیں ہوسکتا اور ایمان فرائض پر عمل کئے بغیر ناقص رہتا ہے۔اور یہ بات بدیہی ہے کہ بغیر علم کے عمل نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مفتی محمد اکرام الدین صاحب (استاذ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر سورت) کو کہ موصوف نے بڑی جدوجہد سے فرائض وواجبات کو سلیس اردو زبان میں ایک جگہ جمع کردیا ہے۔ جس سے استفادہ بہت آسان ہوگیا ہے بہت بہتر ہوگا اگر اربابِ مدارس واہل مکاتیب اس کتاب کو نصابِ درس میں داخل کرلیں تاکہ اس سے ایمان کی بنیادیں مستحکم ہوجائیں۔نیز ہر مسلمان اور گھر ذمہ دار حضرات سے گذارش ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں اس کتاب کی تعلیم جاری کریں بچوں اور عورتوں اور گھر کے سب افراد کو یاد کرائیں اور اس پر عمل کی تلقین کریں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس تالیف کو قبول فرمائے اور مسلمانانِ عالم کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے آمین

ابراھیم غفرلہ

تقریظ

شیخ المشائخ محبوب العلماء والصلحاء فقیہ العصر جامع الشریعت والطریقت عارف باللہ مفتیٔ اعظم گجرات استاذی المکرّم حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک وخلیفۂ اجل مفتی اعظم ہند حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

باسمہ تعالیٰ

دین کے فرائض اورواجبات پر جہاں عمل فرض اورواجب ہے وہیں ان کا علم اور جانکاری بھی فرض اورواجب ہے، اس لئے کہ اگر علم ہی نہیں ہے تو پھر عمل کیسے ہوسکتا ہے؟ آجکل امت میں دین اور مسائل دین سے ناواقفیت اتنی عام ہوچکی ہے کہ اچھے خاصے دین دار بھی فرائض اور واجبات سے ناواقف اور جاہل ہوتے ہیں جب دینی امور کا مذاکرہ ہوتا ہے، تب اِس کا اندازہ ہوتا ہے اور خود ان کو بھی احساس ہوتا ہے کہ ہم آج تک اس سے ناواقف رہے ضرورت تھی کہ فرائض وواجبات کو الگ طریقہ سے جمع فرما کر مرتب شکل میں امت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ان سے واقفیت آسان ہو، برادر مکرم مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب زیدمجدھم (استاذ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر، سورت) لائق صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے یہ فریضہ بحسن وخوبی انجام دے کر طالبین وشائقین کیلئے فرائض وواجبات سے واقفیت آسان کردی، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو حسن قبول عطا فرما کر امت کیلئے نافع اور مفید بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

املاہ:- احمد خانپوری

۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللہ حمداً کثیراً مبارکاً طیبا والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمدٍ صلوٰۃً دائمۃً مقبولۃً تودّی بِھَا عَنّا حَقَّہ العظیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُنِی الاسلام علیٰ خمسٍ شھادۃُ ان لاالٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوٰۃِ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضانَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمۂ طیبہ کی شہادت دینا نماز کا قائم کرنا زکوٰۃ دینا حج کرنا۔

یہ ارکان اسلام اور فرائض اسلام ہے ان کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہوسکتا اسی طرح ان پانچوں ارکان کے علاوہ بھی کئی فرائضِ اسلام ہیں اُن فرائض پر عمل کرنا ایسا ہی ضروری اور فرض ہے جیسا ان ارکان خمسہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ایک مسلمان کیلئے جن ارکان اور فرائض پر عمل کرنا ضروری ہے اُن ارکان وفرائض کا علم حاصل کرنا اور اس کا سیکھنا بھی فرض اور ضروری ہے حضورﷺ کا ارشاد ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" (ومسلمۃ) (ابن ماجہ)

اسلام میں فرائض کے بعد واجبات کا درجہ ہے واجبات پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہوتا ہے اگر واجبات پر عمل نہ کیا گیا تو آدمی ترکِ واجبات کی وجہ سے گنہگار

ہوگا۔امت میں واجبات اسلام سے بھی بہت غفلت برتی جارہی ہے۔اس لئے بندہ کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ جس طرح کچھ عرصہ پہلے پوری زندگی کی سنتوں کو یکجا جمع کر کے کتابی شکل دیکر امت کے ہاتھوں پہونچایا اسی طرح پورے اسلام کے فرائض اور واجبات امت کے سامنے آجائے تا کہ پوری امت کو اسلام کے فرائض اور واجبات پر عمل کرنے میں آسانی ہو جائے۔اور امت فرائض اور واجبات کو معلوم کر کے اُن پر عمل کرنے والی بن جائے۔کتاب ھٰذا میں ممکن حد تک زیادہ سے زیادہ اسلام کے فرائض اور واجبات باحوالہ جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔اس کتاب میں تقریباً ۱۹۷، فرائض اور ۲۵۷ واجبات ہیں۔تکمیل کا دعویٰ نہیں ہے کہ اسلام کا ہر فرض اور ہر واجب اس کتاب میں درج ہے۔اس لئے قارئین کتاب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جو فرائض اور واجبات اس کتاب میں موجود نہ پائیں۔تو وہ باحوالہ بندہ تک پوسٹ وغیرہ کے ذریعہ پہونچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان بقیہ فرائض و واجبات کا اضافہ کیا جا سکے۔

ارکانِ اربعہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج) میں سے ہر رکن سے متعلق فرائض کے بیان کے بعد ۴۰-۴۰/احادیث نبویہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے تا کہ مکاتب و مدارس عربیہ کے طلباء اور دیگر محبانِ علم حدیث ان احادیث کو حفظ کر کے دارین میں فوز وفلاح حاصل کر سکے اور ایک حدیث شریف کی رو سے محدثین کے ساتھ محشور ہو سکے۔اس لئے ۱۶۰/مختصر و معتبر جامع مستند احادیث شریفہ کے جمع کا اہتمام کیا گیا ہے۔

آخر میں بندہ مولانا عبد السلام لاجپوری اور مولانا منور صاحب سورتی دامت برکاتہم اور ان کے رفقاء کا بہت ممنون و مشکور ہے کہ اس کتاب کی طباعت انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اِن کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اور قارئین سے درخواست ہے کہ بندہ کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ

بندے کی اس کاوش کو اپنی رضا اور قرب کا ذریعہ بنائے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اضافہ کا سبب اور دارین میں وسیلۂ نجات بنائے اور حسنِ قبول عطا فرمائے ۔اور زلات معاف فرمائے آمین ۔

محمد اکرام الدین پاتوڑوی غفرلہ ولوالدیہ

مدرس دارالعلوم اشرفیہ راندیر، سورت، گجرات

۹/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۸/فروری ۲۰۰۶ء، بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هوالله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنیٰ

کتاب الفرائض

باب (۱)

فرض کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان

فرض کی تعریف اور اس کا حکم:

فرض اس حکم کو کہتے ہیں جو دلیل قطعی اور یقینی سے کہ جس میں کوئی دوسرا احتمال نہ ہو ثابت ہو جیسا کہ آیت قطعی یا حدیث متواتر کہ اس میں اور کوئی احتمال نہ ہو یا صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو جو اس کا انکار کرے کافر ہے اور بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور سخت عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور یہ امر و نواہی دونوں کو شامل ہیں اور اکثر اس کا اطلاق ان ہی افعال پر ہوتا ہے جن کا کرنا مقصود ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۹۰/۱، در مختار مع الشامی: ۹۴/۱، قواعد الفقہ: ۴۱۰، فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۹/۱۵)

(۱)...... جب آدمی عاقل اور بالغ ہو جاتا ہے تو اس کو ایمان لانا یعنی خدا کو ایک اور رسولوں کو برحق ماننا فرض ہو جاتا ہے۔ ایمان کے فرض ہو جانے پر تمام عبادات فرائض اور واجبات وغیرہ اس پر فرض ہو جاتے ہیں اور تمام منہیات اور محرّمات حرام ہو جاتے ہیں۔

(عمدۃ الفقہ: ۱/۱)

فرض کی قسمیں:

فرض دو قسم کے ہیں:

۱)......دائمی جو ہمیشہ فرض ہو اور وہ ایمان پر ثابت قدم رہنا اور حرام اور کفر و شرک سے دور رہنا ہے۔ (اور یہ عقائد سے تعلق رکھتا ہے جن کا حامل علم کلام ہے)

۲)......وقتی جو کہ خاص وقت پر فرض ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ (پہلی قسم کے فرائض کے علاوہ تمام فرائض موقت ہے جن کا حامل علم فقہ ہے) (عمدۃ الفقہ: ۱/۱۳)

باب (۲)

ایمان کے فرائض کا بیان

ارکانِ ایمان دو ہیں

ایمان کے ارکان دو ہیں:

۱)......اقرار باللسان یعنی دین کے احکام جو تواتر کے ساتھ مجمل و مفصل طور پر ہم تک پہنچے ہیں (جن کا بیان ایمان مجمل و مفصل میں ہے) ان کا زبان سے اقرار کرے۔

۲)......تصدیق بالقلب یعنی ایمان کی ہر دو اقسام مذکورہ کی دل سے تصدیق کرے۔ دل سے ان کو مانے اور یقین کرے، اگر کوئی زبانی اقرار خفیہ طریقہ سے کرے کہ جس کو کوئی دوسرا نہ سنے تو بھی جائز اور عنداللہ وہ شخص مومن ہے۔

اب اس اقرار و تصدیق کی چار صورتیں ہوئیں:

۱)......وہ شخص جس نے زبانی اقرار اور قلبی تصدیق دونوں کا اظہار کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی مومن ہے اور جنت کا مستحق ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی مومن اور دنیا میں حقوقِ مومن کا حقدار ہے۔

۲)...... جو ہر دو ارکانِ ایمان سے محروم رہا وہ عند اللہ بھی کافر ہمیشہ کی دوزخ کا مستحق ہے اور عند الناس بھی کافر اور دنیا میں حقوق واحکام ایمان سے محروم ہے۔

۳)...... وہ شخص جس نے دل سے تصدیق تو کی لیکن زبان سے اقرار نہیں کیا۔ تو احکامِ دنیا میں اس کو مومن نہ کہا جائے گا اور دنیا میں جو رعایتیں اور حقوق مومن کو ملتے ہیں وہ ان سے محروم رہے گا کیونکہ تصدیق بالقلب ایک پوشیدہ چیز ہے ہر شخص اس کو نہیں جانتا اس لئے شریعت نے اقرار زبانی کو تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا ہے اور اس کے لئے علامت مقرر کی ہے تاکہ دنیا میں احکام اسلام اس پر عائد ہوں تاہم وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اور آخرت میں جنت کا مستحق ہے۔

۴)...... وہ شخص جس نے دل سے تصدیق تو نہ کی فقط زبان سے اقرار کر لیا تو وہ لوگوں کے نزدیک ظاہراً احکام میں مومن ہے اور اللہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے اس کو شرع میں منافق کہتے ہیں۔ (عمدۃ الفقہ: ۵۱/۱، مظاہر حق: ۶۵/۱)

باب (۳)

فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریف اور حکم کا بیان

فرض عین اور اس کا حکم:

فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جس پر وہ لازم ہے جب تک اس کو ادا نہ کرے اس کے ذمہ سے نہیں اُترتا جیسے پنجوقتی اور جمعہ کی نماز، روزۂ رمضان المبارک، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ (قواعد الفقہ: ۴۱۰)

فرض کفایہ اور اس کا حکم

فرض کفایہ: وہ ہے کہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے باقی کے ذمہ سے بھی اتر جائے گا

لیکن اگرکوئی ادانہ کرے گا تو سب گنہگار ہونگے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

(عمدۃ الفقہ :۱/۸۹،قواعد الفقہ :۴۱۰،شامی علی الدر:۱/۴۲،کبیری جدید:۶)

باب (۴)

فرائض اسلام کا بیان

فرائض اسلام میں سے فرض عین یہ چیزیں ہیں:

۱)......کلمۂ شہادت کا دل وزبان سے اقرار کرنا۔

۲)......رات دن میں پانچ وقت کی نمازیں ہمیشہ ادا کرنا۔

۳)......صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴)......ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

۵)......راستہ اور سواری کا خرچ ہونے یعنی حج فرض ہونے کی صورت میں حج ادا کرنا۔

(بخاری ومسلم،شامی:۱/۴۲،الفقہ الحنفی وادلتہ:۴۰۰)

۶)......ارکانِ خمسہ یعنی ایمان،نماز،زکوٰۃ،روزہ،حج،اور وضو وغسل،حیض ونفاس وغیرہ ضروریات دین کا علم حاصل کرنا۔

(عمدۃ الفقہ :۱/۱۳-۹۱،ابن ماجہ شریف،شامی علی الدر:۱/۴۲)

۷)......ماں،باپ،استاد،علماء،بادشاہ وسید(غلام کا آقا) کی فرمانبرداری اور ادب و احسان وسپاس ادا کرنا۔

(عمدۃ الفقہ ۱/۹۱،حقوق الاسلام:۵-۷،معارف القرآن:۲/۴۵۲/۳۶۸،تفسیر ابن کثیر سورہ نساء:۲/۵۲)

۸)......ماں،باپ،بیوی اور چھوٹی عمر کی اولاد کا نان نفقہ دینا۔ (عمدۃ الفقہ :۱/۹۱

۹)......تمام گناہوں سے توبہ کرنا۔

(عمدۃ الفقہ :۹۱)

توبوا الی اللہ جمیعا (القرآن)

مظاہر حق : ۳/۱۶۵/میں لکھا ہے بندہ پر توبہ کرنا واجب ہے۔

۱۰)......آنحضرت ﷺ کا چار پشت تک نسب نامہ یاد رکھنا اور وہ اس طرح ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۱)......مردوں کیلئے گھٹنوں سے ناف تک (ناف ستر میں شامل نہیں اور گھٹنے شامل ہیں) ستر عورت کا ڈھانپنا۔ (عمدۃ الفقہ، شرح وقایہ:۱/۱۳۷)

۱۲)......اور حر عورت (آزاد عورت یعنی جو باندی نہ ہو) کو نماز میں تمام بدن ڈھانپنا ایسے ہی نماز کے علاوہ اوقات میں بھی غیر محرموں سے تمام بدن چھپانا فرض ہے سوائے منھ، پاؤں، اور ہاتھوں کے کہ یہ گھر میں اور نماز کی ضروریات کے لئے معاف ہیں۔

(عمدۃ الفقہ، معارف القرآن:۷/۳۱۴، شرح وقایہ:۱/۱۳۷)

۱۳)......باندی کیلئے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں تک ستر عورت ہے۔ (عمدۃ الفقہ، شرح وقایہ:۱/۱۳۷)

۱۴)......اور عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ خاوند کی اجازت سے گھر سے باہر جانا خواہ وہ اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً سوائے چند مستثنیٰ موقعوں کے کہ ان میں بلا اجازت جاسکتی ہے پس اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو دینی و دنیوی ضرورتوں کے لئے شرائط مذکورہ کے ساتھ جانا جائز ہے اور اس سے مرد گناہگار نہ ہوگا اور بلا ضرورت اجازت پر مرد بھی گناہگار ہوگا۔

(عمدۃ الفقہ، مستفاد من فتاویٰ محمودیہ:۱۲/۳۳۹-۹/۴۰۹)

۱۵)......رمضان کے تیس روزوں کی تیس نیتیں اور حج و زکوٰۃ کی نیت اپنے اپنے

موقعوں پر کرے بغیر نیت کے کوئی عمل صحیح نہیں ہوتا۔ اخلاص اعمال وترکِ ریا، یعنی اعمالِ صالحہ میں کوئی دنیاوی غرض کا ارادہ نہ ہواور محض اللہ کی رضا وخوشنودی کی نیت ہو۔

(عمدۃ الفقہ)

۱۶)......موت کے خوف کے وقت کھانا پینا۔

(عمدۃ الفقہ، معارف القرآن:۳/۵۴۴)

۱۷)......کافروں سے جہاد کرنا جبکہ ان کے غلبہ کا خوف ہو۔

(عمدۃ الفقہ، معارف القرآن:۱/۵۱۸)

۱۸)......ضرورت کے وقت کسبِ حلال کرنا۔ جو کسب کرنے سے عاجز ہو وہ لوگوں سے سوال کرسکتے ہیں۔

(عمدۃ الفقہ، معارف الحدیث:۷/۶۵)

۱۹) نماز کے اٹھارہ فرض ہیں۔

(عمدۃ الفقہ، طحطاوی:۵۶، درمختار مع الشامی:۱/۱۵۱، عالمگیری فرائض تیمّم:۱/۲۵-۲۶-فرائض وضو:۱/۳-فرائض غسل:۱/۱۳)

۲۰) نماز جائز ہونے کی مقدار قرآن کا یاد کرنا۔

(عمدۃ الفقہ، شامی علی الدر:۱، ۵۳۸، کبیری قدیم:۴۶۳)

۲۱) نص قرآن وحدیث وقیاسِ ائمہ واجماع امت پر عمل کرنا۔

۲۲) امام جب قرآن مجید، جہر سے پڑھتا ہو تو قرآن کا سننا، بعض کے نزدیک نماز کے علاوہ بھی قرآن شریف جب جہر سے پڑھا جائے تو اس کا سننا فرض ہے۔

”واذاقُرِءَ القرآن فاستمعوا له وانصتوا“ (القرآن)

(عمدۃ الفقہ)

۲۳)فرض نمازوں، نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور مسِّ مصحف (قرآن کے چھونے) کے لئے وضو کرنا۔

(عمدۃ الفقہ، عالمگیری:۱/۵۸)

۲۴)...... پانچ مواقع پر غسل کرنا؛ یعنی جماع خواہ بلا انزال ہو، انزال جبکہ منی شہوت سے نکلے، خواب میں احتلام ہونا جبکہ منی یا مذی ظاہر ہو، پاکی حیض، ونفاس۔

(عمدۃ الفقہ، مراقی الفلاح میں سات قسم کے غسل فرض بتلائیں:۹۵)

۲۵)......جنبی حائض ونفساء یا جسکا مخرج نجاست (پیشاب پاخانہ کا مخرج) ایک درم سے زیادہ ملوّث ہو جائے اس کو استنجاء کرنا۔ (عمدۃ الفقہ، مراقی الفلاح:۴۴)

۲۶)......جس کو زنا کا خوف ہو اس کو شادی کرنا۔

(عمدۃ الفقہ، مظاہر حق:۴/۴، بدائع:۲/۲۲۸)

۲۷)......نکاح کے بعد ایک مرتبہ وطی کرنا۔ (عمدۃ الفقہ، بدائع الصنائع:۲/۳۲۳)

۲۸)......عورت کو خاوند کا حکم ماننا۔ (عمدۃ الفقہ، فتاویٰ محمودیہ:۱۷/۴۲۸)

۲۹)......خاوند کے مال میں خیانت اور نقصان نہ کرنا۔

۳۰)......اگر کسی شخص کو شیر پھاڑ کھانے والا ہو یا وہ آگ میں جلنے والا ہو، یا ڈوبنے والا ہو، یا کسی اور ایسی مصیبت میں مبتلا ہو مثلاً دیوار کے نیچے دب کر یا کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو رہا ہو تو جو شخص اس کے چھڑانے اور بچانے پر قادر ہو یا دوسرے لوگوں کو خبر دینے پر قادر ہو تو اس پر بچانا یا اطلاع دینا فرض ہے اور اس غرض کے لئے نماز توڑنا بھی جائز ہے چاہے اس نماز کا وقت بھی قضا کیوں نہ ہو جائے۔ (عمدۃ الفقہ)

۳۱)......خاوند کا اپنی بیوی کو حمام خانے اور میلے اور دیگر مواقع ممنوعہ مثلاً دوسروں کی شادی غمی میں یا بیگانے مریضوں کی عیادت کو یا غیر مردوں کی مجلس میں جانے سے روکنا اور عورت

کے لئے ان مواقع میں نہ جانا۔ (عمدۃ الفقہ ،مستفاد من فتاویٰ محمودیہ:۱۷/۳۴۳)

۳۲)......اگر عورت کے ماں باپ بیمار ہوں یا انہیں اس کی خدمت کی ضرورت ہے تو عورت کو ماں باپ کی عیادت یا خدمت کے لئے جانا خواہ اس کا خاوند بالکل اجازت نہ دے تب بھی جائے ،عورت اس قسم کی نافرمانی سے گناہگار نہ ہوگی۔(عمدۃ الفقہ ،فتاویٰ محمودیہ : ۹/۴۰۹)

۳۳)......بادشاہوں کے لئے عدل کرنا اور علماء اور عاجزوں مسکینوں اور غازیوں کو خرچ (نفقہ) دینا۔ (عمدۃ الفقہ)

۳۴)......جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے تو جَلَّ جَلاَلُہٗ کہے۔ (عمدۃ الفقہ)

۳۵)......عمر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا۔ (عمدۃ الفقہ ،شامی علی الدر:۱/۵۱۴)

۳۶)......اگر کوئی خدا ورسول ﷺ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرے تو قدرت ہوتے ہوئے اس کو روکنا اگر ہاتھ سے قدرت ہو تو ہاتھ سے روکے ورنہ زبان سے روکے اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

۳۷)......بقدر ضرورت علم فقہ کا پڑھنا وغیرہ۔ (شامی علی الدر:۱/۳۹)

یہ ۳۷ رفرائض اسلام عمدۃ الفقہ :۱/۹۱-۹۲ پر موجود ہے۔

فرائض اسلام میں سے فرض کفایہ یہ چیزیں ہیں

۱)......سلام کا جواب دینا۔(اگر کوئی کسی اکیلے آدمی کو سلام کہے یا مجلس میں کسی کا نام لیکر سلام کہے تو سلام کا جواب دینا اس شخص پر فرض عین ہے) سلام کا پیغام سننے والے کو سلام کا جواب دینا اور یوں کہنا ''**وعلیہ وعلیکم السلام** ''اور چھینک والے کا'' **الحمد للہ** ''سن کر جواب میں ''**یرحمک اللہ**'' کہنا۔

۲)......عیادت (بیماری پرسی) جبکہ مرض شدید ہو ورنہ مستحب ہے۔

(عمدۃ الفقہ، معارف الحدیث: ۱۵۶/۶)

۳)......مسلمان کی میت کا غسل وکفن ونماز جنازہ ودفن وغیرہ۔

(عمدۃ الفقہ، مراقی الفلاح: ۵۸۰، کبیری جدید: ۴۹۹، بہشتی زیور حصہ: ۸۹/۱۱)

۴)...... ہر ایک شہر میں ایام جمعہ وعیدین میں ایک قاضی ایک مفتی ایک امیر اور ایک خطیب کا موجود ہونا۔ (عمدۃ الفقہ، عالمگیری: ۱۴۵/۱)

۵)...... بقدر ضرورت علم فقہ کا پڑھنا فرض عین ہے اس سے زیادہ یعنی مکمل علم فقہ کا پڑھنا اور علم اصول اور تمام قرآن شریف حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ، شامی علی الدر: ۳۹/۱-۵۳۸، فتاویٰ محمودیہ: ۳۳/۱۲)

۶)......امر بالمعروف یعنی نماز، روزہ وغیرہ نیکیوں کا حکم کرنا اور نہی عن المنکر یعنی شرک، بدعت، زنا اور شراب چوری وغیرہ برائیوں سے روکنا، بادشاہ کے لئے ہاتھ سے اور عالم کے لئے زبان سے روکنا اور عوام کے لئے جبکہ کسی فتنہ کا ڈر ہو منکرات کو دل سے برا جاننا فرض کفایہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ، معارف القرآن: ۱۵۰/۲)

۷)......اولاد کی تعلیم وتربیت (پڑھانا، سکھانا) اور پرورش کرنا اور ان کا اچھا نام رکھنا اور اگر نان ونفقہ کی استطاعت ہو تو اولاد کا نکاح کرنا۔ (عمدۃ الفقہ، معارف القرآن: ۳/۸-۵)

۸)......اگر کوئی پیغام کہے تو اس کا پیغام پہونچانا۔ (عمدۃ الفقہ)

۹)......طالب علموں کا خرچ اور ان کی مدد کرنا۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۰)......جو مؤمن بھوکا مر رہا ہو اس کو کھانا کھلانا، اگر کسی کو کھانا دینے کی توفیق نہ ہو تو لوگوں میں اعلان کر دینا۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۱)......اگر کفار غلبہ نہ کریں تو اس صورت میں ان سے جنگ کرنا فرض کفایہ ہے اور غلبہ کرنے اور شہر گھیرنے کی صورت میں فرض عین ہے۔ (معارف القرآن: ۵۱۸/۱)

یہ ۱۱ فرض کفایہ عمدۃ الفقہ :۱/۹۲-۹۳ پر موجود ہے۔

۱۲)......مکمل قرآن مجید کا حفظ کرنا۔ (کبیری قدیم لاہور:۴۶۳)

علامہ شامی نے ۲۵ رعلم فرضِ کفایہ بتلائے ہیں

تمام وہ علوم جو امور دنیا کے قائم کرنے کے لئے ضروری ہے جیسے:

۱) ...... طب۔

۲) ...... حساب۔

۳) ...... نحو۔

۴) ...... لغت۔

۵) ...... علم کلام۔

۶) ...... علم قرأت۔

۷) ...... علم اسانید الحدیث۔

۸) ...... وصیت کی تقسیم کا علم۔

۹) ...... میراث کی تقسیم کا علم۔

۱۰) ...... کتابت کا علم۔

۱۱) ...... علم معانی۔

۱۲) ...... علم بدیع۔

۱۳) ...... علم بیان۔

۱۴) ...... علم اصول۔

۱۵) ...... ناسخ اور منسوخ کی معرفت کا علم۔

۱۶) ...... عام کا علم۔

۱۷) ...... خاص کا علم۔

۱۸) ...... نص۔

۱۹) ...... ظاھر کا علم۔

۲۰) ...... اسی طرح علم الآثار۔

۲۱) ...... اسی طرح علم الاخبار۔

۲۲) ...... اسماء رجال کا علم۔

۲۳) ...... عدالت فی الروایت کا علم۔

۲۴) ...... رواۃ کے حالات کا علم۔

۲۵) ...... ان رواۃ کے عمروں کا علم۔

(شامی علی الدر: ۱/۴۲)

باب (۵)

عبادات کے فرائض کا بیان

جن عبادتوں کے لئے وضو کرنا فرض ہے:

۱)...... ہر نماز کے لئے وضو فرض ہے۔ جب کہ پہلے سے وضو نہ ہو، خواہ وہ نماز فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل ہو۔

۲)...... نماز جنازہ کے لئے۔

۳)...... سجدۂ تلاوت کے لئے۔ کیونکہ اس کے لئے بھی وہ سب چیزیں شرط ہیں

جونماز کے لئے شرط ہیں۔

۴)......قرآن مجید کو بلا غلاف (بلا جزدان) چھونے کے لئے اگر چہ ایک آیت ہی ہو اورخواہ وہ آیت درہم یا دینار پر لکھی ہوئی ہو۔قرآن مجید کو چھونے کے مسئلے میں آیات لکھی ہوئی جگہ اور خالی جگہ دونوں کے چھونے کا حکم یکساں ہے کہ بے وضو چھونا جائز نہیں ہے۔

بعض مشائخ نے کہا ہے کہ بے وضو آدمی کے لئے قرآن مجید میں آیات لکھی ہوئی جگہ کا چھونا مکروہ ہے اور حواشی کا چھونا مکروہ نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان کا چھونا بھی آیات لکھی ہوئی جگہ کے چھونے کے مانند بالاتفاق منع وحرام ہے اگر چہ وہ حواشی فارسی وغیرہ میں ہو۔

(عمدۃ الفقہ :۱/۱۳۳)

عالمگیری میں لکھا ہے وضوء کی تین قسمیں ہیں:

☆......فرض وضوء: محدث کے لئے جب وہ نماز کا ارادہ کرے۔

☆......دوسرا واجب: وضوء جب طواف کا ارادہ کرے۔

☆......تیسرا مندوب و مستحب وضوء: جیسے سونے کے لئے غیبت کے بعد وغیرہ۔

(فتاویٰ عالمگیری:۱/۹)

باب(۶)

وضوء کے فرائض کا بیان

وضوء میں چار فرض ہیں:

۱)......منھ کا دھونا۔

۲)......کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا۔

۳)......چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

۴)......دونوں پیروں کا ٹخنوں تک دھونا انہیں چار چیزوں کا نام وضوء ہے۔

(علم الفقہ :۱/۵۷،نور الایضاح:۳۰، بدائع الصنائع:۱/۳-۴-۵،شامی:۱/۹۳)

باب(۷)

تیمّم کے فرائض کا بیان

تیمّم کے فرائض؛

صاحب بدائع الصنائع نے دو فرض بتلائے ہیں؛

(۱)......ضربة للوجه۔

(۲)......ضربة لليدين الى المرفقين۔

(بدائع:۱/۴۵،عمدۃ الفقہ :۱/۱۳۷)

صاحب تعلیم الاسلام نے تین فرض بتلائے ہیں:

۱)......نیت کرنا۔

۲)......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منھ پر پھیرنا۔

۳)......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ملنا۔

(تعلیم الاسلام حصہ سوم:۴۳)

صاحب علم الفقہ نے چار فرض بتلائے ہیں؛

۱)......تیمّم کرتے وقت نیت کرنا۔

۲)......مٹی یا مٹی کی قسم میں سے کسی چیز پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا۔

۳)......تمام منہ اور دونوں ہاتھوں کا ہتھیلی کے اکثر حصّہ سے مَلنا فرض ہے۔

۴)......اعضاء سے ایسی چیز کا دور کر دینا فرض ہے جس کے سبب سے مٹی جسم تک نہ پہونچ سکے جیسے روغن یا چربی وغیرہ۔

(علم الفقہ :۱/۱۳۶)

باب(۸)
موزہ کے مسح کے فرائض کا بیان

مسح موزہ میں دو فرض ہیں:

۱)......مسح کا موزے کی اس ظاہری سطح پر ہونا جو پیر کی پشت پر رہتی ہے۔

۲)......موزوں کا انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر تر ہوجانا خواہ ہاتھ سے تر کئے جائیں یا اور کسی چیز سے یا خود بخود تر ہوجائیں۔

(علم الفقہ :۱/۱۰۱،نورالایضاح ص:۳۰،عمدۃ الفقہ :۱/۱۴۵)

باب(۹)
غسل کے فرائض کا بیان

غسل میں تین فرض ہیں؛

۱)......کلی کرنا۔

۲)......ناک میں پانی ڈالنا۔

۳)...... پورے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا۔

(تعلیم الاسلام حصّہ دوم:۱۹،عمدۃ الفقہ :۱/۱۵۶،درمختار مع الشامی:۱/۱۵۱)

باب (۱۰)

فرض غسل کا بیان

غسل فرض تین طرح کا ہے؛

۱)...... غسلِ جنابت۔

۲)...... غسلِ حیض۔

۳)...... غسلِ نفاس۔ (عمدۃ الفقہ : ۱/۱۷۲،شامی : ۱/۱۵۱)

باب (۱۱)

نماز کی تمہید کا بیان

نماز کے اسرار کا بیان؛

انواع برّ (نیکی کے کاموں) میں نماز کا بھی اہم مقام ہے، وہ دین کا ستون ہے اور باجماعت نماز تو شعائر دین میں سے ہے۔

نماز کے تعلق سے انسانوں کی تین قسمیں

طہارت کی طرح نماز کے تعلق سے بھی انسانوں کی تین قسمیں اور درجے ہیں:

پہلا درجہ:

توفیق خداوندی بعض انسانوں کو اپنی مقدس بارگاہ کی طرف بلند کرتی ہے یعنی بغیر کسی

کسب واستحقاق کے ان کو رفعت و بلندی سے سرفراز کرتی ہے، اس وقت ان کو پوری طرح وصال خداوندی نصیب ہوتا ہے اور بارگاہ عالی سے ان پر تجلیات برسنی شروع ہوتی ہیں اور ان کے نفوس پر انوار الٰہی چھا جاتے ہیں تو وہ ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جن کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہے۔

پھر جب وہ حالت زائل ہو جاتی ہے اور آدمی اپنی سابق حالت کی طرف لوٹ آتا ہے تو پہلی حالت کے فوت ہو جانے سے آدمی کا چین ختم ہو جاتا ہے اور وہ سخت بے قرار ہوتا ہے تو وہ اپنی بے قراری کا مداوا ایک ایسی حالت سے کرتا ہے جو سفلی احوال میں اس برتر حالت سے اقرب ہوتی ہے یعنی نفس خالق جل مجدہ کی معرفت میں مستغرق ہو جائے اور آدمی اس حالت کو دام بنا کر اس برتر حالت کا کچھ حصہ حاصل کر لے جو اس کے ہاتھ سے فوت ہو گئی ہے۔ اسی حالت کا نام نماز ہے۔

نماز تین چیزوں کا مجموعہ ہے: ایسے اقوال و افعال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجا لانا، خشوع و خضوع کا اظہار کرنا اور مناجات و سرگوشی کرنا جو خاص اسی مقصد کے لئے موضوع ہیں الغرض یہ حضرات وصال حبیب کی دولت ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو خیال حبیب کو اس کا قائم مقام بنا لیتے ہیں اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نماز میں ملتی ہے۔

دوسرا درجہ:

اس شخص کا ہے جس کو مخبر صادق یعنی انبیاء اس حالت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس حالت کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تو وہ شخص شہادت قلبی سے مخبر صادق کی یہ دعوت مان لیتا ہے یعنی اس کا دل گواہی دیتا ہے کہ بتانے والا اس کے لئے مفید بات بتا رہا ہے اس لئے وہ عمل شروع کر دیتا ہے اور وہ سب باتیں برحق پاتا ہے جن کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ رفتہ

رفتہ ترقی کر کے وہ بات پالیتا ہے جس کی وہ امید باندھے ہوئے ہے یعنی بالآخر اس کو بھی وصل حبیب کی دولت میسر آجاتی ہے۔

تیسرا درجہ:

اس شخص کا ہے جو نماز کے کچھ بھی فوائد نہیں جانتا مگر چونکہ وہ مؤمن ہے اس لئے دین کے تقاضوں کی تکمیل کے طور پر نماز پڑھتا رہتا ہے وہ بھی بالآخر محروم نہیں رہتا، جیسے باپ اولاد کو، ان کی ناگواری کے باوجود، مفید کاریگریاں سیکھنے پر مجبور کرتا ہے تو بالآخر وہ کامیاب ہوجاتے ہیں

(رحمۃ اللہ الواسعہ :۷۳۲/۱)

نماز کا ایک اہم فائدہ

نماز کا ایک اہم فائدہ دنیا میں یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ پریشانیوں کا ازالہ کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعہ نعمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں مثلاً جب کوئی بڑی پریشانی لاحق ہو، جیسے قحط سالی، آندھی یا اولے، بارش کا طوفان آئے تو نماز سے مدد حاصل کرنی چاہئے، ایسے وقت میں نماز سراپا دعا بن جاتی ہے۔ کیونکہ نماز ایسے اقوال وافعال کا مجموعہ ہے جو آخری درجہ کی تعظیم ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام ہوتی ہے جو درحقیقت دعا کی روح ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:''اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ''(البقرہ : ۱۵۳) یعنی صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو، اللہ تعالیٰ کی مدد وصبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پس نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجۂ اولی ہوگی۔

اور حدیث شریف میں ہے:''اِذَا حَزَبَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی ''(رواہ ابوداؤد) یعنی جب کوئی اہم بات پیش آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوجاتے۔

(مشکوۃ باب صلوٰۃ التطوع حدیث نمبر ۱۳۲۵)

صلوٰۃ الحاجہ،صلوٰۃ التوبہ،صلوٰۃ الاستخارہ اورصلوٰۃ الاستسقاء کی مشروعیت کی وجہ بھی یہی ہے،غرض باب کے آخر میں جونماز کےفوائد آرہے ہیں وہ تو ہیں ہی ، یہ ان کے علاوہ ایک اہم فائدہ ہےیعنی نماز بہت سی دنیوی الجھنوں کا حل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''وربما يسأل الانسانُ من ربه دفعَ بلاء أو ظهور نعمةٍ ، فيكون الأقربُ حينئذ الاستغراق فى افعال وأقوال تعظيميةٍ لِتُؤَثِّرَ همتُه التى هى روح السؤال، وذلک ماسُنَّ من صلوٰة الاستسقاء.''

ترجمہ:اور کبھی انسان اپنے رب سے درخواست کرتا ہے کسی مصیبت کے رفع ہونے کی یا کسی نعمت کے ظاہر ہونے کی تو اس وقت قریب تر چیز تعظیمی اقوال وافعال میں ڈوب جانا ہے، تاکہ اس کی کامل توجہ، جوکہ روح سوال ہے، اثر انداز ہو اور یہی وہ نماز استسقاء ہے جو مشروع کی گئی ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مطلب خیز ترجمہ کیا ہے کہ جب آدمی اپنے پروردگار سے کسی مصیبت کے رفع ہونے یا کسی نعمت کے ملنے کی درخواست کرتا ہے،اس وقت زیادہ مناسب یہی ہوتا ہے کہ تعظیمی افعال اور اقوال میں مستغرق ہوجائے،تاکہ اس کی ہمت (کامل توجہ) کا جوکہ اس درخواست کی روح ہے کچھ اثر پڑ سکے۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں صفحہ۸۲،رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۷۳۳)

نماز کی ہیئت ترکیبی کا بیان

نماز میں بنیادی باتیں تین ہیں:

۱)...... جب بندہ اللہ کی عظمت وجلال کو ملاحظہ کرے تو اس کے دل میں خشوع وخضوع

پیدا ہو یعنی جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتو اس کا دل عاجزی اور نیازمندی سے لبریز ہو جائے ، کیونکہ تخشع ،تضرع اور تمسکن ہی نماز کی حقیقت ہے۔(دیکھئے ترمذی:۱/۵۱)

۲)......زبان اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اور دل کے خشوع وخضوع کو بہترین الفاظ سے تعبیر کرے۔قرأت فاتحہ اوراذ کار وتسبیحات کو نماز میں اسی مقصد سے رکھا گیا ہے۔

۳)......اپنے اعضاء کو اس خشوع کے مطابق مہذب بنالیا جائے یعنی باادب کھڑا رہے، آداب کی پوری رعایت کے ساتھ رکوع وسجود کرے۔

دلیل: کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا شکریہ انہیں تین طریقوں سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

ایک شاعر اپنے منعم مجازی کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

تمہاری نعمتوں نے میری تین چیزیں تمہارے حوالے کردیں

میرا ہاتھ ، میری زبان اور سینہ میں پوشیدہ دل

یعنی اعضاء نیازمند واطاعت شعار ہیں، زبان ثناخواں ہے اور دل آپ کی نعمتوں کا قدرداں ہے، جب منعم مجازی کے سامنے ممنون احسان کا یہ حال ہے تو منعم حقیقی کے سامنے بندہ کا یہ حال کیوں نہ ہو!

تعظیمی افعال کا بیان

نماز میں جو تین چیزیں ہیں ان میں سے پہلی دو تو واضح ہیں ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔البتہ تیسری چیز کی قدرے تفصیل ضروری ہے، پس جاننا چاہئے کہ افعال تعظیمیہ درجہ بہ درجہ تین ہیں: قیام ،رکوع اور سجدہ، سب سے پہلے آدمی کو راز ونیاز کی باتیں کرنے کے لئے باادب کھڑا ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منہ کر کے پوری طرح متوجہ ہونا چاہئے، تعظیم کا یہ

سب سے پہلا درجہ ہے، پھراس کے بعد کا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ذلت وپستی کا احساس کرے اور اللہ تعالیٰ کی عزت وبرتری کا تصور کرے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں ہو جائے۔ یہ فعل، تعظیم میں پہلے فعل سے بڑھا ہوا ہے، کیونکہ تمام انسانوں اور جانوروں کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ گردن افرازی تکبر کی نشانی ہے اور گردن افگندگی نیازمندی اور عاجزی کی علامت ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے:

"ان نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ آيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ"

(الشعراء:۴)

اگر ہم چاہیں تو ان (منکرین) پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کردیں، پس ان کی گردنیں اس نشانی کے سامنے پست ہو جائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گردن کا جھکنا منقاد ہونے کی علامت ہے اور فعل تعظیمی کا آخری درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خاک آلود کردے، جو کہ افضل ترین عضو ہے اور جس میں تمام حواس جمع ہیں، سننے، دیکھنے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی صلاحیتوں کا چہرہ سنگم ہے، ایسے اشرف عضو کو کسی کی تعظیم کے لئے زمین پر رکھ دینا تعظیم کا آخری درجہ ہے۔

غرض تعظیم کی یہ تینوں صورتیں تمام انسانوں میں جانی پہچانی ہوئی ہیں۔ لوگ اپنی عبادتوں میں بھی ان کا استعمال کرتے ہیں اور جب بادشاہوں اور امراء کے سامنے جاتے ہیں تو بھی یہی طریقے اختیار کرتے ہیں، اس لئے نماز میں یہ تینوں باتیں اکٹھا کی گئی ہیں اور ان میں ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہو، پہلے قیام ہو، پھر رکوع، پھر سجدہ کیا جائے تاکہ دم بہ دم، بتدریج، خشوع وخضوع اور اپنی ذلت کا احساس بڑھتا جائے۔ اگر نماز میں صرف آخری درجہ کی تعظیم یعنی سجدہ رکھا جاتا یا اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف اترا جاتا تو ترقی کا یہ

فائدہ حاصل نہ ہوت۔

فائدہ:

نماز کے افعال میں قعدہ بھی ہے مگر اس کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا کہ وہ اصلی فعل نہیں ہے، کیونکہ وہ ہر رکعت کے آخر میں مشروع نہیں ہے، جبکہ ہر رکعت ایک مستقل نماز ہے اور دو رکعتیں شفع (دوگانہ یعنی دو کی جوڑی) ہے۔تفصیل حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی توثیق الکلام میں ہے، جس کی میں نے شرح بنام: ''کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟''، لکھی ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

قعدہ نماز سے بسہولت نکلنے کے لئے رکھا گیا ہے۔کیونکہ نماز کے آخری فعل سجدے میں نماز سے نکلنے میں دشواری ہے، اس لئے آدمی سجدہ سے فارغ ہو کر بہ اطمینان بیٹھ جاتا ہے اور توفیق عبادت پر حمد کرتا ہے پھر معلم عبادت پر درود بھیجتا ہے، پھر اپنے لئے کچھ مانگ کر نماز سے نکل آتا ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۷۳۵)

نماز ہی کیوں ضروری ہے، کیا ذکر وفکر کافی نہیں؟

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے گیان دھیان کو اور اللہ کے دائمی ذکر کو کافی عبادت تصور کرتے ہیں، مگر اللہ کی شریعتوں میں اسکو کافی نہیں سمجھا گیا، ادیان سماوی میں بنیادی عبادت نماز کو قرار دیا گیا ہے، اگرچہ اللہ کی عظمت کو سوچنا، ہر وقت اللہ کا تصور قائم رکھنا، کسی حال میں بھی اللہ کو نہ بھولنا، بلکہ ہر وقت زبان سے بھی اللہ کا ذکر کرنا ایک بہترین عمل اور بڑی عبادت ہے، مگر وہ بنیادی عبادت نہیں، اللہ سے نزدیک کرنے والا بنیادی عمل نماز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح طریقہ پر اللہ کی عظمت میں مسلسل غور وفکر کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، صرف وہی لوگ مضبوطی سے اس پر عمل کر سکتے ہیں جن کی قوت ملکیہ نہایت بلند ہو اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

عام لوگ اگر یہ طریقہ اپنائیں گے تو وہ کُند خاطر ہو جائیں گے، بلکہ اصل پونجی بھی کھو بیٹھیں گے، نفع حاصل کرنا تو دور کی بات ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح بیل کسی سہارے ہی سے چھت پر چڑھتی ہے، اسی طرح فکری پرواز بھی کسی پیکر محسوس کے سہارے ہوتی ہے، اگر کسی پیکر محسوس کے بغیر سوچنا شروع کیا جائے تو کچھ وقت کے بعد فکر تھک جاتی ہے اور عقل مبہوت ہو کر رہ جاتی ہے، یہی فکر کی بلادت ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ چونکہ غیر محسوس ذات ہیں اس لئے ان کی عظمت وجلال کو کسی پیکر محسوس کے بغیر مسلسل نہیں سوچا جا سکتا۔

اسی طرح ذکر الٰہی کے لئے بھی پیکر محسوس ضروری ہے، الفاظ کا سہارا لینا اور ایسے تعظیمی عمل کو وسیلہ بنانا ضروری ہے جس کو آدمی اپنے اعضاء سے کرے اور اس کے آداب کی رعایت میں خود کو مشقت میں ڈالے، اس کے بغیر اللہ کا ذکر محض لَقلقہ (سارس کے زور سے بولنے کی آواز) ہے، یعنی بے معنی شور وہنگامہ ہے اور اکثر لوگوں کے حق میں اس کا کوئی فائدہ نہیں

اس کے برخلاف نماز ایک معجون مرکب ہے، ذکر وفکر بھی اس کے اجزاء میں شامل ہیں، کیونکہ نماز کے اجزائے ترکیبی تین ہیں:

ا)...... اللہ کی عظمت کو سوچنا، مگر فکر میں ڈوب کر نہیں، بلکہ ثانوی قصد سے، عرضی التفات سے اور ضمنی توجہ سے اور ایسی فکر ہر ایک کر سکتا ہے یعنی ایسی گہری فکر جس میں ماسوا کا کوئی شعور نہ رہے، یہ تو ہر ایک کے بس کی بات نہیں مگر جزوی، ثانوی اور تبعی درجہ کی فکر جس میں ماسوا سے بے خبری نہ ہو، یہ بات ہر ایک کے لئے ممکن ہے اور نماز میں اللہ کی عظمت کو ایسا ہی سوچنا مطلوب ہے...... ہاں اگر کسی میں شہود وحضور کے بھنور میں غوطہ لگانے کی استعداد ہو تو اس کے لئے کوئی ممانعت نہیں کہ وہ اس میں غوطہ زن ہو، بلکہ یہ فکر تو اور بھی اعلی درجہ کی چیز ہے۔ اس میں نفس کو اعلیٰ درجہ کی آگاہی حاصل ہوتی ہے مگر نماز کے تحقق کے لئے فکر کا یہ درجہ مطلوب نہیں۔

۲)......نماز میں ایسی دعائیں ہیں جن میں اپنے عمل کا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا اور اپنے چہرہ کا اللہ کی طرف متوجہ کرنا اور صرف اللہ ہی سے مدد چاہنے کو واضح کیا جاتا ہے۔

۳)......نماز میں تعظیمی افعال بجالائے جاتے ہیں جیسے باادب کھڑا ہونا، اللہ کے سامنے سرنگوں ہونا اور خدا کے سامنے جبیں سائی کرنا۔

اور معجون میں جس طرح مفردات باہم دیگر مل جاتے ہیں اور ایک مرکب مزاج وجود میں آتا ہے اسی طرح مذکورہ تینوں باتیں نماز میں ایک دوسرے کے لئے بازو، تکمیل کنندہ اور یاددہانی کرنے والی بن جاتی ہیں، اسی لئے نماز عام وخاص یعنی سب لوگوں کے لئے مفید ہے اور ایک قوی الاثر تریاق ہے تاکہ ہر شخص اس سے اپنی اصلی استعداد کے مطابق استفادہ کرسکے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۲۳۷)

نماز کے فوائد کا بیان

ذیل میں نماز کے آٹھ فائدے بیان کئے جاتے ہیں:

پہلا فائدہ:

نماز مؤمنین کی معراج ہے۔معراج کے معنی ہیں سیڑھی یعنی نماز ترقی کا ذریعہ ہے۔
جس طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے سرفراز کیا گیا تھا اور وصال حبیب نصیب ہوا تھا، مؤمنین بھی نماز کے ذریعہ ترقی کرتے ہیں اور آخرت میں ان کو بھی دیدار خداوندی کی نعمت سے، جو کہ اخروی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے، بہرہ ور کیا جائے گا۔آخرت میں تجلیات کو سہارنے کی استعداد نماز کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے متفق علیہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، چودھویں کا چاند پوری تابانی سے چمک رہا تھا آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم اپنے پروردگار کو آشکارا آنکھ سے دیکھوگے، جیسے کہ تم

اس چاند کو دیکھتے ہو، تم کوئی تکلیف نہیں دیئے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں (یا ازدحام نہیں کرو گے تم اللہ کی رویت میں) پس اگر طاقت رکھو تم کہ نہ غلبہ کئے جاؤ تم (یعنی مشاغل تم پر غالب نہ آئیں) اس نماز پر جو طلوع آفتاب سے پہلے ہے (یعنی نماز فجر) اور اس نماز پر جو غروب آفتاب سے پہلے ہے (یعنی نماز عصر) تو کرو تم''۔

(مشکوٰۃ، باب رویۃ اللہ عزوجل، حدیث نمبر ۵۶۵۵)

فجر وعصر کی تخصیص یا تو اس لئے ہے کہ فجر راحت اور سستی کا وقت ہے اور عصر مشاغل دنیوی کا وقت ہے، پس جو ان دو نمازوں کا اہتمام کرے گا وہ باقی نمازوں کا بدرجۂ اولی اہتمام کرے گا اور ایک قول یہ ہے کہ جنت میں دیدار خداوندی انہیں دو وقتوں میں ہوگا (مظاہر حق) غرض رویت باری کی خوش خبری کے ساتھ نمازوں کے اہتمام کی تاکید اسی لئے ہے کہ نمازیں ہی آدمی میں دیدار خداوندی کی استعداد پیدا کرتی ہیں۔

نوٹ: ''الصلوٰۃ معراج المؤنین'' کوئی روایت نہیں ہے، لوگوں میں یہ جملہ جو حدیث کے طور پر چل پڑا ہے وہ بے اصل بات ہے۔

دوسرا فائدہ:

نماز محبوبِ خدا بننے کا اور اللہ کی رحمتوں کو لوٹنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک بار اپنے ایک خادم حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: ''مجھ سے مانگ'' انھوں نے آپ ﷺ سے بہشت کی رفاقت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اور مانگ لو'' انھوں نے عرض کیا: ''میرا مطلب تو یہی ہے'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تو اپنے نفس کے خلاف میری مدد کر سجدوں کی کثرت سے'' (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۹۶ باب السجود وفضلہ) یعنی تیرا نفس تو نہیں چاہے گا، کیونکہ نفس پر نماز

بہت بھاری ہے، مگر تو نفس کو مجبور کر اور بہت زیادہ نمازیں پڑھ، تاکہ میں آخرت میں ان نمازوں کے وسیلہ سے تیرے لئے اپنی رفاقت کی درخواست کرسکوں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آدمی نماز کی مدد سے آخرت میں بڑے سے بڑا مرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ : ۷۳۹/۱)

اور سورۃ المدثر میں ہے کہ آخرت میں بہشتی، مجرموں سے ان کا حال پوچھیں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟ وہ کہیں گے: ''ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے (یعنی زکوٰۃ بھی نہیں دیا کرتے تھے) اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ (یعنی اسلام کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ) بحث میں شریک رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو عملاً) جھٹلایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی، پس ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی''۔ (آیات ۳۹-۴۸)

ان آیات میں کفار ہی کا بیان نہیں عام مجرموں کا بیان ہے، جو نافرمان مسلمانوں کو بھی شامل ہے، پس ان آیات کے منطوق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نماز نہ پڑھنے والے رحمت خداوندی سے محروم ہوں گے اور راندہ ہو کر جہنم میں جائیں گے اور اسی آیت کے مفہوم سے یہ بات نکلی کہ نمازوں کا اہتمام کرنے والے محبوب خدا ہوں گے، اللہ کی رحمتوں کے حق دار ہوں گے اور جنت کے عالی مقامات میں جگہ حاصل کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا منھم!

تیسرا فائدہ:

جب نماز آدمی میں ملکہ اور فطرت بن جاتی ہے۔ تو بندہ اللہ کے نور میں مضمحل (متلاشی، بکھرنے والا، گم) ہو جاتا ہے اور اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔ سورۂ ہود آیت ۱۱۴ میں ہے: ''اور دن کے دونوں سروں پر اور رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کا اہتمام کرو، یاد رکھو! نیکیاں

برائیوں کومٹا دیتی ہیں'' یعنی نیکیوں کی خاصیت یہ ہے کہ وہ برائیوں کومٹا دیتی ہیں، جس طرح نہانے سے بدن کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور خزاں کے موسم میں پتے جھڑ جاتے ہیں، نمازوں اور دوسری نیکیوں سے بھی گناہ مٹ جاتے ہیں اور نیکیاں عملی توبہ بن جاتی ہیں۔

چوتھا فائدہ:

نیک بختی حاصل کرنے کے حجابات ثلاثہ میں ایک جہالت و بدعقیدگی کا حجاب بھی ہے، ...... جب نماز کے افعال حضور قلب اور نیت صالحہ کے ساتھ انجام دیئے جائیں تو نماز سے اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے اور دل میں اللہ کی عظمت واعتقاد پیدا ہوتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نماز سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں۔

پانچواں فائدہ:

نیک بختی حاصل کرنے میں حجابِ دنیا بھی مانع ہے یعنی ریت رواج کا پردہ بھی حائل ہو جاتا ہے، ...... جب نماز کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے اور اس کو ایک مسلمہ طریقہ بنالیا جاتا ہے تو وہ آفاتِ دنیا سے اور رواجی برائیوں سے بچاتی ہے۔

سورۃ العنکبوت آیت: ۴۵ میں ہے کہ: ''نماز کی پابندی کیجئے، بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے'' اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؛ یعنی جب نماز فطرت ثانیہ اور خصلت راسخہ بن جاتی ہے تو رواجی برائیوں سے بچنے میں بے حد نفع بخش ثابت ہوتی ہے۔

چھٹا فائدہ:

نماز مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے ذریعہ مسلمان: کافر اور منافق سے ممتاز ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ہمارے اور ان (منافقین) کے درمیان عہد و پیمان نماز ہے، پس جس

نے نماز کوترک کردیا، وہ کافر ہوگیا''۔(رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی فی کتاب الایمان وقال : حدیث حسن صحیح ،مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۷۴ کتاب الصلوٰۃ)

اسفار میں ہمیں اس کا خوب تجربہ ہوتا ہے جب کوئی مسلمان لوگوں کے درمیان نماز پڑھتا ہےتو اس کےاس عمل سے دین اسلام کا تعارف ہوتا ہے۔

ساتواں فائدہ:

مبحث رابع کے باب اول میں گذرا ہے کہ سعادت حقیقیہ یہ ہے کہ بہیمیت ،نفس ناطقہ کی تابعدار ہوجائے اورخواہش عقل کی پیروی کرے اس مقصد کی تحصیل کے لئے نماز جیسی کوئی چیز نہیں۔ نماز نفس کوخوگر بناتی ہے کہ وہ عقل کی تابعداری کرے اور عقل کے حکم پر چلے پس سعادت حقیقیہ حاصل کرنے میں بھی نماز بڑی معین ومددگار ہوتی ہے۔

اب آخر میں ہم نماز کے ایک فائدہ کا اضافہ کرتے ہیں،جس کا قرآن کریم میں متعدد جگہ ذکرآیا ہے۔

آٹھواں فائدہ:

نماز اللہ پاک کو بہ کثرت یاد کرنے کا ذریعہ ہےاوراللہ پاک کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔عاشق سے کوئی پوچھے: تجھے محبوب کی یاد میں کیا ملتا ہے؟'' وہ خودتو کچھ نہیں بتلاسکے گا،مگراس کی وارفتگی سب کچھ بتادے گی۔ذکر، اللہ والوں کے قلوب کی غذااورآب حیات ہے۔اللہ پاک کی یاد ہی سے ان کے دلوں کی دنیا آباد ہے۔پس جولوگ چاہتے ہیں کہ اپنے مولیٰ کو یادرکھیں وہ نمازوں کواس کا ذریعہ اوروسیلہ بنالیں۔

نماز کا یہ فائدہ سورۂ ہودآیت ۱۱۴/ کے آخری حصہ میں آیا ہے''ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ'' یہ نماز بڑی یاد ہے یادکرنے والوں کے لئے ،اسی طرح سورۃ العنکبوت کی مذکورہ

آیت میں ہے ''وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَر ''اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۱۴۱۷)

۱)......اور نماز مؤمنین کی معراج ہے، تجلیات اخرویہ کے لئے تیار کرنے والی ہے اور وہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''بیشک عنقریب تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے، پس اگر تم طاقت رکھو کہ نہ ہارو طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نماز میں، تو کرو تم''۔

۲)......اور نماز بہت بڑا ذریعہ ہے اللہ کی محبت اور رحمت کا، اور وہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''مدد کر تو میری تیرے نفس کے خلاف سجدوں کی کثرت سے'' اور اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کا قول نقل فرمایا ہے: ''اور ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے''۔

۳)......اور جب نماز بندے میں جم جاتی ہے (یعنی ملکہ بن جاتی ہے) تو بندہ اللہ کے نور میں متلاشی ہو جاتا ہے اور اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (ارشاد خداوندی ہے): ''بیشک نیکیاں گناہوں کو نابود کر دیتی ہیں''۔

۴)......اور نماز سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں ہے بدعقیدگی میں، خصوصاً جب نماز کے افعال اقوال حضور قلب اور نیت صالحہ سے انجام دیئے جائیں۔

۵)......اور جب نماز کو ایک مشہور ریت بنالیا جائے تو وہ رواجی برائیوں میں بیِّن طور پر نفع بخش ہوتی ہے۔

۶)......اور نماز مسلمانوں کا شعار ہوگئی ہے، اس کے ذریعہ مسلمان کافر سے ممتاز ہوتا ہے، اور وہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''نماز ہی ہم میں اور ان (منافقین) میں عہد پیمان ہے۔ پس جو شخص نماز کو ترک کر دے وہ کافر ہو گیا''۔

۷)......اور نہیں ہے کوئی چیز نماز کے مانند نفس کو خوگر بنانے میں طبیعت کی تابعداری

کرنے پر عقل کی اور طبیعت کے چلنے پر عقل کے حکم کے مطابق، باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۴۲۷)

نماز کی حقیقت اور اُس کے فوائد واسرار

رب اور بندہ کا تعلق:

نماز کی حقیقت اور اس کی اہمیت وضرورت کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے، اور اس کا صحیح لطف بھی وہی اٹھا سکتا ہے، جو اس عجیب وغریب، بلند ولطیف اور ناقابلِ قیاس تعلق سے پوری طرح آگاہ ہو جو رب اور بندہ کے درمیان قائم ہے، یہ ایک ایسا تعلق ہے جس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں مل سکتی، اس کو اس کائنات کی کسی دو ہستیوں کے باہمی تعلق یا محض صانع ومصنوع، حاکم ومحکوم، قوی وضعیف، مفلس ومحتاج اور سائل ومعطی کے تعلق پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ یہ تعلق ان تمام رشتوں سے زیادہ لطیف اور بلند اور ان سب سے زیادہ گہرا مستحکم، جامع اور وسیع ہے۔

(ارکان اربعہ:۲۰)

اسلام میں نماز کی اہمیت

یہ احکام الٰہی کی وہ حکمتیں ہیں جن کے سامنے ہم کو سر تسلیم خم کر دینا چاہئے، ہمارا ایمان ہونا چاہئے کہ نماز بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فریضہ ہے، دین کا ستون ہے، مسلمانوں اور کافروں کے درمیان وجہ امتیاز ہے، نجات کی شرط ہے، ایمان کی محافظ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت وتقویٰ کی بنیادی شرائط کے طور پر بیان کیا ہے۔

ارشاد ہے:

الٓمّٓ O ذٰلِکَ الۡکِتَابُ لَارَیۡبَ فِیۡهِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ O اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ O (سورۂ بقرہ:۱-۲-۳)

الٓـــمٓ ، یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں، ہدایت ہے (اللہ سے) ڈرر کھنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(ارکانِ اربعہ ص: ۴۰)

نماز کے دوام کی ضرورت اور اس کے ترک کے خطرات

یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو کسی نبی اور رسول سے بھی ساقط نہیں ہوتا چہ جائیکہ کسی ولی اور عارف، مجاہد سے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَأۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ‘‘

(سورۂ الحجر-۹۹)

اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو امر یقین پیش آجائے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مشاہدہ اور یقین کی منزل پر پہونچنے کے بعد یا اسلام کے راستہ میں مختلف خدمات انجام دینے یا اپنے کارناموں اور اپنے مقام کی وجہ سے یہ فریضہ اس سے ساقط ہو گیا تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور زبردست خطرہ کو دعوت دیتا ہے۔ (ارکانِ اربعہ: ۴۳)

کسی خدمت و جہاد کی وجہ سے نماز سے غافل کی مثال

اپنے کسی کارنامہ یا کسی کیفیت اور حال پر اعتماد کر کے نماز چھوڑ دینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کشتی کا کوئی عالم و فاضل سوار اپنے علم و فضل کے زعم میں کسی تختہ یا کیل کو یہ کہہ کر توڑنے یا نکال دینے کے درپے ہو جائے کہ اس کی اس کشتی میں کیا ضرورت ہے، اور ایک تختہ یا کیل نہ ہونے کی وجہ سے کیا نقصان ہو گا اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے، وہ اس کو بلا ضرورت اور غیر مفید قرار دے کر زبردستی تختہ یا کیل کو توڑ دے اور بالآخر اس کی اس بوالفضولی کی بدولت

کشتی مع مسافروں کے غرق دریا ہو جائے۔

(یہ مثال حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری بہاری کے ایک مکتوب سے ماخوذ ہے)

نماز کی پابندی اور حفاظت کا راز اور اس کے تارک کی سزا

نماز میں ایمان اور دین کی حفاظت، اللہ تعالیٰ سے تعلق، دائرہ اسلام میں رہنے اور جماعت مومنین میں شمولیت کی حفاظت وسلامتی کا راز پوشیدہ ہے، یہ کیوں ہے؟ اس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے، ایک بڑے عارف ومحقق بزرگ نے اس نکتہ کی تشریح کے لئے ایک بڑی سبق آموز اور عارفانہ حکایت بیان کی ہے۔

''اس کو ایسا سمجھو کہ ایک شخص نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر محل تعمیر کیا، وہاں انواع واقسام کی نعمتیں جمع کیں، جب اس کا اخیر وقت ہوا تو اس نے لڑکے کو وصیت کی کہ اس محل میں جو ترمیم وتصرف چاہنا کرنا لیکن ایک خوشبو دار گھاس کا ایک حصہ جو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں وہ چاہے خشک ہو جائے اس کو باہر نہ کرنا، جب پہاڑ کی چوٹی پر بہار آئی تو پہاڑ اور میدان سرسبز ہو گئے بہت سی تازہ اور خوشبو دار گھانس پیدا ہوگئی جو اس پرانی گھانس سے زیادہ تروتازہ تھی، اس میں سے بہت سی گھانس اور پھول اس محل میں آئے جن کی خوشبو نے سارے محل کو معطر کر دیا، اور ان کے سامنے اس پرانی سوکھی ہوئی گھانس کی خوشبو دب گئی، لڑکے نے سوچا کہ میرے والد نے یہ پرانی گھانس اس محل میں اس لئے رکھی تھی کہ اس کی خوشبو پھیلے اور یہ جگہ اس سے معطر ہو، اب یہ سوکھی گھانس کس کام آئے گی، اس نے حکم دیا کہ اس گھانس کو باہر پھینک دیا جائے جس وقت محل اس گھاس سے خالی ہو گیا، ایک کالے سانپ نے سوراخ سے سر نکالا اور لڑکے کو ڈس لیا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔

سبب اس کا یہ تھا کہ اس گھاس کے دو فائدے تھے، ایک یہ کہ وہ خوشبو دے، اور دوسرے اس میں یہ خاصیت تھی کہ وہ جہاں ہوتی ہے، سانپ اس کے قریب نہیں جا سکتا، گویا وہ

سانپ کا تریاق تھی، یہ خاصیت کسی کو معلوم نہیں تھی، لڑکے کو اپنی ذہانت پر ناز تھا، وہ سمجھا کہ جو اس کے معلومات کے دائرہ میں نہ ہو گویا کہ قدرت خداوندی کے خزانہ میں موجود نہیں ہے، اس کو اس آیت کا مفہوم نہیں معلوم تھا، ''وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا'' وہ اپنی ذہانت کے غرّہ میں مارا گیا۔'' (مکتوبات سہ صدی، ترجمہ ماخوذ از تاریخ دعوت وعزیمت حصہ سوم: ۳۰۶-۳۰۷)

تارک صلوٰۃ کی بھی یہی مثال ہے، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ نماز سے مستغنی ہے، اور ان مقاصد کو حاصل کر چکا ہے، جن کے لئے نماز کا حکم ہے، یا اسلام اور مسلمانوں کی کسی بڑی خدمت یا عبادت وریاضت، یا اپنے جہاد وسرفروشی یا تحریک ودعوت میں اپنے انہماک ومشغولیت پر بھروسہ کر کے نماز کو حقیر یا بے ضرورت سمجھتا ہے اور اس سے غفلت برتتا ہے تو وہ تباہی کے دہانہ پر کھڑا ہے، اور اس کے سارے اعمال اور ساری خدمات نہ صرف رائیگاں بلکہ وبالِ جان ہیں، اور اس کی مثال اس بکری یا بھیڑ کی ہے جو اپنے گلہ اور چرواہے سے علٰحدہ ہو کر دور جائے اور بالآخر بھیڑیئے کا لقمۂ تر بن جائے۔ (ارکانِ اربعہ: ۴۴)

نماز مومن کے حق میں ایسی ہے جیسے مچھلی کے لئے پانی

نماز دراصل اس فطرت انسانی اور تقاضۂ بشری کی تسکین اور تکمیل ہے، جس کو ہم ضعف واحتیاج، مجبوری ودرماندگی، دعا ومناجات، اور اس خدائے بزرگ وبرتر کی پناہ میں آجانے اور اس کے در پر سر رکھ کر پڑ رہنے کا جذبہ کہہ سکتے ہیں، جو طاقتور ہے، بے نیاز ہے، سخی، داتا ہے، رحم کرنے والا اور مہربان ہے، حفاظت کرنے والا، عطا کرنے والا، جاننے والا اور خبر رکھنے والا، سننے اور دینے والا ہے، درحقیقت شکر واحسان مندی، وفا شعاری اور حب الٰہی، عبودیت وتذلّل، اور خشوع وتواضع کے اس جذبہ کی تسکین ہے، جو انسان کی سرشت میں ہے، اور اس کی انسانیت کا سب سے بڑا جوہر ہے، اس بارہ میں مومن کی مثال مچھلی کی سی ہے، جس کی زندگی پانی کے

ساتھ وابستہ ہے، اگر اس کوز بردستی پانی سے نکال بھی لیا جائے تب بھی وہ پانی کے لئے بیقرار اور پانی کی محتاج رہے گی اور موقع ملتے ہی بے ساختہ اس پر ٹوٹ پڑے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

آپ نے فرمایا ''**جعلت قرة عینی فی الصّلوٰة**'' میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (نسائی) اسی طرح حضرت بلالؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا ''**یابلال اقم الصّلوٰة ارحنابھا**'' اے بلال نماز کی تیاری کرواور اس کے ذریعہ ہم کو آرام دو۔

(ابوداؤد ''کتاب الادب''، ارکانِ اربعہ: ۴۵)

نماز میں جسم، عقل اور قلب تینوں کی نمائندگی ہے

نماز صرف جسمانی حرکات یا کسی چوب خشک جیسے نظام کا نام نہیں جس میں نہ روح ہوتی ہے، نہ زندگی، نہ وہ کوئی ایسا فوجی ڈسپلن ہے جس میں ارادہ واختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا، وہ ایک ایسا عمل ہے جس میں جسم عقل اور قلب سب شریک ہیں، اور اس میں ان تینوں چیزوں کی حکیمانہ ومنصفانہ نمائندگی موجود ہے، جسم کے حصہ میں قیام اور رکوع وسجود آیا ہے، زبان کے حصہ میں تلاوت وتسبیح آئی ہے، عقل کے حصہ میں تفکر وتدبر آیا ہے، قلب کے حصہ میں خشوع وانابت اور رقت وکیفیت آئی ہے اور قرآن مجید میں ان تینوں کا ذکر موجود ہے، جسم کے اعمال کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے:۔

☆......وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ: اور اللہ کے سامنے عاجزوں (کی طرح) کھڑے رہا کرو۔ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸)

☆...... **یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوْا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ**O

اے ایمان والو رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیکی کرتے رہو تاکہ کچھ فلاح پاؤ۔ (سورۂ حج: ۷۷)

(ارکانِ اربعہ: ۴۷)

عقل کے اعمال کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے:۔

☆......یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْرَبُوْا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَO۔

اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو یہاں تک کہ جو کچھ (منہ سے) کہتے ہو اسے سمجھنے لگو۔ (سورۂ نساء: ۴۳)

اور قلب کے اعمال کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے:

☆...... قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ Oالَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَO

یقیناً (وہ) مومنین فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں۔

(سورۂ مومنون: -۱-۲)

☆...... تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّارَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَO (سورۂ سجدہ: ۱۶)

ان کے پہلو خواب گاہوں سے علٰحدہ رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کو وہ پکارتے رہتے ہیں خوف سے اور امید سے اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(ارکانِ اربعہ: ۴۸)

نماز کا حکیمانہ ومعجزانہ نظام تربیت

حکمت الٰہی اور شریعت ربّانی نے نماز کا جو لطیف وعمیق اور جامع ومانع نظام قائم کیا ہے

اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے مقصد عبودیت کی تکمیل کرسکے، اس کے اندر اخلاص، غایت درجہ کا خضوع وتذلل، استغاثہ وابتہال اور تعلق مع اللہ کی صفات پیدا ہوں، وہ ماسوی اللہ سے منقطع ہوجائے اور ہر اس شخص کے خلاف اعلانِ بغاوت کردے جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت، اس کی عظمت وکبریائی اس کے حکم وفیصلہ اور اطاعت مطلقہ میں حصہ دار بننا چاہتا اور زبانِ قال یا حال سے اپنی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہو اور اپنے طرزِ عمل سے اس کا دعوے دار ہو کہ وہی حکم دینے والا ہے، اور وہی منع کرنے والا، اسی سے امید رکھنی چاہئے اور اسی سے ڈرنا چاہئے، نماز کا مقصد یہ ہے کہ نفس انسانی میں ایک ایسی روحانی قوت، نیا ایمان اور قلب کو روشن کردینے والا نور پیدا ہوجائے جس کے ذریعہ انسان ہر قسم کے فتنوں اور ترغیبات کا مقابلہ کرسکے، بڑے سے بڑے حوادث میں ثابت قدم رہ سکے، نفس کے شر اور اس کے مکر سے محفوظ رہے، اور اس کی کمزوریوں پر قابو پا سکے۔

(ارکانِ اربعہ:۴۹)

نماز کے بارے میں اسلاف کا نقطۂ نظر اور طرزعمل

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کو اپنا مونس ودمساز اور معین ومددگار سمجھے، اور جب بھی اس کو کوئی مشکل پیش آئے، کوئی فکر وپریشانی لاحق ہو یا کسی مصیبت وآزمائش کا سامنا کرنا پڑے تو فوراً اس کریم کا دروازہ کھٹکھٹائے اور جب تک اس کی مراد پوری نہ ہو اس کے در پر پڑا رہے، صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کا معاملہ نماز کے ساتھ یہی تھا، ان کو نماز پر اس سے زیادہ ناز اور اعتماد تھا، جتنا سپاہی کو اپنی شمشیر پر، مالدار کو اپنی دولت پر، اور بچہ کو اپنی فریاد اور آہ وبکا پر ہوتا ہے، اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ ماں کی شفقت کو اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے، یہ ان کا مزاج اور طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، جس کے لئے ان کو کسی تکلف تصنع اور آورد کی ضرورت نہ تھی، جب بھی

ان کو کسی قسم کا اضطراب یا خوف لاحق ہوتا یا معاملہ الجھتا نظر آتا دشمن کی فوجیں ہر طرف سے ان پر یلغار کرتیں یا فتح ونصرت میں تاخیر ہونے لگتی تو وہ فوراً نماز کے لئے دوڑ پڑتے اور اس کی پناہ میں آجاتے۔

درحقیقت ائمۂ اسلام، اولیاء امت اور مصلحین ملت کا ہر زمانہ میں یہی حال رہا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے متعلق آتا ہے کہ جب کوئی بات ان کی سمجھ میں نہ آتی یا کوئی عقدہ حل نہ ہوتا تو وہ کسی ویران اور دور افتادہ مسجد میں چلے جاتے نماز پڑھتے اور اپنی پیشانی خاک پر رکھتے اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہتے اور کہتے ''**یامُعلم ابراھیمؑ علّمنی**'': اے ابراہیمؑ کے سکھانے والے مجھے بھی یہ علم سکھا دے۔ بڑے دردوسوز کے ساتھ دعا کرتے اور خدا کے حضور سر نیاز جھکا کر اور گڑگڑا کر سوال کرتے اور اس پر خوش ہوتے کہ وہ اس در کے فقیر اور بھکاری ہیں، اور پشت در پشت سے ان کا یہی پیشہ ہے، جو باپ دادا سے ورثہ میں ان کو ملا ہے، کبھی کبھی وہ اپنی دعا ومناجات میں یہ شعر پڑھتے تھے ؎

أنا المُكَدِّی أنا المُكَدِّی وهٰكذا كان أبی وجدّی

میں بھکاری ہوں میں بھکاری ہوں اور اسی طرح میرے باپ اور دادا بھی بھکاری تھے۔

(ارکانِ اربعہ:١١١، مدارج السالکین:١/٢٩٦)

باب (١٢)

فرض نمازوں کا بیان

فرض نمازیں:

فرض نمازیں دن ورات میں جمعہ کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعت ہیں

؛۔ دو رکعت فجر کے وقت، چار رکعت ظہر کے وقت، اور جمعہ کے دن بجائے چار رکعت کے دو، چار عصر کے وقت، تین مغرب کے وقت، چار عشاء کے وقت، یہ نمازیں فرضِ عین ہیں اور جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے۔ (علم الفقہ :۱۲۲/۲)

جمعہ کی نماز مستقل فرض ہے اسکی تاکید ظہر کی نماز سے زیادہ آئی ہے۔

(شامی علی الدر مکتبہ التجاریہ مکۃ المکرّمہ:۱۳۶/۲)

پانچ نمازیں فرض ہیں؛

عقائد کی درستی کے بعد بدنی عبادتوں میں نماز سب سے افضل وعمدہ عبادت ہے۔ نماز فرض محکم اور اسلام کا رکنِ اعظم ہے اور یہ عبادت دائمی قدیمی ہے۔ نماز ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت آزاد وغلام پر فرض عین ہے، اور وہ پانچ نمازیں (یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء) اور نماز جمعہ ہے۔ نماز کا ترک کرنا حرام اور شدید ترین کبیرہ گناہ ہے، اس کی فرضیت کا منکر پکا کافر اور لائقِ قتل ہے، جو شخص نماز کے فرض ہونے کا تو انکار نہ کرے لیکن جان بوجھ کر سستی سے نماز چھوڑتا ہے تو اس کو قتل نہ کریں بلکہ اس وقت تک قید میں رکھے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے اور نماز پڑھنے لگے، اگر ایک وقت کی نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے تو فاسق ہے۔ (عمدۃ الفقہ :۱۲/۲)

باب (۱۳)

نماز کے فرائض کا بیان

تمہید:

نماز کے وہ فرائض جو نماز سے باہر ہیں اور ان کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی جن کو نماز کی شرطیں کہتے ہیں ان کا بیان ہو چکا ہے، اب نماز کے ان فرائض کا بیان ہوتا ہے جو نماز کے اندر

ہیں یعنی نماز کی ماہیت میں داخل ہیں ان کو ارکانِ نماز بھی کہتے ہیں۔

رکن کی تعریف

ارکان رکن کی جمع ہیں، رکن کے معنی ستون اور مضبوط پہلو کے ہیں اور یہاں اس کے معنی فرض اور ارکان کے معنی فرائض ہیں نماز ان ارکان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے اجزائے داخلی ہیں اگر ان میں سے ایک جزو بھی نہ پایا گیا تو نماز نہ ہوگی، نماز کے اندر فرائض تحریمہ سمیت چھ ہیں اور وہ یہ ہیں۔

فرائض نماز چھ ہیں

۱)......تحریمہ۔ یہ شرط ہے۔

۲)......قیام۔

۳)......قرأت۔

۴)......رکوع۔

۵)......دونوں سجدے۔

۶)......قعدۂ اخیر۔ (عمدۃ الفقہ : ۲/۸۴)

صاحب بدائع الصنائع اور علامہ شامیؒ نے چھ فرائض اس طرح بتلائے ہیں۔

۱)......قیام۔

۲)......قرأت۔

۳)......رکوع۔

۴)......سجدہ۔

۵)......قعدۂ اخیرہ۔

۶)......نماز کواپنے فعل سے تمام کرنا۔

(بدائع الصنائع:۱/۱۰۵،شامی علی الدر:۱/۴۴۸،علم الفقہ:۲/۶۷)

بعض فقہاء نے تکبیر تحریمہ کورکن قرار دیا اور خروج بصنعہٖ کورکن سے خارج قرار دیا اور بعضوں نے دونوں کورکن کہا اسطرح کل سات ارکان ذکر کیں۔(عمدۃ الفقہ:۲/۸۴)

شرط کی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں شرط وہ ہے جس پر کوئی چیز موقوف ہواوراس میں داخل نہ ہو یعنی اس کی ماہیت سے خارج ہواوراس کا جزء نہ ہو۔

بعض نے شرط کی تعریف یوں کی ہے کہ اس کے نہ ہونے سے مشروط کا نہ ہونالازم آئے پس نماز کی شروط نماز کے وہ فرائض ہیں جونماز سے باہر ہواوران کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۴۳)

نماز کے شرائط

صاحب درمختار نے نماز کے چھ شرائط ذکرفرمائے ہیں اور علامہ شامی نے قہستانی کے حوالہ سے دس سے زیادہ شرائط ذکرفرمائے ہیں۔

نیز علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع نے گیارہ شرائط دلائل کے ساتھ ذکرفرمائے ہیں وہ سب حسب ذیل مذکور ہیں:

۱)......بدن کا پاک ہونا۔

۲)......کپڑوں کا پاک ہونا۔

۳)......جگہ کا پاک ہونا۔

۴)......ستر کا چھپانا۔

۵)......نیت کرنا۔

۶)......استقبال قبلہ یعنی قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

علامہ شامیؒ نے چھ کے بعد یہ شرائط ذکر فرمائے ہیں:

۷)......قرأت کرنا۔

۸)......قرأت کا رکوع پر مقدم کرنا۔

۹)......رکوع کا سجدہ پر مقدم کرنا۔

۱۰)......امام اور مقتدی کی جگہ کا ایک ہونا۔

۱۱)......صاحب ترتیب کیلئے فوت شدہ نماز کا یاد نہ آنا۔

۱۲)......عورت کا محاذات میں نہ ہونا۔

اسی طرح علامہ شامیؒ نے ترہویں شرط بھی زیادہ کی ہیں:

(۱۳)وقت ہونا۔

(شامی علی الدر:۱/۴۰۲ تا ۴۲۷، بدائع الصنائع:۱/۱۱۴ تا ۱۴۵)

باب(۱۴)

نماز جمعہ کے متعلق فرائض کا بیان

نماز جمعہ کا حکم

نماز جمعہ فرض عین ہے یعنی ہر شخص کو اس کا پڑھنا ضروری ہے اس کی فرضیت کی تاکید ظہر کی نماز سے زیادہ ہے۔

دلیل قطعی یعنی قرآن پاک کی آیت اور احادیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے

اس لئے اس کا منکر کافر اور بلا عذر ترک کرنے والا فاسق ہے نمازِ جمعہ نماز ظہر کا عوض اور بدل نہیں ہے بلکہ فرض وقت ظہر ہی ہے لیکن جمعہ کے دن جمعہ کے پڑھنے سے ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے، یہ اسلام کے شعائر میں ہے یعنی ان چیزوں میں ہے جس سے اسلام پہچانا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جمعہ کی نماز نہ چھوڑا کریں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کردے گا اور پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز چھوڑنے والوں کے بارے میں بھی فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ بغیر عذر چھوڑ دیتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

(عمدۃ الفقہ :۴۳۵/۲، درمختار مع الشامی:۱۳۶/۲)

جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے

جمعہ کی نماز ہر عاقل، بالغ، آزاد، مقیم، اور تندرست مسلمان مرد پر فرض ہے، جمعہ کی نماز نابالغ بچوں، بیماروں، اندھوں، مسافروں اور عورتوں پر فرض نہیں ہے، لیکن اگر یہ لوگ پڑھ لیں تو ان کی نماز جمعہ ہوجائے گی۔ اوران کو اس دن ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(کبیری قدیم لاہور:۵۰۹)

باب (۱۵)

خطبۂ جمعہ کے فرائض کا بیان

خطبۂ جمعہ کے فرائض:

(۱)......خطبہ کے وقت کا ہونا۔ اور وہ زوال کے بعد اور نماز سے پہلے ہے، پس اگر زوال سے پہلے یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو جائز نہیں ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۴۴۵/۲، درمختار مع الشامی:۱۴۷/۲)

(۲)......لوگوں کے سامنے خطبہ کی نیت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

(عمدۃ الفقہ ۴۴۵/۲،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۵۰۹،علم الفقہ ۱۸۶/۲)

(۳)......خطبہ ایسے لوگوں کے سامنے پڑھنا جن کے موجود ہونے سے جمعہ درست ہوجاتا ہے یعنی مرد، عاقل، بالغ ہو۔

(عمدۃ الفقہ :۴۴۵/۲،مراقی الفلاح مع الطحطاوی جدید:۵۰۹)

(۴)......شرط نمبر۳ کی بنا پر خطبہ کا جہر کے ساتھ ہونا بھی شرط ہے یعنی خطبہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو پاس والے سن سکیں۔

(عمدۃ الفقہ :۴۴۵/۲،شامی علی الدر:۱۴۷/۱،کبیری جدید:۴۷۸)

(۵)......خطبہ اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہونا۔

(عمدۃ الفقہ :۴۴۵/۲،احسن الفتاویٰ:۱۱۲/۱)

(٦)......خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ (عمدۃ الفقہ :۴۴۵/۲، درمختار مع الشامی:۱۴۷/۲)

باب (۱٦)

صلوٰۃ جنازہ کے فرائض کا بیان

صلوٰۃ جنازہ کے فرائض:

(۱)......تکبیراتِ اربعہ؛ یعنی چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔

(۲)......قیام؛ یعنی کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا۔ بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی تو صحیح نہ ہوگی، اگر کوئی عذر کی وجہ سے پڑھی تو جائز ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۵۱۸/۲ درمختار مع الشامی:۲۰۹/۲)

نماز جنازہ کا حکم اور دیگر فروض کفایہ:

۱)......نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ: ۱۳/۲، تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳)

۲)......تجہیز وتکفین کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۳/۲، تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳)

۳)......مسلمان میت کو دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۳/۲، تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳)

۴)......کافروں سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ جہاد کا حکم حالات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ (تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳)

۵)......لقیط (لاورث بچہ) کو اٹھالینا بھی فرض کفایہ ہے۔

(تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳، شامی علی الدر: ۲۷۷/۴)

۶)......تفسیر وحدیث کی تحصیل اور فقہی علوم میں اتنی مہارت حاصل کرنا کہ قاضی یعنی (اسلامی جج) اور مفتی کے قابل ہوجائے یہ فرض کفایہ ہے۔

ہر ایک کو اپنی حدتک ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔

(تحفۃ الباری: ۱۸۴/۳، شامی علی الدر: ۴۲/۱، الاشباہ والنظائر: ۳۷۹)

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز وغیرہ کے متعلق چالیس حدیثیں

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

(۱)عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ بُنِیَ الاسلام علیٰ خمسٍ شهادة ان لاالٰه الا الله وان محمدًا رسول الله واقامِ الصلوٰة وایتاءِ الزکوٰة والحجِّ وصومِ رمضانَ . (بخاری شریف:۱/۶)

ترجمہ:حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے؛اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ،اور نماز کو قائم کرنا،اور زکوٰۃ دینا،اور حج کرنا،اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری شریف:۱/۶)

سب سے افضل عمل اولِ وقت میں نماز پڑھنا ہے

(۲)عن ابن مسعودؓ قال سألتُ النّبیَ ﷺ ای العمل احبُّ الی اللهِ قال الصلوٰةُ علیٰ وقتِها قال ثم اَیٌّ قال ثم بِرُّ الوالدین قال ثم اَیٌّ قال الجهادُ فی سبیل اللهِ . (بخاری شریف:۱/۷۶)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کو سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے؟حضور ﷺ نے فرمایا:اپنے وقت پر نماز پڑھنا میں نے کہا اس کے بعد کونسا عمل پسندیدہ ہے؟فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا،میں نے کہا اس کے بعد کونسا عمل پسندیدہ ہے؟فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری شریف:۱/۷۶)

پانچوں نمازوں کی فضیلت

(۳) عن ابی هريرةؓ انه سمع رسول الله ﷺ يقول ارأيتم لواَنّ نهرًا بِبَابِ اَحَدِكم يغتسِلُ فيهِ كُلَّ يوم خَمسًا تَقُولُ ذَالک يُبقی مِن دَرَنِهٖ قالوا لايُبقی قال فذالک مثل الصلوٰة الخمسِ يَمْحُوا للهُ بِها الخَطَايا.

(بخاری شریف:۱/۷۶، مشکوٰۃ شریف:۱/۵۷۔ بالفاظٍ آخر)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا خیال ہے تم لوگوں کا اس بارے میں کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو بتلاؤ کیا پانچ مرتبہ نہر میں غسل کرنے کے باوجود بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے جواب میں فرمایا کہ میل باقی نہیں رہے گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانچوں نمازوں کی وجہ سے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے (معاف کر دیتا ہے)۔

(بخاری شریف:۱/۷۶، مشکوٰۃ شریف:۱/۵۷۔ بالفاظٍ آخر)

ترک نماز پر وعید

(٤) عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ بين العبد والكفر تركُ الصلوٰة. (مشکوٰۃ شریف:۱/۵۸، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز حائل ہے۔ (مشکوٰۃ شریف:۱/۵۸، مسلم شریف)

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

(٥) عن انس بن مالكٍؓ عن النبی ﷺ قال اِعتَدلوا فی السجودِ

ولایَبسط احدکم ذراعیهِ انبساط الکلب. (بخاری شریف:۱/۱۱۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سجدوں میں اطمینان حاصل کرو، اور تم میں سے کوئی اپنی دونوں کہنیاں ایسی نہ بچھائے جیسا کتّا بچھاتا ہے۔

(بخاری شریف:۱/۱۱۳)

جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت

(٦)عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ قال صَلوٰۃُ الجماعۃِ تَفضُلُ صَلوٰۃَ الفَذِّ بِسبعِ عِشْرینَ درجۃً . (بخاری شریف:۱/۸۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

(بخاری شریف:۱/۱۰۰)

جماعت کی نماز میں صفوں کو درست رکھنے کی ہدایت

(۷)عن انسٍؓ عن النبی ﷺ قال سوُّوا صُفُوْفکم فان تسوِیۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ . (بخاری شریف:۱/۱۰۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھی کرو اس لئے کہ صفوں کا سیدھا کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔(بخاری شریف:۱/۱۰۰)

سنتِ مؤکدہ نمازوں کی فضیلت

(۸)عن ام حبیبۃ قَالتُ قال رسول الله ﷺ مَنْ صَلّٰی فی یومٍ ولیلۃٍ ثِنتَیْ عَشَرَۃَ رَکعۃً بُنِیَ لہ بیتٌ فی الجنّۃِ اربعًا قبل الظھر ورکعتین بعدھاورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر صلوٰۃ

الغداة. (ترمذی شریف:۵۶/۱)

ترجمہ: حضرت ام حبیبہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رات دن میں ۱۲/رکعتیں (سنت) نماز پڑھی اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ (وہ بارہ رکعت یہ ہے) چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کی نماز کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

(ترمذی شریف:۵۶/۱)

جمعہ کی نماز کی فضیلت

(۹) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله ﷺ من اغْتَسَلَ یوم الجمعةِ وتطهّر بما استطاع مِن طهرٍ ثم اِدَّهَنَ اومَسَّ مِن طیب ثم راح اِلیٰ الجمعةِ فلم یَفْرُقْ بین اثنین فَصَلّٰی ما کُتِبَ لهٗ ثم اذا خرج الامام اَنْصَتَ غُفِرَ لهٗ ما بینَهٗ وبین الجمعةِ الأُخریٰ. (بخاری شریف:۱۲۴/۱)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور طہارت حاصل کی جس چیز سے بھی ممکن ہو سکے پھر تیل لگایا، یا خوشبو ملا پھر نماز جمعہ کے لئے چلا اور دو آدمیوں کے درمیان میں جدائی نہ کی پھر نماز پڑھی، جس قدر اس کی قسمت میں تھی، پھر جب امام خطبہ کے لئے نکلا تو چُپ رہا، تو اس کے وہ سب گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے ہیں۔ (بخاری شریف:۱۲۴/۱)

جمعہ کے دن اول وقت میں مسجد جانے کی فضیلت

(۱۰) عن ابی ہریرةؓ قال قال النبی ﷺ اذا کان یوم الجمعة وقفتِ الملائکة علی باب المسجدِ یکتبون الاوّل فالاوَّل ومثل الْمُهَجِّر کالذی

يُهْـدِىَ بُـدُنَةً ثـم كـالـذى يُهْـدِىَ بَـقَرَ ةً ثم كبشًا ثم دجاجةً ثم بيضةً فاذا خَرَجَ الامام طووا صُحُوُفَهُم ويستمعون الذكر. (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، ترتیب وار ہر ایک کا نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے سویرے جانے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ اس نے اللہ کی راہ میں اونٹ قربان کیا ہو، اس کے بعد آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے گائے قربان کی ہو، اس کے بعد آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے اللہ کے راہ میں مینڈھا قربان کیا ہو، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے اللہ کی راہ میں مرغی دی ہو، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے اللہ کے لئے مرغی کا انڈا دیا ہو، پھر جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ (بخاری شریف)

بچوں کو نماز کا حکم کرو

(۱۱) عن سَبُرَةَ قال قال رسول الله ﷺ عَلّموا الصَّبِىّ الصلوٰة ابن سبعَ سِنِينَ وَاضرِبُوُهُ عليها ابنُ عشرَةٍ. (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف: ۵۸/۱ بالفاظ آخر)

ترجمہ: حضرت سَبُرَہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سات برس کے بچے کو نماز سکھاؤ، اور اس کو نماز کے چھوڑنے پر مارو جب وہ دس برس کا ہو جائے۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف: ۵۸/۱ بالفاظ آخر)

نماز عصر کی اہمیت

(۱۲) عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الذى يَفُوتُهُ صَلوٰة العصر فكانما وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالهٗ. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۶۰/۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں کہ جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی ہو وہ ایسا ہے گویا کہ اس کے بیوی بچے اور رشتے دار اور اس کا مال سب تباہ ہوگیا ہو۔ (مظاہر حق)

نماز چھوٹ جائے تو اس کی قضاء کرے

(۱۳) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من نسِی صلوٰۃً اونام عنہا فکفارتہا ان یصلہا اذا ذکرھا وفی روایۃ لاکفارۃ لہا الاذالک . (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱/۶۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو وقت پر پڑھنا بھول جائے یا نماز سے غافل ہو کر سو جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ یاد آتے ہی اس کو پڑھ لے اور ایک روایت میں یوں ہے اس کا کفارہ بس وہی (یعنی نماز ہے)۔ (مظاہر حق: ۱/۵۳۴)

تین چیزوں میں تاخیر نہ کریں

(۱۴) عن علی ان النبی ﷺ قال؛ یاعلی ثلاثٌ لاتُؤَخِّرُ ھا الصلوٰۃ اذا اَتَتْ وَالجَنازۃُ اذا حَضَرَتْ والاَیِّمُ اذاوجدت لہا کُفُوًا. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف : ۱/۶۱)

ترجمہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی! تین کام میں دیر نہ کرو؛

۱)......نماز کہ جب اس کا مختار وقت آجائے۔

۲)......جنازہ جب تیار ہو جائے۔

۳)...... بے خاوند والی عورت کہ جب اس کا ہم قوم تمہیں مل جائے تو اس کا نکاح کرنے میں دیر نہ کرو۔ (ترمذی، مظاہر حق: ۱/۵۳۴)

نماز فجر اور عشاء کی فضیلت

(۱۵) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ليس صلوٰة اَثْقَلُ على المنافقين من الفجر والعشاء ولويعلمون مافيها لاتوهما ولوحبوًا. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱/۶۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ گراں نہیں ہے، نیز لوگوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں کا کیا کچھ ثواب ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آنے لگیں اگر چہ ان کو گھٹنوں یا سرین پر گھسٹتے ہوئے آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم، مظاہر حق: ۱/۵۴۹)

مؤذنین کی فضیلت

(۱۶) عن معاوية قال سمعت رسول الله ﷺ يقولُ المؤ ذنون اطول الناس اعناقاً يوم القيامة . (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۶۴)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا! اذان دینے والے مؤذن لوگ قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے۔

(مسلم، مظاہر حق: ۱/۵۷۰)

مؤذنین کی فضیلت

(۱۷) عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله ﷺ لَايَسْمَعُ مدىٰ صَوتِ المؤذنِ جِنٌّ ولا انسٌ ولَاشیءٌ اِلا يشهد لهٗ يوم القيامة. (رواہ البخاری، مشکوٰۃ

شریف:۱/۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤذن کی انتہائے آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک کا جو بھی جن اور انسان یا کوئی اور اس آواز کو سنتا ہے وہ سب قیامت کے دن اس مؤذن کے لئے گواہ بنیں گے۔ (بخاری شریف)

مساجد کی فضیلت

(۱۸) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اَحَبُّ البِلادِ اِلیٰ اللہِ مَسَاجِدُھا وَاَبْغَضُ البِلَادِ الیٰ اللہ اَسْوَاقُھَا. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہروں میں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہ وہاں کی مسجدیں ہیں اور شہروں میں اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ جگہ وہاں کے بازار ہیں۔

(مسلم شریف، مظاہر حق:۱/۶۰۰)

تعمیر مسجد کی فضیلت

(۱۹) عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من بنیٰ لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بیتاً فی الجنۃِ. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۸)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک بہترین گھر بنائیں گے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۸)

مسجد میں داخل ہونے کی دعاء

(۲۰) عن ابی اُسَیدٍ قال قال رسول اللہ ﷺ اِذا دَخَل احدکم

المسجد فَلْيَقُلْ اَللّٰھم افتح لی ابواب رحمتِکَ واذا خرج فَلْيَقُلْ اَللّٰھم انی اسئلک من فَضْلِکَ . (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۸)

ترجمہ: حضرت ابواُسیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اس کو چاہئے کہ یہ دعاء پڑھے۔" **اَللّٰھم افتح لی ابواب رحمتِکَ** "(یا اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھنی چاہئے۔" **اَللّٰھم انی اسئلک من فَضْلِکَ** "(یا اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں)۔ (مسلم شریف)

تحیۃ المسجد کا حکم

(۲۱) عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا دَخَل اَحَدُکُمُ المسجِدَ فلیرکع رکعتَیْنِ قَبْلَ ان یجلس. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۸)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

(بخاری ومسلم، مظاہر حق:۱/۶۰۵)

گھر میں نوافل نمازوں کا اہتمام ہونا چاہئے

(۲۲) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اجعلوا فی بُیوتکم مِن صلوتکم ولاتتخذوھا قبورا. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۶۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی کچھ نماز اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور گھر کو قبرستان مت بناؤ۔

(بخاری ومسلم، مظاہر حق:۱/۶۰۸)

تعمیر مساجد کی فضیلت

(۲۳)عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ اذارأیتم الرجل یَتَعَاهدُ المسجد فاشهدوا لهٗ بالایمان فان الله یقول انمایعمر مساجد الله مَنْ اٰمن بالله والیوم الاٰخر. (رواہ الترمذی،ابن ماجہ،دارمی،مشکوٰۃ شریف:۱/۶۹)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کا بہت خیال رکھتا ہے تو اس کے حق میں ایمان کی گواہی دو، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے "**انمایعمر مساجد الله مَنْ اٰمن بالله والیوم الاٰخر**"؛یعنی مسجدوں کو تو بس وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا۔

(ترمذی،ابن ماجہ،دارمی،مظاہرحق:۱/۶۱۳)

دورد شریف کی فضیلت

(۲٤)عن ابی هریرةؓ رَغِمَ انف رجلٍ ذُکرتُ عندهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیّ وَرَغِمَ انف رجلٍ دَخَلَ علیه رمضان ثم انسلخ قبل اَن یُغْفرلهٗ ورغِم انف رجلٍ اَدْرَکَ عندهٗ اَبواه الکِبَرَ اواحدهما فلم یُدخلاه الجنَّة. (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ شریف:۱/۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اس شخص کی ناک میں مٹی لگے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک میں مٹی لگے جس نے رمضان کو پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی یہاں تک کہ رمضان گذر گیا اور اس شخص کی ناک میں مٹی لگے جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک نے بڑھاپا پایا اور انہوں نے اس کو جنت نہ دلوائی۔ (ترمذی،مظاہرحق:۱/۷۴۵)

درود شریف کی فضیلت

(۲۵)عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ البخیل الذی من ذُکِرتُ عندہٗ فلم یُصَلِّ عَلَیَّ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۸۷)

ترجمہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (یعنی میرا نام لیا گیا) اوراس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

(ترمذی، مظاہر حق:۱/۷۴۹)

درود شریف کی فضیلت

(۲۶)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ صَلیّٰ عَلَیّٰ وَاحِدۃً صَلَّی اللہ علیہِ عَشْرًا . (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۸۶)

ترجمہ: -حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔

(مسلم، مظاہر حق:۱/۷۴۲)

درود شریف کی وجہ سے دعاء کی قبولیت

(۲۷)عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان الدعاء موقوف بین السماء والارض لایصعد منھا شیءٌ حَتّٰی تُصَلِّی عَلیٰ نبیک . (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۸۷)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا دعاء اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوراس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔

(ترمذی، مظاہر حق:۱/۷۵۱)

فرض نمازوں کے بعد تین تسبیحات کی فضیلت

(۲۸)عن کعب بن عجرة قال قال رسول الله ﷺ مُعَقِّبَاتٌ لایُخِیبُ قائلهن اوفاعلهن دُبُرِ کلِّ صلوٰةٍ مکتوبةٍ ثَلٰث وثلٰثون تسبیحة وثلٰث وثلٰثون تحمیدة واربع وثلٰثون تکبیرة. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۸۹/۱)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا! ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کے چند کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا فرمایا کرنے والا (حصول ثواب سے) محروم نہیں رہ سکتا اور وہ کلمات یہ ہیں) ''**سبحان الله**'' تینتیس بار۔ ''**الحمدلله**'' تینتیس بار اور ''**الله اکبر**'' چونتیس بار۔ (مسلم شریف، مظاہر حق:۲/۱ ۷۷)

نماز اشراق کی فضیلت

(۲۹)عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یذکر اللهَ حتی تطلع الشمس ثم صلیٰ رکعتین کَانَتُ له کأجر حجةٍ وعمرةٍ قال قال رسول الله ﷺ تامةٍ تامةٍ تامةٍ . (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۸۹/۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھے، پھر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرتا رہے اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو حج اور عمرہ کے مانند ثواب ملے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پورے حج وعمرہ کا، پورے حج وعمرہ کا، پورے حج وعمرہ کا۔ (ثواب اس کو ملے گا)۔

(ترمذی، مظاہر حق:۴/۱ ۷۷)

عورت کی سب سے افضل نماز

(۳۰)عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله ﷺ صلوٰة المرأة فی بیتها

افضل من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مِخدعها افضل من صلوتهافی بیتها. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۹۶/۱)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ سرورِ کونینﷺ نے فرمایا (**عورت کا گھر کے اندر (یعنی دالان میں) نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا** کھلے ہوئے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد، مظاہر حق جدید: ۵۹/۲)

جماعت کی نماز

(۳۱) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ مَامن ثلٰثة فی قرية ولَابَدُوٍ لاتُقَام فيهم الصلوٰة اِلَّا قد استحوذ عليهم الشيطان فعليک بالجماعة فانما ياكل الذئب القاصيةَ. (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی، مشکوٰۃ شریف:۹۶/۱)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ راوی ہیں کہ سرورکونینﷺ نے فرمایا "جس بستی اور جنگل میں تین آدمی ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان پر شیطان غالب رہتا ہے لہٰذا تم جماعت کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس بکری کو بھیڑیا کھاجاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہوکر تنہا رہ جاتی ہے"۔

(احمدؒ، ابوداؤدؒ، نسائی، مظاہر حق جدید:۶۱/۲)

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

(۳۲) عن انسٍ رضی اللہ عنهُ قال قال رسول اللہ ﷺ جُعِلَ قُرَّةُ عَيۡنِیُ فی الصلوٰة.(وهو بعض الحديث) (رواہ النسائی، باب حب النساء رقم:۳۳۹۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

(نسائی، منتخب احادیث:۱۵۹)

صفِ اول کا اہتمام

(۳۳)عن عائشة رضی الله عنها قالَتْ قال رسول الله ﷺ لایزال قوم یتأَخَّرُون عن الصف الاول حَتّٰی یؤخرهم الله فی النار .

(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ شریف:۹۹/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کچھ لوگ ہمیشہ پہلے صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ میں پیچھے ڈالے رکھے گا۔'' **اللھم احفظنا منه**'' (ابوداؤد،مظاہرحق جدید:۷۸/۲)

مقتدی امام سے پہلے کوئی رکن ادا نہ کرے

(۳٤)عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ امایخشی الذی یَرْفَعُ راسه قبل الامام ان یحولَ اللهُ راسَهٗ رأس حمارٍ. (متفق علیہ،مشکوٰۃ شریف:۱۰۲/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیاوہ شخص جوامام سے پہلے (رکوع وسجود سے) سر اٹھاتا ہےاس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ جل شانہٗ اس کے سر کو بدل کر گدھے جیسا سر کر دے گا۔ (بخاری ومسلم،مظاہرحق جدید:۱۰۱/۲)

چالیس دن تکبیراولیٰ سے نماز پڑھنے کی فضیلت

(۳۵)عن انس قال قال رسول الله ﷺ من صلی لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یومًا فی جماعةٍ یدرک التکبیرةَ الاولیٰ کُتِبَ لهٗ بَرَاء تانِ براء ةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاء ةٌ مِن النِّفَاقِ . (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ شریف:۱۰۲/۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جوشخص چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے لئے جماعت کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ وہ تکبیر اولیٰ بھی پائے تو اس کے لئے

دوقسم کی نجات لکھی جاتی ہے ایک تو دوزخ سے نجات اور دوسری نفاق سے نجات۔

(ترمذی، مظاہر حق:۱۰۳/۲)

شیطان نماز سے غفلت پیدا کرتا ہے

(۳۶)عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ يعقد الشيطان علىٰ قافية راس احدكم اذا هو نام ثلٰث عُقَدٍ يَضْرِبُ علىٰ كلِّ عُقْدَة عَلَيکَ ليلٌ طويلٌ فَارْقُدْ فان اِسْتَيقَظَ فذكر اللهَ اِنحلَّتْ عُقْدَةٌ فان توضأ اِنحَلَّتْ عقدةٌ فان صَلَّى اِنحَلَّتْ عُقْدَةٌ فاصبح نشيطًا طيبُ النفسِ واِلَّا اَصْبَحَ خَبِيثُ النفسِ كسلانٌ . (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱۰۸/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا؛ جب تم میں سے کوئی شخص رات میں سوتا ہے تو شیطان مردود اس کے سر کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے، ہر گرہ پر یہ کہہ کر گرہ مارتا ہے (یعنی اس کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے) کہ ابھی بہت رات باقی ہے سوتا رہ'' لہٰذا اگر کوئی شخص (شیطان کے اس مکر میں نہیں آتا اور عبادت الٰہی کے لئے) جاگتا ہے اور (دل میں ہی یا زبان سے) اللہ کو یاد کرتا ہے تو (غفلت وسستی کی) ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو (نجاست کی) دوسری گرہ کھل جاتی ہے، اور اس کے بعد جب نماز پڑھتا ہے تو (کسالت وبطالت کی) تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، چنانچہ ایسا شخص شادحال اور پاک نفس صبح کرتا ہے ورنہ تو (جو شخص نہ جاگتا ہے نہ ذکر کرتا ہے اور نہ وضو کر کے نماز ہی پڑھتا ہے تو وہ) کاہل اور پلید نفس سے صبح کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم، مظاہر حق جدید:۱۴۵/۲)

ہر رات میں قبولیت دعاء کی ایک گھڑی رہتی ہے

(۳۷)عن جابر قال سمعت النبی ﷺ يقولُ اِنَّ فی الليل لَسَاعَةٌ

لَایُوَافِقُهَا رَجُلٌ مسلمٌ یَسْأَلُ اللہَ فیها خَیْرًا مِن اَمرِ الدُّنیا وَالاٰخِرَۃِ الا اعطاہُ ایاہُ وَذالک کُلُّ لَیْلَۃٍ . (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۰۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورکونین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ جو مسلمان اس کو پاتا ہے اور اس میں اللہ جل شانہٗ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے اور قبولیت کی یہ ساعت ہر رات میں آتی ہے۔ (مسلم شریف، مظاہر حق جدید:۲/۱۵۰)

تہجد کی فضیلت

(۳۸) عن ابی أمامۃ قال قال رسول اللہ ﷺ عَلَیکُم بِقِیَامِ اللیل فَاِنَّہٗ دَابُ الصالحین قبلکم وَھُوَ قُربۃُ لکم اِلیٰ ربّکم ومُکَفِّرَۃٌ للسَّیئَاتِ ومَنْھَاۃٌ عَنِ الاِثم . (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۰۹)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ راوی ہیں کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا قیام لیل (یعنی نمازِ تہجد پڑھنے کو) ضروری جانو کیونکہ اول تو یہ طریقہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا ہے اور پھر (دوسرے یہ کہ) قیام لیل تمہارے لئے پروردگار کی نزدیکی اور گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے۔ نیز یہ کہ تمہیں گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔ (ترمذی، مظاہر حق جدید:۲/۱۵۱)

رات میں دعاء قبول ہوتی ہے

(۳۹) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل ربُّنَا تبارَکَ وتعالیٰ کل لیلۃٍ اِلیٰ السماء الدنیا حین یَبْقِی ثُلُثُ اللیل الاٰخرُ یقول من یدعونی فاَستجیب لہٗ من یسألنی فَأُعطِیہِ مَنْ یَسْتَغْفِرلِیْ فَاَغْفِرُلہٗ.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۰۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ سرورکونینﷺ نے فرمایا "ہر رات میں آخر تہائی رات کے وقت ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار دنیا کے آسمان (یعنی نیچے کے آسمان) پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کو قبولیت بخشوں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت کا طلبگار ہو اور میں اس کو بخشوں۔ (بخاری ومسلم، مظاہر حق جدید: ۱۴۸۳۲)

رات کے درمیان اور ہر فرض نماز کے بعد دعاء قبول ہوتی ہے

(۴۰) عن ابی امامة قال قیل یا رسول اللهﷺ ایُّ الدُّعاءِ اَسْمَعُ قال جَوفُ اللیل الاٰخر وَدُبَرَ الصَّلوٰتِ المکتوباتِ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۱۰۹/۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرورِکونینﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہﷺ کس وقت کی دعاء بہت زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپﷺ نے فرمایا؛ آخری تہائی رات میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

(ترمذی، مظاہر حق جدید: ۱۵۴/۲)

باب (۱۷)

روزہ کی تمہید کا بیان

توحید ورسالت کی شہادت کے بعد نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کے عناصر اربعہ ہیں؛

یعنی اسلام اللہ کی فرمانبرداری والے جس طرز حیات کا نام ہے اس کی تخلیق وتعمیر اور نشو ونما میں ان پانچوں باتوں کو خاص الخاص دخل ہے، اب روزوں کی حکمتیں بیان کی جاتی ہیں۔

روزوں کے تعلق سے لوگوں کی تین قسمیں:

طہارت اورنماز کی طرح روزوں کے تعلق سے بھی لوگوں کی تین قسمیں اور درجے ہیں:

پہلا درجہ:

کبھی انسان الہام خداوندی سے سمجھ لیتا ہے کہ بہیمیت کا ہیجان اس کو سعادت حقیقیہ سے روک رہا ہے۔ سعادت حقیقیہ یہ ہے کہ بہیمیت، ملکیت کی تابعداری کرے اور جب آدمی کو یہ احساس ہوجاتا ہے تو وہ بہیمیت سے سخت نفرت کرنے لگتا ہے اور وہ بہیمیت کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں پاتا کہ بھوکا پیاسا رہے اور جماع کرنا ترک کرے اور اپنے دل اور دیگر اعضاء کو قابو میں رکھے، چنانچہ وہ علاج کے طور پر اس طریقہ کو مضبوط پکڑتا ہے، یہی وہ اعلیٰ درجہ کا انسان ہے، جو پہلے سے روزوں کے فوائد جانتا ہے اور علی وجہ البصیرت روزے رکھتا ہے۔

فائدہ:

فطراتِ ثلاثہ سے بچنا تو روزے کی ماہیت میں داخل ہے مگر روزے کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کھانا، پینا اور جماع چھوڑنے کے علاوہ معصیات و منکرات سے بھی زبان و دہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے، اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال: غیبت اور گالی گلوچ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی حاجت نہیں۔

بخاری کی روایت ہے کہ" **مَن لم یَدَعْ قولَ الزور والعمل به، فلیس له حاجةٌ أن یَدَعَ طعامَه وشرابه**" جو شخص روزے میں باطل کلام اور باطل کام کو نہ چھوڑے اس

کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں۔

دوسرا درجہ:

اس شخص کا ہے جس کی سمجھ میں از خود تو یہ فوائد نہیں آتے، مگر پیغمبر ﷺ کے بتلانے پر اس کا دل یقین کر لیتا ہے کہ یہ سب فوائد برحق ہیں۔ چنانچہ وہ روزے شروع کرتا ہے، اور وہ روزوں کے فوائد کا بچشم خود مشاہدہ کرتا ہے۔

تیسرا درجہ:

اس مؤمن کا ہے جو نہ از خود روزوں کے فوائد جانتا ہے، نہ پیغمبر کے بیان سے ادراک کر پاتا ہے۔ البتہ چونکہ وہ مؤمن ہے اس لئے ایمان بالغیب رکھتا ہے اور روزوں کی پابندی کرتا ہے تو وہ بھی محروم نہیں رہتا۔ دنیا میں اگر اس کو فوائد محسوس نہیں بھی ہوتے تو بہیمیت کے جوش کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اعمال پر جو اچھے اثرات پڑتے ہیں، آخرت میں وہ فوائد و ثمرات سامنے آجاتے ہیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۵۵۰)

روزوں کے مقاصد

روزے مختلف مقاصد کے لئے ضروری ہوئے ہیں۔

ذیل میں ان کے تین مقاصد بیان کئے جاتے ہیں:

۱)......**طبیعت کو عقل کا مطیع بنانے کے لئے:**

کبھی انسان یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ اس کے لئے خوبی کی بات یہ ہے کہ طبیعت (نفس) عقل کے ماتحت رہے، مگر طبیعت باغی (سرکش) ہوتی ہے، کبھی اطاعت کرتی ہے، کبھی نہیں کرتی،

اس لئے اس کو سِدھانا ضروری ہوتا ہے اور سدھانے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی کوئی سخت دشوار کام (ریاضت) کرے۔ جیسے روزے کی ریاضت، آدمی منت مان کر یا بغیر منت کے لمبی مدت تک روزے رکھنے کا طبیعت کو مکلّف بنائے اور جو عہد باندھے اس کو پورا کرے، اسی طرح وقفہ وقفہ سے کرتا رہے تا آنکہ طبیعت اطاعت وانقیاد کی خوگر ہو جائے۔

فائدہ:

روزوں کا یہ مقصد عقلی ہے، کسی دلیل نقلی کا محتاج نہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت کا سنگم بنایا ہے، اس کی طبیعت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی ہیں جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں اور اس میں وہ نورانی جوہر بھی ہے جو ملأ اعلیٰ کی خاص دولت ہے اور انسان کی سعادت کا دار ومدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی عنصر حیوانی عنصر پر غالب رہے اور اس کو حدود کا پابند رکھے اور یہ جبھی ممکن ہے کہ وہ ملکوتی پہلو کی فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہو جائے اور اس کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرے۔

روزہ کی ریاضت کا خاص مقصد یہی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کی بہیمیت کو ملکیت کی تابعداری اور فرمانبرداری کا خوگر بنایا جائے۔ (ماخوذ از معارف الحدیث :۴/۹۳ ملخصاً)

اس سلسلہ میں اسوۂ نبوی ﷺ وہ ہے جو متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نفلی) روزے شروع کرتے تھے اور اتنے دنوں تک مسلسل رکھتے رہتے تھے کہ ہم سوچنے لگتے تھے کہ اب آپ ﷺ روزے بند ہی نہیں کریں گے، پھر بند کر دیتے تھے اور اتنے دنوں تک نہیں رکھتے تھے کہ ہم سوچنے لگتے تھے کہ اب آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان کے علاوہ کسی مہینہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے جتنا ماہ شعبان میں آپ کو روزے رکھتے ہوئے

دیکھا ہے، اتنا کسی اور مہینہ میں نہیں دیکھا۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم، باب صیام التطوع، حدیث نمبر۲۰۳۶)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

ایک...... بہت دنوں تک نفل روزے رکھنا دوم: اس کی مدت ایک ماہ سے کم ہونی چاہئے اس سے زیادہ مسلسل روزے رکھنا صحت کے لئے مضر ہوسکتا ہے۔

۲)......گناہوں کی حفاظت کے لئے:

کبھی انسان سے کوتاہی ہوجاتی ہے اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو نفس کو سزا دینے کے لئے اتنے لمبے روزے رکھنے ضروری ہوتے ہیں جو گناہ کے مقابلہ میں اس پر بھاری ہوں، تاکہ دوبارہ اس سے وہ غلطی سرزد نہ ہو۔ رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے میں، ظہار کے کفارے میں، قتل خطا کے کفارے میں جو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گئے ہیں وہ اسی مقصد سے ہیں۔

۳)......وفورِ شہوت کے علاج کے لئے:

جب نفس عورتوں کی طرف بہت زیادہ مائل ہونے لگے اور نکاح کرنے کی مقدرت نہ ہو اور برائی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو لمبے وقت تک مسلسل روزے رکھنے سے شہوت کی شدت کم ہوجاتی ہے۔

حدیث شریف میں جوانوں سے خطاب آیا ہے کہ:

”اے جوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی سکت رکھتا ہے وہ تو نکاح کرلے، اس لئے کہ نکاح نظر کو بہت زیادہ نیچ دینے والا ہے اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزوں کو لازم پکڑے پس بیشک روزہ اس کے لئے آختگی

ہے“ یعنی وہ شہوت کی شدت کو توڑ دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب النکاح، حدیث نمبر ۳۰۸۹، رحمۃ اللہ الواسعہ : ۱/۵۳۷)

روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات

امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص انداز بیان میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

”روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو ”صمدیت“ کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے، اس لئے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں، اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے، نیز خواہشات کے مقابلہ کے لئے اس کو عقل وتمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے، البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پا لیتی ہیں، اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لئے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہونچتا ہے، اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علّیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہونچ جاتا ہے۔“

(احیاء العلوم: ۱/۲۱۲)

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے، اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدّت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ

کردے، اوراعضاوجوارح کوان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں اس کی دنیاوآخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال، اورابرار ومقربین کی ریاضت ہے۔'' (زادالمعاد: ۱/۱۵۲ بحوالہ ارکان اربعہ: ۲۳۳)

روزوں کے فوائد

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے روزوں کے چھ فوائد ذکر فرمائے ہیں، جودرج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ:

روزہ بہت بڑی نیکی ہے۔اس سے ملکیت کوتقویت ملتی ہے اور بہیمیت کمزور پڑتی ہے اورروح کے چہرہ پر پالش کرنے کے لئے اورطبیعت کومغلوب کرنے کے لئے روزوں سے بہتر کوئی چیزنہیں ہے، اورروزوں کا بہت بڑی نیکی ہونا۔
درج ذیل متفق علیہ حدیث قدسی سے واضح ہے؛

رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں:

''انسان کا ہرعمل دوچند کیا جاتا ہے، نیکی دس گنا سے سات سوگنا تک بڑھائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا (روزہ اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے) پس بیشک وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا، آدمی اپنی خواہش اوراپنا کھانا میری وجہ سے چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اوردوسری خوشی: اس کے اپنے رب سے ملنے کے وقت الخ۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۱۹۵۹)

روزہ میرے لئے ہے:

یعنی ہرعمل میں ریاء کا احتمال ہے، مگرروزہ چونکہ ایک مخفی چیز ہےاس لئے اس میں ریاء

کا احتمال نہ ہونے کے درجہ میں ہے، روزہ خالص اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے اور وہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ اس کے ثواب کا اندازہ فرشتوں کو بھی نہیں ہوتا، نہ وہ نیکی کے اجر کو دو چند کرنے کے معروف ضابطہ کے تحت آتا ہے۔ اس کا اجر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی تجویز فرمائیں گے اور جب بندے کی اللہ کے حضور میں پیشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے روزوں کا ثواب ڈکلیر کریں گے تو بندہ خوش خوش ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ:

روزوں سے جس قدر بہیمیت کا ہیجان گھٹتا ہے اسی قدر گناہ معاف ہوتے ہیں۔ متفق علیہ روایت میں ہے: ''**من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه**'' جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھے بحالت ایمان و بامید ثواب تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، یہی تاثیر اور خصوصیت تراویح اور شب قدر کے نوافل کی بھی اسی حدیث میں مروی ہے۔

تیسرا فائدہ:

روزوں کی وجہ سے انسان میں اور فرشتوں میں نہایت گہری مشابہت پیدا ہوتی ہے اور جب موافقت اور ہم آہنگی ہوتی ہے تو فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ غرض بہیمیت کے کمزور پڑنے کے بعد روزہ دار فرشتوں کی محبت کا مرکز بن جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ''روزہ دار کے منہ کی بو (جو خلوّ معدہ سے پیدا ہوتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے''۔ (مشکوٰۃ، حدیث نمبر ۱۹۵۹)

اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، ملائکہ بھی محبت کرنے لگتے ہیں۔

چوتھا فائدہ:

نیک بختی حاصل کرنے میں ریت رواج کا پردہ (حجاب دنیا) بھی حائل ہوتا ہے

..........مگر جب روزے پورے اہتمام اور پابندی کے ساتھ رکھے جاتے ہیں اور وہ ایک مسلمہ طریقہ بن جاتے ہیں تو بہت سی رواجی برائیوں سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ''جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہئے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے''۔ (مشکوٰۃ، حدیث نمبر ۱۹۵۹)

پانچواں فائدہ:

جب کوئی جماعت جماعتی حیثیت سے روزوں کا اہتمام کرتی ہے تو اس جماعت کے سرکش زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

(یہ متفق علیہ حدیث کا مضمون ہے، مشکوٰۃ، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۱۹۵۶)

فائدہ:

ماہِ رمضان میں چونکہ اللہ کے نیک بندے طاعات وحسنات میں مشغول ومنہمک ہو جاتے ہیں اس لئے ان کی برکات سے عام مؤمنین بھی رمضان میں عبادات کی طرف زیادہ راغب ہو جاتے ہیں پھر اس ماہ میں عمل کی قیمت بھی بڑھا دی جاتی ہے اسلئے بھی لوگ جنت والے اعمال میں مشغول ہو جاتے ہیں اس لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور عام لوگ بھی بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور جہنم والے اعمال سے دست بردار ہو جاتے ہیں اس لئے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور نیکی اور عبادت کی اس عام فضا سے وہ تمام طبائع متأثر ہوتی ہیں جن میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی ہے اس لئے شیاطین الانس والجن ان کو بہکانے اور گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہو جاتے ہیں یعنی بیڑیوں میں جکڑ دیئے

جاتے ہیں۔غرض ان تینوں باتوں کا تعلق اُن اہل ایمان سے ہے جو ماہ مبارک میں خیر وسعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ کفار، خدانا شناس، خدا فراموش اور غفلت شعار لوگوں سے، جو رمضان کی برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے، ان بشارتوں کا کوئی تعلق نہیں۔

چھٹا فائدہ:

روزہ دار کو اللہ تعالیٰ کا وصال نصیب ہوتا ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ حدیث قدسی ''الصوم لی وانا أَجزِیُ به ''میں معروف قراءت تو'' اَجزِی'' (فعل مضارع معروف، صیغہ واحد متکلم) ہے،اس صورت میں حدیث کا مطلب وہ ہے جو پہلے فائدہ میں گذرا اور یہی صحیح قراءت ہے جس کی سیاق وسباق سے تائید ہوتی ہے۔اور بعض لوگ اس کو ''اُجزیٰ'' (فعل مضارع مجہول،صیغہ واحد متکلم) پڑھتے ہیں۔

صوفیا کے یہاں یہ قراءت معروف ہے،اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ''روزے کے بدلہ میں، میں ہی بدلہ میں دیا جاتا ہوں'' یعنی خود اللہ تعالیٰ روزے دار کو مل جاتے ہیں، یہی وصل مع اللہ ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ :۵۵۷/۱)

اوراس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لئے اور نفس کی برائیاں دور کرنے کے لئے محنت کرتا ہے اور محنت کر کے نفس کو مجلّٰی اور مصفّٰی کر لیتا ہے تو عالم مثال میں اس کا ہر عمل ایک پاکیزہ صورت اختیار کر لیتا ہے اور اہل اللہ میں سے جو نہایت پاکیزہ اور اونچے درجہ کے لوگ ہوتے ہیں وہ (اپنے) عمل کی اس مقدس صورت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور عالم غیب سے ان کے علم میں کمک پہنچائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے ان کا ادراک قوی ہوجاتا ہے اور وہ اس عمل کی پاکیزگی اور صفائی کے راستے سے اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچ جاتے ہیں، یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے کہ:روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں''۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ :۵۶/۱ ۷)

باب(۱۸)

روزے کے فرائض کا بیان

روزے کے فرائض:

۱)......طلوعِ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے سے رُکے رہنا۔

۲)......طلوعِ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک پینے سے رُکے رہنا۔

۳)......طلوعِ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک جماع سے رُکے رہنا۔

(علم الفقہ ۳/۲۴، عمدۃ الفقہ ۳/۱۹۸، بدائع الصنائع:۲/۹۰)

باب(۱۹)

اعتکاف کے فرض کا بیان

اعتکاف کا رکن:

اعتکاف کا صرف ایک رکن ہے۔ مسجد میں مخصوص طریقے پر ٹھہرنا۔

(عمدۃ الفقہ :۳/۳۹۳، بدائع الصنائع:۲/۱۱۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزوں وغیرہ کے متعلق چالیس حدیثیں

جنت میں داخل ہونے کے لئے روزہ داروں کا مخصوص دروازہ

(۱)عن سهل بن سعدؓ قال قال رسول الله ﷺ فی الجنَّةِ ثمانيةُ ابوابٍ منها بابٌ يُسمّٰى الرَّيان لايَدْخُلُهُ الا الصَّائِمُونَ. (متفقٌ علیہ،مشکوٰۃ شریف:۱۷۳/۱)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک وہ دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' رکھا گیا اور اس دروازے سے صرف روزہ داروں ہی کا داخلہ ہو سکے گا''۔ (بخاری ومسلم،مظاہرحق جدید:۲/۲۰۵)

روزہ میں مسواک کرسکتے ہیں

(۲)عن عامر بن ربيعةؓ قال رأيتُ النبی ﷺ مالَا اُحصی يتسوّكُ وهو صائم . (رواہ الترمذی وابوداؤد،معارف الحدیث:۴/۱۵۱)

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو اتنی دفعہ کہ میں شمار بھی نہیں کرسکتا روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی،سنن ابی داؤد،معارف الحدیث:۴/۱۵۱)

غلط کام اور لغو کلام سے روزہ میں پرہیز کریں

(۳)عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قول الزور والعمل به فَلَيْسَ لِلّٰهِ حاجةٌ فی ان يَدَعَ طعامه وشَرَابَهٗ. (رواہ البخاری:۱/۲۵۵مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (روزے کی حالت میں) لغو و باطل کلام اور بیہودہ افعال نہ چھوڑے گا تو اللہ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (بخاری مظاہر حق جدید: ۶۴۰/۲)

روزہ افطار کرانے کا ثواب

(۴) عن زیدِ بن خالدٍؓ قال قال رسول الله ﷺ من فَطّر صائمًا او جَهّز غازیًا فلَه اَجرُہٗ۔ (رواہ بیہقی فی شعب الایمان رواہ محی السنہ فی شرح السنہ، معارف الحدیث: ۱۳۹/۴)

ترجمہ: حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کسی نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا یا کسی مجاہد کو جہاد کا سامان دیا (مثلاً اسلحہ وغیرہ) تو اس کو روزہ دار اور مجاہد کے مثل ہی ثواب ملے گا۔ (معارف الحدیث: ۱۳۹/۴)

سحری کھانا سنت ہے

(۵) عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ تسحروا فان فی السحور برکةً.
(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱۷۵/۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''سحری کھاؤ'' کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری و مسلم، مظاہر حق جدید: ۶۲۰/۲)

کن چیزوں سے روزہ خراب نہیں ہوتا

(۶) عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من نَسِیَ وهو صائمٌ فأَکَلَ و شرِبَ فَلیُتمَّ صَومَہٗ فانّہٗ اطعمہٗ اللہُ و سَقَاہ. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱۷۶/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھالیا یا پی لیا، تو (اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا اس لئے) وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

(معارف الحدیث: ۱۴۹/۴)

صوم عاشوراء کا ثواب

(۷) عن ابی قتادۃؓ ان النبی ﷺ قال صیام عاشوراء انی احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبلهٗ. (رواہ الترمذی مع عرف الشذی: ۱۵۸/۱)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ (اس روزہ کی بناء پر) ایک سال پہلے کے گناہ دور کردے گا۔

(رواہ الترمذی مع عرف الشذی: ۱۵۸/۱، مسلم شریف، مظاہر حق جدید: ۶۶۲/۲)

حالتِ سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں جائز ہے

(۸) عن عائشةؓ قالت اِنّ حمزة ابن عمر والاسلمی قال للنبی ﷺ اصومُ فی السفر وکان کثیر الصیام فقال ان شِئتَ فَصُمُ وان شِئتَ فافطر .

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمیؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں سفر کی حالت میں روزہ رکھوں؟ اور حمزہؓ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے چاہے رکھو اور چاہے نہ رکھو۔

(بخاری ومسلم، مظاہر حق جدید: ۶۵۰/۲)

عورت اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر نفل روزے نہ رکھے

(۹)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایحِلّ للمرء ۃ ان تصوم وزوجھا شاھدٌ الاباذنہٖ ولاتأذن فی بیتہٖ الاباذنہٖ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱۷۸/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''کسی عورت کے لئے اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفل روزے رکھنا درست نہیں ہے، نیز کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنے گھر میں گھسنے کی اجازت نہ دے۔

(مسلم شریف، مظاہر حق جدید:۶۵۵/۲)

روزہ کے لئے ایام ممنوعہ

(۱۰)عن ابی سعید الخدریؓ قال نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن صَیَامَیْنِ صیام یوم الاضحیٰ ویوم الفطر. (رواہ الترمذی مع عرف الشذی:۱۶۰/۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دو روزوں سے منع فرمایا یعنی یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر کے روزوں سے۔ (رواہ الترمذی مع عرف الشذی:۱۶۰/۱)

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

(۱۱)عن ابی ایوب الانصاریؓ اَنَّہٗ حَدَّثَہٗ ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رَمضانَ ثم اتبعہٗ ستًا مِن شوال کَانَ کصِیام الدھر. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱۷۹/۱)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث:۱۵۶/۴)

حضور ﷺ نے تین کاموں کی وصیت فرمائی

(۱۲)عن ابی ھریرۃؓ قال اوصانی خلیلی بثلٰث صیام ثلٰثۃ ایام من کل شھرٍ ورکعتی الضُّحیٰ وان اُوْتِرَ قبل اَنْ اَنَامَ . (بخاری شریف،مشکوٰۃ :۲۶۶/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی کریم ﷺ) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ، ہرمہینہ تین دن کے روزے اور دو رکعت نماز چاشت اور قبل سونے کے وتر پڑھ لینا۔

(بخاری شریف،مشکوٰۃ :۲۶۶/۱)

آپ ﷺ ہرسال آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے

(۱۳)عن ابی ھریرۃؓ قال کان النبی ﷺ یعتکف فی کل رمضان عشرۃ ایام فلما کان العام الذی قُبِضَ اعتکف عشرین. (بخاری شریف،مشکوٰۃ:۲۷۴/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا۔

(بخاری شریف،مشکوٰۃ شریف:۲۷۴/۱)

ماہِ رمضان المبارک کے فضائل و برکات

(۱۴)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتُ اَبْوَابُ الجَنَّۃِ وَغُلِقَتُ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشّیاطینُ۔وفی روایۃ ابوابُ الرحمۃ۔ (رواہ البخاری:۲۵۵/۱،مسلم،معارف الحدیث:۹۶/۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے

ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں ۔اور ایک روایت میں بجائے ''ابواب جنت'' کے ''ابواب رحمت'' کا لفظ ہے۔ (صحیح بخاری و،صحیح مسلم،معارف الحدیث:۹۶/۴)

اعتکاف کی فضیلت

(۱۵)عن ابن عباسؓ انَّ رسول الله ﷺ قال فی الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذَّنُوبَ وَيَجْرِى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّها. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ (اعتکاف کی وجہ سے اور مسجد میں مقید ہوجانے کی وجہ سے) گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندہ کی طرح جاری رہتا ہے اور نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،معارف الحدیث:۱۲۲/۴)

روزہ افطار کی دعاء

(۱۶)عن معاذ ابن زهرةقال ان النبی ﷺ کان اذا افطر قال اللّٰهُمَّ لک صُمْتُ وعلىٰ رزقکَ اَفطَرتُ. (رواہ ابوداؤد مرسلا،مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۵)

ترجمہ: حضرت معاذ ابن زہرہؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب افطار کرتے تو یہ فرماتے ''اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور اب تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں''۔(اس روایت کو ابوداؤد نے بطریق ارسال نقل کیا ہے)

(ابوداؤد،مظاہر حق جدید:۲/۶۲۵)

افطار کے بعد یہ دعاء بھی پڑھے

(۱۷)عن ابن عمرؓقال کان النبی ﷺ اذا اَفطَرَ قال ذَهَبَ الظَمَأُ

وابتلَّتِ العُرُوقُ وثَبَتَ الأَجرُ اِن شاء الله. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: پیاس چلی گئی، اور رگیں (جوسوکھ گئی تھیں وہ) تر ہوگئیں، اور خدا نے چاہا تو اجروثواب قائم ہوگیا۔

(سننِ ابی داؤد، معارف الحدیث:۴/۱۳۸)

سحری کا بہترین کھانا

(۱۸)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله ﷺ نِعمَ سُحُورُ المومنِ التَّمرُ. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''مومن کیلئے سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے''۔

(ابوداؤد، مظاہر حق جدید:۲/۶۲۵)

رمضان کے روزے کی برکت زندگی بھر کے نفل روزوں سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی

(۱۹)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله ﷺ من افطر یومًا مِن رمضانَ من غیرِ رخصةٍ ولَا مَرَضٍ لم یَقْضِ عنهُ صومُ الدهر کُلِّهٖ واِنْ صامه.

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤدوابن ماجہ والدارمی والبخاری فی ترجمۃ باب، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بلا رخصت اور بلا مرض رمضان کا کوئی روزہ قصداً نہ رکھے تو تمام عمر روزہ رکھنا بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ تمام عمر روزہ رکھے۔

(مظاہر حق جدید:۲/۶۴۷)

روزوں کے آداب کی رعایت ضروری ہے

(۲۰)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کم من صائمٍ لیس لہٗ مِن صیامہٖ الا الظمأُ و کم من قائمٍ لیس لہٗ مِن قیامہٖ الاالسَّھرُ.

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا؛ بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے پیاسا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور رات میں عبادت میں مشغول رہنے والے بہت سے ایسے ہیں جنہیں ان کی عبادت سے سوائے بے خوابی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (دارمی، مظاہر حق جدید:۲/۶۴۸)

ایک دن کے نفل روزے کی فضیلت

(۲۱)عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من صام یومًا فی سبیل اللہ بَعَّداللہُ وجھَہٗ عن النار سَبعِینَ خریفًا. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۹)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے خدا کی راہ میں (یعنی جہاد کے وقت یا یہ کہ خالص اللہ رب العزت کیلئے ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کا منہ یعنی اس کی ذات کو دوزخ کی آگ سے ستر برس کی مسافت کے بقدر دور کردیگا۔

(بخاری و مسلم، مظاہر حق جدید:۲/۶۶۷)

پیر و جمعرات کے روزے کی فضیلت

(۲۲)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تُعرَضُ الاعمالُ یَومَ الاثْنَینِ والخمِیس فَاُحِبُّ اَن یُعرُضَ عَمَلِی وَاَنا صَائمٌ. (رواہ الترمذی : ۱/۱۵۷، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۸۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیر کو اور جمعرات کو اعمال کی ایک پیشی ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے عمل کی پیشی ہو تو میں اس دن روزہ سے ہوں۔ (جامع ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۱۵۷)

ایام بیض کے روزے

(۲۳) عن ابی ذرٍ قال قال رسول اللہ ﷺ یا اَبَاذرٍ اذا صُمتَ مِن الشھر ثلاثۃ ایامٍ فَصُم ثلٰث عشرۃ واربع عشرۃَ وخمسَ عشرۃ. (رواہ الترمذی و النسائی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۸۰)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: اے ابوذر! جب تم مہینے کے تین روزے رکھو تو تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے رکھا کرو۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی، معارف الحدیث: ۴/۱۶۶)

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت

(۲۴) عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ لایَفطُرُ اَیَامَ البیض فی حَضَرٍ ولاسفرٍ. (رواہ النسائی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۸۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ ایامِ بیض میں بغیر روزہ نہیں رہا کرتے تھے نہ گھر میں اور نہ سفر میں۔ (مظاہر حق جدید: ۲/۶۷۳)

بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے

(۲۵) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لکل شیءٍ زکوٰۃ وزکوٰۃ الجسد الصوم. (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۸۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی کوئی زکوٰۃ

ہے (جس کے نکالنے سے وہ چیز پاک ہو جاتی ہے) اور جسم کی زکوٰۃ روزے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث: ۱۵۴/۱)

شب قدر کی تلاش کرو

(۲۶) عن عائشۃ ؓ قالَتْ قال رسول اللہ ﷺ تحَرّوا لَیلَۃ القدرِ فِی الوِترِ مِن العَشْرِ الاواخِرِ مِنْ رَمضان. (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف: ۱۸۱/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شبِ قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔

(صحیح بخاری، معارف الحدیث: ۱۱۳/۴)

اخیری عشرہ کی عبادت کا اہتمام

(۲۷) عن عائشۃ ؓ قالَتْ کان رسول اللہ ﷺ اذا دَخلَ العشر شَدَّ مِیزرہٗ واحییٰ لیلہٗ و ایقظَ اھلَہٗ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱۸۲/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ۔ جب رمضان کا عشرۂ آخرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعاء میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے، تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث: ۱۱۳/۴)

اخیری عشرہ کی عبادت کا اہتمام

(۲۸) عن عائشۃ ؓ قالَتْ کان رسول اللہ ﷺ یجتھد فی العشر الاواخِرِ مالایجتھد فی غیرہٖ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱۸۲/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔
(صحیح مسلم، معارف الحدیث: ۱۱۲/۴)

شب قدر کی مخصوص دعاء

(۲۹)عن عائشةؓ قالتُ قُلتُ یا رسولَ الله ﷺ ارأیتَ اِن عَلِمتُ اَیّ لیلة لیلة القدر ماقول فیها قال قولی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فاعفُ عَنِّی
(رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی وصححہ، مشکوٰۃ شریف: ۱۸۲/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات شبِ قدر ہے تو میں اُس رات اللہ سے کیا عرض کروں؟ اور کیا دعا مانگوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عرض کرو۔ ''**اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفُوَ فاعفُ عَنِّی**''۔ اے میرے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا اکرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے، پس میری خطائیں معاف فرما دے۔ (مظاہر حق جدید: ۱۱۶/۲)

خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی فضیلت

(۳۰)عن ابی امامةؓ قال رسول الله ﷺ مَن صَامَ یومًا فی سبیل اللهِ جعل الله بینهٗ وبین النَاس خَنْدقًا کمابین السماء والارض. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۱۸۰/۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ راوی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص راہِ خدا میں ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان ایک ایسی خندق حائل کر دے

گا جو آسمان وزمین کے درمیانی فاصلہ کی برابر ہوگی۔ (ترمذی، مظاہر حق جدید: ۲/۱۷۶)

ایام تشریق میں روزہ منع ہے

(۳۱)عن نبیشةؓ الهُذَلِیّ قال قال رسول الله ﷺ ایامُ التَشْرِیق اَیّامُ اکلٍ وَشُربٍ وَذِکرِ اللهِ . (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۷۹)

ترجمہ: حضرت نبیشہ ہُذَلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳/ذی الحجہ، کھانے پینے کے اور اللہ کی یاد کے دن ہیں۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث: ۴/۱۸۰)

رمضان کے آخری رات کی فضیلت

(۳۲)عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ اَنّه قال یُغفَرُ لِامَّتِهٖ فی اٰخِرِ لیلة فی رمضان قیل یارسول الله ﷺ أَهِیَ لَیْلَةُ القدر قال لا ولکِنَّ العامل اِنَّما یوفی اجره اذاقضیٰ عمله. (رواہ احمد، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۷۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لئے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ! کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ! شبِ قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کردے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

(مسند احمد، معارف الحدیث: ۴/۱۱۷)

نفل روزہ کی فضیلت

(۳۳)عن ابی امامةؓ قال قُلتُ یا رسولَ اللهِ ﷺ مُرْنِی بِأَمْرٍ یَنْفَعُنِی اللهُ به قال علیکَ بالصوم فَاِنَّهٗ لا مِثْلَ لَهٗ. (رواہ النسائی، معارف الحدیث: ۴/۱۰۷)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: روزہ رکھا کرو، اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔ (سنن نسائی، معارف الحدیث: ۱۰۷/۴)

امتِ محمدیہ کی بھلائی افطار میں جلدی کرنے میں ہے

(۳۴) عن سهل بن سعدٍؓ قال قال رسول الله ﷺ لايَزالُ الناس بِخَيرٍ مَاعَجّلُوا الفِطرَ. (رواه البخاری: ۲۶۳/۱، ومسلم: ۳۵۰/۱، معارف الحدیث: ۱۳۲/۴)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث: ۱۳۲/۴)

روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے

(۳۵) عن انسؓ قال جاء رجلٌ الى النبی ﷺ قال اشتكَيتُ عَينَيَّ أَفَاَكتَحِلُ وانا صائمٌ قال نعم. (رواه الترمذی، معارف الحدیث: ۱۵۰/۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ: میری آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا میں روزہ کی حالت میں سُرمہ لگا سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لگا سکتے ہو۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث: ۱۵۰/۴)

صوم عرفہ کی فضیلت

(۳۶) عن ابی قتادةؓ قال قال رسول الله ﷺ صيامُ يومِ عرفَةَ اِنّی احتَسِبُ على الله ان يُكَفِّرَ السَّنَةَ التی بعدهٗ وَالسَّنةَ التی قَبلَهٗ. (رواه الترمذی،

معارف الحدیث:۱۷۲/۴)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث:۱۷۲/۴)

ایام ممنوعہ کے روزہ

(۳۷)عن ابی سعیدِ نِ الخدریؓ قال نهیٰ رسول الله ﷺ عن صومِ یوم الفطر و النَحُر. (رواہ البخاری ومسلم، معارف الحدیث:۱۷۸/۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا؛ ہے کہ یوم الفطر کے روزے سے، اور قربانی کے دن کے روزے رکھنے سے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث:۱۷۹/۴)

کھجور سے افطار سنت ہے

(۳۸)عن انس بن مالکؓ قال قال رسول الله ﷺ من وجد تمرًا فلیُفطِر علیه و من لا ، فَلیُفطِر علی ماءِ فان الماء طَهور. (ترمذی مع عرف الشذی: ۱۴۹/۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص کھجور پائے چاہئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے اور جو کھجور نہ پائے چاہئے کہ وہ پانی سے روزہ افطار کرے پس بے شک پانی پاک ہے۔ (ترمذی مع عرف الشذی:۱۴۹/۱)

روزہ دار کے منھ کی بو اللہ کو بہت پسند ہے

(۳۹)عن ابی هریرۃؓ عن النبی ﷺ قال والذی نفس محمد بیدهٖ

لَخَلُوف فم الصّائم اطیب عند الله من رِیح المسک للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فَرِحَ واذا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بصومهٖ. (بخاری:۱/۲۵۵،مسلم شریف:۱/۳۶۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کو مشک سے زیادہ پسند ہے، روزہ دار کو دو مرتبہ خوشی ہوتی ہے؛

۱)......جبکہ وہ افطار کرتا ہے۔

۲)......اور دوسرے جب وہ اپنے پروردگار سے ملیگا خوش ہوگا اپنے روزے کی وجہ سے۔(بخاری ومسلم)

صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے

(۴۰)عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ لایصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبلهٗ او یصوم بعدهٗ . (متفق علیہ،مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے روز، روزہ نہ رکھے ہاں اس طرح رکھ سکتا ہے اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(بخاری ومسلم،مظاہر حق جدید:۲/۶۶۶)

☆☆☆

باب (۲۰)

زکوٰۃ کی تمہید کا بیان

زکوٰۃ کے اسرار کا بیان؛

اس باب میں زکوٰۃ سے مراد صرف فرض زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ہر انفاق (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا) مراد ہے اور اس کو زکوٰۃ انفاق کی اشرف نوع کے اعتبار سے یا لغوی معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں:

طہارت و پاکیزگی، چونکہ راہ خدا میں خرچ کرنا مال کو بھی پاک کرتا ہے اور مالک کو بھی ،اس لئے اس کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

مکی سورتوں میں جو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے اس سے مطلق غریبوں پر خرچ کرنا مراد ہے، اصطلاحی زکوٰۃ ہجرت کے بعد ۲ ر ہجری میں نازل ہوئی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ چھ مختلف مقاصد کے لئے ضروری ہوا ہے۔

جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱)......ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے:

جب کسی غریب آدمی کو کوئی بڑی حاجت پیش آتی ہے اور وہ زبان حال سے یا زبان قال سے اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے، تو اس کی وہ فریاد کرم خداوندی کے دروازے کو کھٹکھٹاتی ہے۔ چنانچہ کبھی مصلحت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ کسی سمجھدار آدمی کے دل میں الہام کیا جاتا ہے کہ

وہ اس کی حاجت روائی کرے، پس جب یہ الہام اس شخص پر چھا جاتا ہے یعنی اس کا دل اس غریب کی حاجت روائی کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے اور وہ شخص اس الہام کے مطابق اس غریب کی ضرورت پوری کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس پر چہار جانب سے برکتیں نازل ہونی شروع ہوتی ہیں اور وہ شخص اللہ کی رحمتوں کا مورد بن جاتا ہے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک غریب آدمی نے مجھ سے اپنی کسی ضرورت میں مجبور ہو کر سوال کیا تو میں نے اپنے دل میں الہام ہوتا ہوا محسوس کیا کہ میں اس کی مدد کروں اور اس الہام میں مجھے دنیا و آخرت میں اجر جزیل کی خوش خبری بھی دی گئی۔ چنانچہ میں نے اس کو دیا اور مجھ سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور یہ سب باتیں یعنی اس حاجت مند کا کرم خداوندی کے دروازے کو کھٹکھٹانا اور الہام خداوندی کا برانگیختہ ہونا، اور اس کا میرے دل کو منتخب کرنا اور اجر و ثواب کا ظاہر ہونا، یہ سب باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

۲)......رحمتِ خداوندی کے حصول کے لئے:

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی خاص مصرف میں خرچ کرنا رحمتِ خداوندی کو حاصل کرنے کا احتمالی محل قرار پاتا ہے، اس وقت اسی محل میں خرچ کرنے سے رحمتِ خداوندی حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً:

۱)......کبھی ملأ اعلیٰ میں کسی ملت کی شان دوبالا کرنے کا فیصلہ ہوتا ہے تو جو بھی شخص اس ملت کو بڑھانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ رحمتِ خداوندی کا مورد بنتا ہے اور اس وقت میں اس ملت کے معاملہ کو بڑھانا خرچ کرنے میں غزوۂ تبوک کی طرح ہوتا ہے، جس میں صحابہؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ پیش کر دیا تھا، حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال پیش کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی بار تین سو اونٹ، دوسری بار دو سو اونٹ اور تیسری بار تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے لکھوائے تھے اور آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا تھا کہ " **ماعلی عثمان ، ماعمل بعد هذه** "یعنی اگر عثمان آئندہ خرچ نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ انہوں نے خرچ کرنے کا حق ادا کر دیا۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب عثمان)

۲)...... جب قحط سالی کا زمانہ ہوتا ہے اور لوگ بھوک مری میں مبتلا ہوتے ہیں اور منشأ خداوندی ان لوگوں کو بچانا ہوتا ہے تو اس وقت لوگوں کو کھلانے سے رحمتِ خداوندی حاصل ہوسکتی ہے، دیگر مدّات میں خرچ کرنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی۔

غرض رحمتِ خداوندی کے حصول کی ان احتمالی جگہوں سے، پیغمبر ﷺ ایک قاعدہ بناتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ: ''جو کسی فقیر پر اتنا اتنا خرچ کرے گا یا ایسی ایسی حالت میں خرچ کرے گا، تو اس کا یہ عمل نہایت مقبول ہوگا'' چنانچہ مؤمنین یہ بات سنتے ہیں اور ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ وعدہ سچا ہے اس لئے وہ تعمیل حکم کرتے ہیں اور وہ اس وعدہ کو برحق پاتے ہیں جو ان سے کیا گیا ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۶۴۳)

۳)......حرص وبخل کے علاج کے لئے:

کبھی آدمی کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ مال کی محبت اور بخل نفسانی بیماریوں میں ایک خطرناک بیماری ہے اور تحصیل کمال کی راہ میں رکاوٹ ہے، پس آدمی کو ان رذائل سے سخت اذیت پہنچتی ہے، اس بیماری کا علاج بس یہی ہے کہ آدمی اپنی محبوب ترین چیز راہ خدا میں خرچ کرنے کی مشق کرے۔

سورۂ آل عمران آیت: ۹۲ میں ہے کہ؛

"لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"

تم ہرگز خیر کامل حاصل نہیں کر سکتے تا آنکہ تم اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ کرو، انفاق ، رزائل نفس کا بہترین علاج ہے ، ایسی صورت میں یعنی جبکہ آدمی میں یہ رزائل موجود ہوں، اگر آدمی خرچ نہیں کرے گا تو یہ بیماریاں اس میں باقی رہ جائیں گی ، اور وہ آخرت میں گنجا سانپ بن کر متشکل ہوں گی ، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے۔

(دیکھئے مشکوٰۃ ، کتاب الزکوٰۃ ، حدیث نمبر ۱۷۷۴)

اسی طرح اس کے ناطق وصامت اموال بھی ضرر رساں ہوں گے۔

مسلم شریف کی طویل روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے اونٹوں کی زکوٰۃ نہیں دی ہوگی ، اس کو ہموار چکنے میدان میں منہ کے بل لٹایا جائے گا اور اونٹ اس پر چل کر اس کو روندیں گے. (مشکوٰۃ ، حدیث نمبر ۱۷۷۳) اور سورۃ التوبہ آیات ۳۴ و ۳۵ میں ارشاد ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ : ۷۴۵/۱)

۴)...... بلاؤں اور آفتوں کو ٹالنے کے لئے:

کبھی عالم مثال میں کسی کی موت کا فیصلہ ہو جاتا ہے یا اس پر کسی بلا کا اترنا طے ہو جاتا ہے ، ایسے وقت میں اگر وہ شخص مال کی بہت بڑی مقدار راہ خدا میں خرچ کرے اور وہ خود بھی اور دوسرے نیک بندے بھی اس کے حق میں گڑ گڑا کر دعا مانگیں تو اس کی موت کا فیصلہ رک جاتا ہے اور اس کی بلا ٹل جاتی ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ: "دعا ہی قضائے الٰہی کو پھیرتی ہے ، اور نیکی ہی عمر میں زیادتی کرتی ہے"۔

(مشکوٰۃ ، کتاب الدعوات ، حدیث نمبر ۲۲۳۳)

مجھے دومرتبہ اس کا تجربہ ہوا ہے، میرے ایک متعلق کا انگلینڈ کے شہر بولٹن میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ایک ماہ تک وہ شفاخانہ میں بے ہوش رہے، آخر میں ان کے متعلقین نے ایک بڑی رقم خرچ کی اور دارالعلوم دیوبند میں ختم بخاری شریف کرا کر دعا کرائی تو اللہ نے ان کو شفا عطا فرمائی۔

اسی طرح میرے ایک دوست بمبئی میں سخت بیمار ہوئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے انہوں نے بھی ایک بڑی رقم ایسے غریبوں میں بانٹی جو نمازی تھے اور ان سے دعائیں کرائیں اور دارالعلوم دیوبند میں ان کے لئے بھی ختم بخاری شریف کرکے دعا کی گئی، تو بحمد اللہ وہ بھی شفایاب ہوئے اور خود میرا معمول یہ ہے کہ جب گھر میں کوئی بیمار پڑتا ہے اور دو چار روز کے علاج سے شفا نہیں ہوتی تو میں گھر والوں کو صدقہ کرنے کے لئے کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے جلد مریض کو شفا بخشتے ہیں، غرض یہ بھی تجربہ سے برحق ثابت ہوئی ہے، لوگ آزما کر دیکھیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ : ۱/۴۷۷)

۵)...... گناہوں سے حفاظت کے لئے:

کبھی انسان سے کوئی برا کام سرزد ہو جاتا ہے، وہ اس پر نادم ہوتا ہے، مگر پھر نفس غالب آجاتا ہے اور دوبارہ وہی گناہ ہو جاتا ہے اور ایسا بار بار ہوتا ہے تو اس صورت میں گناہ سے بچنے کا بہترین علاج یہ ہے کہ آدمی گناہ کا اچھا خاصا مالی تاوان ادا کرے تا کہ آئندہ جب نفس وہ گناہ کرنے کے لئے مجبور کرے تو وہ تاوان نگاہوں کے سامنے رہے اور اس کو گناہ سے روک دے، آدمی نفس کو سمجھائے کہ اگر تو نے یہ حرکت کی تو پھر تجھے تاوان ادا کرنا پڑے گا اور انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ چمڑی تو دے سکتا ہے، دمڑی نہیں دے سکتا، اس لئے نفس گناہ سے رک جائے گا۔

شریعت میں جو مختلف گناہوں کے کفارے متعین کئے گئے ہیں وہ اسی مقصد سے ہیں

اور کفارے تو خیر ضروری جرمانے ہیں، ان کو تو ادا کرنا ہی ہے کچھ تاوان رضا کارانہ بھی متعین کئے گئے ہیں مثلاً حالتِ حیض میں بیوی سے صحبت کرنے پر ایک دینار یا نصف دینا صدقہ کرنے کا جو حکم ترمذی شریف کی روایت میں آیا ہے وہ اسی باب سے ہے۔ غرض آدمی کسی بھی گناہ سے بچنا چاہے یا کسی بھی نیک عمل کی پابندی کرنا چاہے اور نفس مطاوعت نہ کرے تو اس کا علاج یہی مالی جرمانہ ہے مثلاً آدمی غیبت سے بچنا چاہے یا تہجد کی پابندی کرنا چاہے تو غیبت سرزد ہونے پر اور تہجد چھوٹنے پر ایک معقول جرمانہ خود پر لازم کرے ان شاء اللہ غیبت سے بچ جائے گا اور تہجد پابندی سے ادا کرنے لگے گا۔

۶)......خاندان کی خبر گیری کرنے کے لئے:

کبھی حسن اخلاق کے تقاضے سے اور کبھی خاندان کے نظام کی حفاظت کے لئے مختلف طرح کے کام کرنے ضروری ہوتے ہیں مثلاً غریبوں کا مالی تعاون کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، رشتہ داروں کا مالی تعاون کرنا، آپس میں سلام کو رواج دینا اور مختلف طرح سے لوگوں کی غم خواری کرنا۔ پس یہ سب کام شرعاً مامور بہ ہو جاتے ہیں اور سب صدقہ وخیرات شمار کئے جاتے ہیں۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ ’’اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے اور نیک بات کا حکم دینا صدقہ ہے، بری بات سے روکنا صدقہ ہے......اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے‘‘۔

(مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ، حدیث نمبر ۱۹۱۱، رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۷۴۸)

زکوٰۃ کے فوائد

اب ذیل میں زکوٰۃ کے چار فائدے ذکر کئے جاتے ہیں:

پہلا فائدہ:

صدقہ خیرات سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں اس سلسلہ کا ایک واقعہ مروی ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی، جو بادل کو حکم دے رہی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر، بادل کا ایک ٹکڑا علحدہ ہو کر چلا، وہ شخص بھی اس کے پیچھے ہولیا، بادل پتھریلی زمین میں برسا، وہاں سے ایک نالی میں سارا پانی اکھٹا ہو گیا، وہ شخص اس نالی کے ساتھ ہولیا، پانی ایک باغ میں پہنچا، وہاں ایک شخص ہاتھ میں بیلچہ لئے ہوئے سینچائی کر رہا تھا، اس شخص نے باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا وہ نام بتایا جو اس شخص نے بادل میں سے سنا تھا، باغ والے نے اس شخص سے پوچھا کہ آپ میرا نام کیوں پوچھتے ہیں؟ اس نے سارا ماجرا بتایا اور دریافت کیا کہ آپ کیا عمل کرتے ہیں جو خصوصی طور پر آپ کے باغ کے لئے بارش برسی؟ باغ والے نے کہا کہ جب میرا راز تجھے معلوم ہو گیا تو سن! میں باغ کی پیداوار کے تین حصے کرتا ہوں ،ایک تہائی خیرات کرتا ہوں، ایک تہائی اپنی ضروریات میں خرچ کرتا ہوں اور ایک تہائی باغ کی ترقی میں خرچ کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب الانفاق، حدیث نمبر ۱۸۷۷)

دوسرا فائدہ:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے بندے پر رحمت خداوندی کا فیضان ہوتا ہے اور اللہ کی ناراضگی دور ہوتی ہے۔

ترمذی شریف کی روایت ہے ’’اِنَّ الصدقۃَ لَتُطفِئُ غضبَ الرب، وتدفعُ مِیتَۃَ السُّوءِ‘‘ خیرات یقیناً پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے اور بری موت کو ہٹاتی ہے۔

تیسرا فائدہ:

بخل وحرص پر آخرت میں جو عذاب ہونے والا ہے زکوٰۃ اس کو ہٹا دیتی ہے، کیونکہ صحیح

زکوٰۃ ادا کرنے والے میں حرص وبخل کے رذائل پنپ نہیں سکتے، انہیں دیر سویر اس شخص کا پیچھا چھوڑنا ہے اور جب یہ رذائل ختم ہو گئے تو آخرت میں عذاب کا سوال بھی باقی نہیں رہا۔

چوتھا فائدہ:

ملأ اعلیٰ کے وہ فرشتے جو زمین کے احوال سنوارنے کی محنت کرتے ہیں وہ صدقہ خیرات کرنے والے کے حق میں دعائیں کرتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ ہر صبح دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک کہتا ہے ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا'' اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض دے۔

اور دوسرا کہتا ہے ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا'' اے اللہ! مال کے روکے رکھنے والے کا مال تباہ کر۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب الانفاق، حدیث نمبر ۱۸۶۰)

''والزکوٰۃ تُزید فی البرکۃ، وتطفیٔ الغضب بجلبھا فیضًا من الرحمۃ، وتدفع عذاب الآخرۃ المترتب علی الشح، وتَعْطِفُ دعوۃَ الملأ الأعلی المصلحین فی الارض علی ھذا العبد، واللہ اعلم''

ترجمہ: اور زکوٰۃ برکت میں اضافہ کرتی ہے اور (پروردگار کے) غضب کو بجھاتی ہے، اس کے کھینچنے کی وجہ سے رحمت کے فیضان کو، اور ہٹاتی ہے آخرت کے اس عذاب کو جو بخیلی پر مرتب ہونے والا ہے اور موڑتی ہے اس بندے کی اُن بالائی فرشتوں کی دعاؤں کو جو زمین میں اصلاح کرنے والے ہیں باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۷۵۰)

زکوٰۃ تمام امتوں پر فرض تھی

زکوٰۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیاء کی امتوں پر فرض تھی، ہاں اس کی مقدار اور اس مال کی

تحدید میں جس پر زکوٰۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ اسلام میں اس کے متعلق بہت آسان احکام ہیں، گلی امتوں پر اتنی آسانی نہیں تھی۔ (علم الفقہ: ۵/۴)

باب (۲۱)

زکوٰۃ کے متعلق فرائض کا بیان

زکوٰۃ کا رکن:

زکوٰۃ کا ایک رکن ہے "**اما رکن الزکوٰۃ هو اخراج جزء من النصاب الی اللہ تعالیٰ وتسلیم ذالک الیہ. یقطع المالک یدہ عنه بتملیکه من الفقیر وتسلیمه الیه**"۔ مالِ نصاب کو نکال کر مستحق زکوٰۃ کو اللہ کے لئے دینا۔ (بدائع: ۳۹/۲)

زکوٰۃ کا ایک رکن ہے اور وہ مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا دینا ہے جس کو تملیک سے تعبیر کرتے ہیں۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۸/۳)

باب (۲۲)

عشر کے متعلق فرائض کا بیان

عشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

عشر عربی زبان میں دسویں حصّے کو کہتے ہیں اور یہاں اس سے مراد عام ہے خواہ دسواں حصّہ ہو یا اس کا نصف یعنی بیسواں حصّہ یا اس کا دُونا یعنی پانچواں حصّہ، کیونکہ بعض صورتوں میں عشر واجب ہوتا ہے، بعض میں اس کا نصف بعض میں اس کا دونا، زمین کی پیداوار سے کھیتی اور درختوں کے پھل اور شہد مراد ہے، ان تمام چیزوں کا عشر نکالنا فرض ہے عشر کا ثبوت قرآن مجید

سے بھی ہے اور احادیث سے بھی اور اجماع وقیاس بھی اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ :وانفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض
ترجمہ: ہماری راہ میں اپنی پاکیزہ کمائیوں سے اور اس چیز سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے خرچ کرو۔

قولہ تعالی :"واتوا حقہ یوم حصادہ" ترجمہ: زمین کی پیداوار کا حق دیدو جو اس کے کٹنے کے دن (تم پر ثابت ہوتا ہے) تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حق سے عشر اور نصف عشر مراد ہے۔ (علم الفقہ :۴/۳۳، شامی علی الدر:۲/۳۲۵)

کس زمین پر عشر فرض ہے؟

جو زمین کہ خراجی نہ ہو اور وہ بارش کے یا دریا کے پانی سے سینچی جائے تو اس کی پیداوار میں عشر فرض ہے، اور جو زمین کنوئیں سے سینچی جائے خواہ بذریعۂ نہر کے یا بذریعۂ ڈول کے یا مول کے پانی سے تو اس پیداوار میں عشر کا نصف یعنی بیسواں حصّہ فرض ہے۔ اور اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانیوں سے سینچی گئی تو اس میں اکثر کا اعتبار ہوگا؛ یعنی اگر زیادہ تر بارش یا دریا کے پانی سے سینچی گئی ہے تو عشر دینا پڑے گا اور اگر زیادہ تر کنوئیں سے یا مول کے پانی سے سینچی گئی ہو تو نصف عشر دینا ہوگا اور جو دونوں قسم کے پانی برابر ہوں تو بھی نصف عشر دینا ہوگا۔

پہاڑ اور جنگل کی پیداوار میں بھی عشر ہے، بشرطیکہ امام یعنی حاکم اسلام نے راہزنوں اور کافروں سے اس کی حمایت کی ہو۔

جس قدر پیداوار ہے اس سب کا عشر ہونا چاہئے بغیر اس کے کہ بیج کی قیمت، بیلوں کا کرایہ، ہل چلانے والے باغ یا کھیت کی حفاظت کرنے والوں کی مزدوری یا کھیت کا لگان وغیرہ اس سے وضع کیا جائے۔

مثال:

کسی کھیت میں بیس من غلّہ پیدا ہوا تو اس کو چاہئے کہ دو من عشر میں نکال دے اگر زمین بارش یا دریا سے سینچی گئی ہو اور جو کنوئیں وغیرہ سے سینچی گئی ہو تو ایک من نکالے، یہ نہ کرے کہ اس بیس من غلّہ سے تمام اس کے اخراجات کاشت نکالنے کے بعد جو باقی رہ جائے، مثلاً دس من رہ جائے تو اس کا عشر یعنی ایک من یا نصف عشر یعنی بیس سیر نکالے۔

مسلمان پر ابتداءً خراج نہ مقرر کیا جائے گا بلکہ اس کے لائق یہی ہے کہ اس پر عشر مقرر کیا جائے کیونکہ عشر ایک قسم کی عبادت ہے اور خراج محصول ہے، لیکن اگر خراجی زمین کوئی مسلمان خریدے گا تو پھر اس پر بھی خراج واجب ہوگا۔

(علم الفقہ: ۳۵/۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق چالیس حدیثیں

زکوٰۃ ادانہ کرنے کی سزا

(۱)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ اٰتاہ اللہُ مالاً فلم یُؤَدِّ زکوتَہٗ مُثِّلَ لہٗ مالُہٗ یوم القیٰمۃ شُجاعًا اَقرَعَ لہ زبِیبَتَان یُطَوِّقُہٗ یوم القیامۃ ثم یاخذ بِلَھْزِمَتیہِ (یعنی شَدْ قَیْہِ)ثم یقول اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثم تَلا و لاتَحْسَبَنَّ الذین یبخلون الاٰیہ. (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو وہ دولت قیامت کے دن اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں۔(جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس (زکوٰۃ ادانہ کرنے والے بخیل کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں، یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ”قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی ”**ولاتحسبنّ الذین یبخلون**“ آخر تک۔ (معارف الحدیث:۴/۲۸)

اموال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے

(۲)عن سمرۃَ ابنِ جُندُبٍؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یامُرُ نا ان نُخرِجَ

الصَدَقَةَ مِنَ الَّذی نُعِدُّ لِلْبَیْعِ. (رواہ ابوداؤد، معارف الحدیث:۳۷/۴)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم کو حکم تھا کہ ہم ہر اس چیز میں سے زکوٰۃ نکالیں جو ہم نے بیع وفروخت (یعنی تجارت) کے لئے مہیا کی ہو۔

(سنن ابی داؤد، معارف الحدیث:۳۷/۴)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا وبال

(۳) عن عائشۃؓ قالَتْ سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ یقولُ ماخالَطَتِ الصَّدَقَةُ مالًا قَطُّ الّا اَهْلَكَتْهُ. (رواہ النسائی والبخاری فی تاریخہ والحمیدی فی مسندہٖ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مالِ زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کر دے گا۔

(معارف الحدیث:۳۰/۴)

ادائیگیٔ زکوٰۃ سے مال محفوظ ہوجاتا ہے

(۴) عن اُمِّ سلمةَؓ قَالَتْ كُنْتُ اَلْبَسُ اوضاحًا من ذهبٍ فقلتُ یا رسولَ اللهِ ﷺ أَكَنْزٌ هو؟ فقال مابَلَغَ اَنْ تُؤَدِّیَ زكوٰتُهٗ فزُكِّیَ فَلَیْسَ بِكَنْزٍ.

(رواہ مالک وابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۱۶۰/۱)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سونے کے ''اوضاح'' (ایک خاص زیور کا نام ہے) پہنتی تھی، میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ بھی اس ''کنز'' میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مال اتنا ہوجائے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہو، پھر حکم کے مطابق اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو وہ ''کنز'' نہیں ہے۔

(مؤطا امام مالک وسنن ابی داؤد، معارف الحدیث:۳۹/۴)

زکوٰۃ پیشگی بھی ادا کی جاسکتی ہے

(۵)عن عَلِیٍّ ان العَبّاسَ سَأل رسول الله ﷺ فی تعجیل صَدَ قتہٖ قبل ان تحلَّ فَرَخَّصَ لَہ فی ذالک. (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والدارمی، مشکوٰۃ شریف ۱۵۷/۱، معارف الحدیث: ۴۰/۴)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے پیشگی اپنی زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث: ۴۰/۴)

بلا استحقاق زکوٰۃ مانگنے کی وعید

(٦)عن ابی ھریرۃؓ مَن سَأل الناسَ اَموالَھُم تَکَثُّراً فاِنّما یَسأَلُ جَمْرًا فَلْیستَقِلَّ او لِیَستَکْثِرْ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱۶۲/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: - جو کوئی زیادہ مال حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے مانگتا ہے تو وہ درحقیقت اپنے لئے جہنم کا انگارہ مانگتا ہے۔ اب خواہ اس میں کمی کرے، یا زیادتی کرے۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث: ۵۲/۴)

مالدار کے لئے سوال کرنے کی وعید

(۷) عن عبد اللہِ بنِ مسعودٍؓ قال قال رسول الله ﷺ مَنْ سَألَ الناسَ ولہٗ مَایُغْنیہِ جاءَ یومَ القِیٰمَۃِ ومسئَلتُہٗ فی وَجْھہٖ خُمُوشٌ اَوْ خُدُوشٌ اَوْ کُدُوحٌ قیل یارسول مَایُغنیہِ ؟ قَالَ خَمْسُون درھمًا او قیمتھا من الذھب.

(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی، معارف الحدیث: ۵۳/۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ایسی حالت میں لوگوں سے سوال کرے کہ اس کے پاس " مایغنیه " ہو (یعنی مال اتنا موجود ہو جو اس کے لئے کافی ہو، اور جس کے بعد وہ دوسروں کا محتاج اور دستِ نگر نہ رہے) تو قیامت کے دن محشر میں اِس حال میں آئے گا کہ اس کا سوال اُس کے چہرے میں ایک گھاؤ کی صورت میں ہوگا۔ "خموش"، "خُدُوس"، "کُدُوح" یہ تینوں لفظ قریب المعنی ہیں، ان کے معنی زخم کے ہیں غالبًا راوی کو شک ہوگیا کہ اصل حدیث میں ان تینوں میں سے کون لفظ تھا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کتنی مقدار ہے جس کو آپ نے "مَایُغنِیهِ" فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: پچاس درہم یا ان کی قیمت کا سونا۔

(معارف الحدیث: ۵/۴)

سوال میں بہرحال ذلّت ہے

(۸) عن ابن عمرؓ اَنّ رسول الله ﷺ قال وهو على المِنبَرِ وهو يَذكُرُ الصَّدَقَةَ والتَّعَفُّفَ عَنِ المسئلةِ. اَليَدُ العُليا خَيرٌ مِن اليَدِ السُّفلىٰ واليَدُ العُليا هِيَ المُنفِقَةُ والسُّفلىٰ هِيَ السائِلةُ. (رواہ البخاری ومسلم، معارف الحدیث: ۵۵/۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا اور مانگنے سے پرہیز کرنے کا ذکر کرتے ہوئے برسرِ منبر ایک دن فرمایا: "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث: ۵۵/۴)

اگر سوال کرنا ضروری ہو تو اللہ کے نیک بندوں سے کیا جائے

(۹) عن ابنِ الفَرَاسِيِّ ان الفَرَاسِيَّ قال قُلتُ لِرَسولِ اللهِ ﷺ أَسأَلُ

یَارَسُولَ اللہِ؟ فقال النبی ﷺ لا واِنْ کُنتَ لَابُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِین.

(رواہ ابوداؤدوالنسائی معارف الحدیث:۵۵/۴)

ترجمہ: حضرت ابن الفراسی اپنے والدفراسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: میں اپنی ضرورت کے لئے لوگوں سے سوال کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (جہاں تک ہوسکے) سوال نہ کرو، اور اگر تم سوال کے لئے مجبور ہی ہوجاؤ تو اللہ کے نیک بندوں سے سوال کرو۔

(سنن ابی داؤد، سنن نسائی، معارف الحدیث:۵۶/۴)

بندوں سے سوال نہ کرنے پر جنت کی ضمانت

(۱۰)عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ مَن یکفُلُ لِی ان لا یَسْأَلَ الناسَ شیئًا فَاَتکَفَّلَ لَه بِالجنَّةِ فَقال ثَوبَانُ اَنَا فَکَانَ لَایَسْأَلُ اَحدًا شیْئاً ۔

(رواہ ابوداؤدوالنسائی، معارف الحدیث:۵۷/۴)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: جو مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ اللہ کے بندوں سے اپنی کوئی حاجت نہ مانگے گا تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔ ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حضرت! میں یہ عہد کرتا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس وجہ سے حضرت ثوبان کا یہ دستور تھا کہ وہ کسی آدمی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی، معارف الحدیث:۵۷/۴)

اگر بغیر سوال اور بغیر طمع نفس کے کچھ ملے تو اس کو لے لینا چاہئے

(۱۱)عن عمربنِ الخطّابؓ قال کان النبی ﷺ یُعْطِیْنی العَطَاءَ فَأَقولُ اَعْطِہِ اَفْقَرَ الیہِ مِنّی فقَالَ خُذْہُ فتَمَوَّلْہُ وتَصَدَّقْ بہٖ فماجَاءَ کَ مِن ھٰذا المال

وَاَنتَ غَیْرُ مُشرِفٍ وَلَا سَائلٍ فَخُذہُ وَمَالا فَلَا تُتبِعْہُ نَفْسَکَ .

(رواہ البخاری ومسلم، معارف الحدیث:۴/۵۷)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت! کسی ایسے آدمی کو دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو؟ تو آپ ﷺ فرماتے کہ عمر اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنالو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو (اور اپنا اصول بنالو) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو (اس کو اللہ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔

(معارف الحدیث:۴/۵۸)

جب تک محنت سے کما سکتے ہو تو سوال نہ کرو

(۱۲)عن الزبیربنِ العَوّامؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لَأ نْ یاخُذَ احدُکُم حَبلَہٗ فیاتِیَ بِحُزمَۃِ حَطَبٍ عَلیٰ ظَھرِہٖ فَیَبِعَھَا فیکُفَّ اللہُ بِھَا وَجْھَہٗ خَیرٌ لَہٗ مِن ان یَسْأَلَ النَّاسَ اعطوہُ اَوْ مَنَعُوہ.

(رواہ البخاری، معارف الحدیث:۴/۵۸)

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوامؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-تم میں سے کسی (ضرورت مند) آدمی کا یہ روّیہ کہ وہ رسّی لیکر جنگل جائے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر پر لاد کے لائے اور بیچے، اور اس طرح اللہ کی توفیق سے وہ سوال کی ذلّت سے اپنے کو بچالے، اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے پھر خواہ وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔

(صحیح بخاری شریف، معارف الحدیث:۴/۵۸)

صدقہ کی ترغیب اور اس کی برکات

(۱۳)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہُ تعالیٰ اَنفِقْ یَاابنَ آدمَ. اُنفِقُ عَلَیکَ . (رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۴،معارف الحدیث:۴/۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے آدمؑ کے فرزند! تو (میرے ضرورت مند بندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم،معارف الحدیث:۴/۶۴)

اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنا چاہئے

(۱۴)عن اسماءَ قالَتْ قال رسول اللہ ﷺ اَنفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِی اللہُ عَلَیکِ وَلَا توعِی فیوعِی اللہُ عَلَیکِ اِرضَخِی مااستَطَعْتِ .

(رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۴،معارف الحدیث:۴/۶۵)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔

لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہِ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم،معارف الحدیث:۴/۶۵)

جو راہِ خدا میں خرچ کر دیا جائے وہی باقی اور کام آنے والا ہے

(۱۵)عن عائشۃؓ اَنَّھُم ذَبَحُوا شَاۃً فقال النَّبِیُ ﷺ مابَقِیَ مِنھا؟ قَالَتْ

مـا بَـقِـیَ مِـنهـا اِلَّا کَتِـفُهَـا قـال بَقِیَ مِنها غَیرُ کَتِفِهَـا. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۶۹، معارف الحدیث: ۴/۶۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کہ ایک بکری ذبح کی گئی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ بکری میں سے کیا باقی رہا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: صرف ایک دست اس کی باقی رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دست کے علاوہ جو لِلّٰہ تقسیم کردیا گیا دراصل وہی سب باقی ہے اور کام آنے والا ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث: ۴/۶۶)

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے اصحابِ یقین واصحابِ توکل کی راہ

(۱۶) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لو کانَ لِی مِثل اَحَدٍ ذھبًا لَسَرَّنِی ان لایَمُرَّ عَلَیَّ ثلٰثُ لَیَالٍ وَعِندِی منهُ شیء وَاِلَّا شیءٌ اَرصُدُهٗ لِدَینٍ.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۶۴، معارف الحدیث: ۴/۶۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو میرے لئے بڑی خوشی کی بات یہ ہوگی کہ تین راتیں گذرنے سے پہلے اس کو راہِ خدا میں خرچ کردوں اور میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے سوائے اس کے کہ میں قرض ادا کرنے کے لئے اس میں سے کچھ بچالوں۔

(صحیح بخاری، معارف الحدیث: ۴/۶۷، مظاہرحق جدید: ۲/۵۵۱)

صدقہ کے خواص اور برکات

(۱۷) عـن انـسؓ قـال قـال رسـول الـلـه ﷺ ان الصَّدقةَ لَتُطفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ وتَدْفَعُ مِیتَةَ السُّوءِ.

(رواہ الترمذی مع عرف الشذی: ۱/۱۴۴، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۶۸، معارف الحدیث: ۴/۷۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ؛ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث:۴/۷۰)

صدقہ کی برکت

(۱۸) عن مَرثَدِبنِ عبد اللہِ قالَ حَدّثَنِی بَعْضُ اَصحَابِ رسول اللہ ﷺ اَنّہٗ سَمِعَ رسولَ اللہِ ﷺ یقولُ اِنَّ ظِلّ المؤمِنِ یَوم القیٰمۃِ صَدَقتُہٗ.

(رواہ احمد، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۰، معارف الحدیث:۴/۷۱)

ترجمہ: حضرت مرثد بن عبداللہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب کرامؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ قیامت کے دن مومن پر اس کے صدقہ کا سایہ ہوگا۔ (مسند احمد، معارف الحدیث:۴/۷۱)

صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت ہوتی ہے

(۱۹) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مانَقَصَتْ صَدَقۃٌ مِن مالٍ ومَازاد اللہُ بِعفُوٍ اِلّا عِزًّا ومَا تواضَعَ اَحَدٌ اِلّا رفَعَہُ اللّٰہُ.

(رواہ مسلم، معارف الحدیث:۴/۷۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ اس کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث:۴/۷۲)

ضرورت مندوں کو کپڑا پہنانے کا ثواب

(۲۰)عن ابن عباسؓ مَامِنْ مُسْلِمٍ كَسَامُسْلِمًا ثوبًا اِلّا كَانَ فِى حفظِ اللهِ مَا دَامَ عليهِ منهُ خِرْقَةٌ. (رواہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۹، معارف الحدیث:۴/۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے، جس بندے نے کسی مسلم کو کپڑا پہنایا وہ یقیناً اس وقت تک اللہ کے حفظ وامان میں رہے گا جب تک کہ اس کے جسم پر اس کپڑے میں سے کچھ بھی رہے۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث:۴/۷۴)

بھوکے انسانوں کے علاوہ جانوروں کو کھلانا بھی صدقہ ہے

(۲۱)عن انسٍؓ قال قال رسول الله ﷺ مَامِن مسلمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا او يَزْرِعُ زَرْعًا فَيَاكل مِنهُ اِنسَانٌ اوطَيْرٌ او بَهِيمَةٌ اِلّاكانَتْ لهٗ صَدَقَةٌ.

(رواہ البخاری ومسلم، معارف الحدیث:۴/۷۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اُس درخت یا اُس کھیتی سے جو پھل اور جو دانا کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اُس بندہ کے لئے صدقہ اور اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث:۴/۷۶)

اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

(۲۲)عن ابی مسعودٍؓ قال قال رسول الله ﷺ ذا انفقَ المسلمُ علىٰ اَهلهٖ وهو يحتسبُها كانَتْ لهٗ صَدَقَةٌ . (رواہ البخاری ومسلم۔ مشکوٰۃ شریف:۱/۱۷۰)

ترجمہ: حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی صاحبِ

ایمان بندہ اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے حق میں صدقہ ہوگا (اور وہ عنداللہ ثواب کا مستحق ہوگا)۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث: ۷۹/۴)

سب سے افضل صدقہ

(۲۳) عن ابی هريرةؓ قال يا رسولَ الله ﷺ اَیُّ الصدقةِ افضلُ ؟ قَالَ جُهدُ المُقِلِّ وابْدَأ بِمَنْ تَعُولُ. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: ۱۷۱/۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ: یارسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی محنت کی کمائی سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرو جن کے تم ذمہ دار ہو (یعنی اپنے بیوی بچوں پر)

(سنن ابی داؤد، معارف الحدیث: ۷۹/۴)

اہل قرابت پر صدقہ کی خاص فضیلت

(۲۴) عن سليمانَ بنِ عامرٍؓ قال قال رسولُ الله ﷺ الصَّدقةُ عَلىٰ المسكين صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلىٰ ذى الرّحمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.

(رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی، معارف الحدیث: ۸۱/۴)

ترجمہ: حضرت سلیمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی اجنبی مسکین کو اللہ کے لئے کچھ دینا صرف صدقہ ہے اور اپنے کسی عزیز قریب (ضرورت مند) کو اللہ کے لئے کچھ دینے میں دو پہلو ہیں اور دو طرح کا ثواب ہے؛ ایک یہ کہ وہ صدقہ ہے اور دوسرے یہ کہ وہ صلہ رحمی ہے۔ (یعنی حق قرابت کی ادائیگی ہے) جو بجائے خود بڑی نیکی ہے۔

(معارف الحدیث: ۸۱/۴)

زکوٰۃ وصول کرنے والا زکوٰۃ کے مال میں خیانت نہ کرے

(۲۵) عن عَدِی ابن عُمَیْرَۃَ رضؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنِ اسْتَعْمَلنَاہ مِنکُم علیٰ عملٍ فکتمنا مخِیطًا فما فوقَہٗ کان غُلُولًا یأتِی بہٖ یومَ القیامۃ.

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۵۶)

ترجمہ: حضرت عدی ابن عمیرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ہم تم میں سے جس کسی کو کسی کام (یعنی زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے) پر مقرر کریں اور وہ شخص ہم سے سوئی کے برابر یا اس سے کم وبیش کسی چیز کو چھپائے تو یہ خیانت میں شمار ہوگا جو اسے قیامت کے روز (رسوا کر کے) لائے گا۔

(مسلم، مظاہر حق جدید:۲/۴۹۷)

صحیح طریقہ سے زکوٰۃ وصول کرنے والے کا ثواب

(۲۶) عن رافع بن خدیج رضؓ قال قال رسول اللہ ﷺ العامل عَلیٰ الصدقۃ بِالحق کالغازی فِی سبیل اللہِ حتّٰی یرجع الیٰ بیتہٖ.

(رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۵۷)

ترجمہ:۔حضرت رافع بن خدیجؓ راوی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا عامل خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے جب تک کہ وہ اپنے گھر لوٹ کر آئے۔

(ابوداؤد، ترمذی، مظاہر حق جدید:۲/۵۰۱)

زیور پر بھی زکوٰۃ واجب ہے

(۲۷) عن زینب امرأۃ عبد اللہ رضؓ قالت خَطَبَنَا رسول اللہ ﷺ فقال

یامعشر النسآء تصدّقنَ ولومِن حُلِیّکُن فاِنکُنّ اکثر اھل جھنم یوم القیٰمۃ.
(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۰)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ؛ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ "اے عورتوں کی جماعت! تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اگرچہ وہ زیور ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ قیامت کے دن تم میں اکثریت دوزخیوں کی ہوگی۔ (ترمذی شریف، مظاہرحق جدید:۲/۵۲۲)

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کی وجہ

(۲۸) عن ابن عباسؓ قال فرض رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ الفطرِ طھرَ الصیام من اللّغوِ والرَّفثِ وطعمۃً للمَساکِینِ. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے روزوں کو بیہودہ باتوں اور لغو کلام سے پاک کرنے کے لئے نیز مساکین کو کھلانے کے لئے صدقۂ فطر لازم قرار دیا ہے۔
(ابوداؤد، مظاہرحق جدید:۲/۵۲۸)

ھدیہ کا بدلہ

(۲۹) عن عائشۃ قالَتْؓ کان رسولُ اللہ ﷺ یَقبلُ الھَدیَّۃَ ویُثیبُ علیھا. (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ تحفہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دے دیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۱، مظاہرحق جدید:۲/۵۳۲)

زکوٰۃ وصول کرنے والے کا احترام

(۳۰) عن جریر بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا اَتاکُمُ

الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرُ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۵۶)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (جب امام وقت کی طرف سے) زکوٰۃ وصول کرنے والا کہ (جسے اصطلاح شریعت میں ساعی اور عامل کہتے ہیں) آئے تو وہ زکوٰۃ وصول کرکے تمہارے پاس سے اس حال میں واپس جائے کہ وہ تم سے راضی وخوش ہو۔ (مسلم شریف، مظاہر حق جدید: ۲/۴۹۳)

سخی کے لئے فرشتوں کی دعاء اور بخیل کے لئے بددعاء

(۳۱) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن یومٍ یُصبِحُ العبادُ فیہِ الاملکان ینزلانِ فیقول احدھما اللّٰھم اعطِ مُنفِقًا خَلَفًا ویقول الاٰخر "اللّٰھم اعط مُمسکا تَلَفًا". (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۶۴)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ تو (سخی کے لئے) یہ دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدلہ عطاء فرما اور دوسرا فرشتہ (بخیل کے لئے) یہ بددعاء کرتا ہے اے اللہ بخیل کو تلف نقصان دے۔

(بخاری ومسلم، مظاہر حق جدید: ۲/۵۵۲)

بُخل کی مذمّت

(۳۲) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ خصلتانِ لا تجتمعان فی مؤمن البُخل وسوء الخلق. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۱۶۵)

ترجمہ: ۔حضرت ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا؛ مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں؛ ایک تو بُخل، دوسری بد خُلقی۔ (ترمذی شریف، مظاہر حق جدید: ۲/۵۵۷)

بخیل کے لئے وعید

(۳۳)عن ابی بکرؓ قال قال رسول الله ﷺ لایَدخُلُ الجَنَّۃَ خَبٌّ ولابخیلٌ ولامنّان. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۵)

ترجمہ: امیرالمومنین حضرت ابوبکرصدیقؓ راوی ہیں کہ سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا ''جنت میں نہ تو مکارداخل ہوگا نہ بخیل، اور نہ خدا کی راہ میں کسی کو مال دے کراحسان جتانے والا۔

(ترمذی شریف، مظاہرحق جدید:۲/۵۵۸)

صدقہ کرنا بلاؤں کودفع کرتا ہے

(۳۴)عن علیٍّ ؓ قال قال رسول الله ﷺ بادروا بالصَّدقَۃِ فانّ البَلَاءَ لایتخطَّاًھا. (رواہ رزین، مشکوٰۃ شریف:۱/۵۶۸)

ترجمہ: حضرت علیؓ راوی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں جلدی کرو(یعنی موت یا بیماری سے پہلے صدقہ دو) کیونکہ صدقہ دینے سے بلانہیں بڑھتی؛ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بلائیں ٹلتی ہیں۔ (رزین، مظاہرحق جدید:۲/۵۶۸)

کم تر چیز کے تحفہ کوحقیر نہ سمجھا جائے

(۳۵)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله ﷺ یانساء المسلماتِ لاتَحقِرَنَّ جَارۃ لجارتھا ولو فرِسن شاۃ. (متفقٌ علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۱۶۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا؛ اے مسلمان عورتوں! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو(تحفہ بھیجنے یا صدقہ دینے کو) حقیر نہ جانے اگرچہ وہ بکری کا کھُر ہی کیوں نہ ہو۔

(بخاری ومسلم، مظاہرحق جدید:۲/۵۷۲)

ہر نیک عمل صدقہ ہے

(۳۶)عن جابرٍ وحذیفة قالا قال رسول الله ﷺ کُلُّ معروفٍ صَدَقةٌ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱۶۷/۱)

ترجمہ: حضرت جابر وحضرت حذیفہؓ نقل کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''ہر نیکی صدقہ ہے''۔ (بخاری مسلم، مظاہر حق جدید:۵۷۲/۲)

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو

(۳۷)عن ابی ذرٍّؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا طَبَخْتَ مَرَقَةً فاکثِر ماءَ هَا وتَعَاهَدُ جِیرانکَ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف:۱۷۱/۱)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا؛ ''جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے ہمسایہ کا خیال رکھو''۔ (مسلم شریف، مظاہر حق جدید:۵۹۲/۲)

ایک بہترین عمل جس کی وجہ سے اللہ اور لوگ ہم سے محبت کرنے لگے

(۳۸)عن سهل بن سعدؓ قال جاء رجلٌ الی النبی ﷺ فقال دُلَّنِی علیٰ عملٍ اذا عملتُهٗ اَحبَّنی الله واَحبَّنِی الناس قال ازهد فِی الدنیا یُحبک اللهُ وازهَدُ فیما عِندَ الناسِ یحبّکَ الناس. (رواہ الترمذی وابن ماجہ کذافی المشکوٰۃ، فضائل صدقات:۴۰۲/۲)

ترجمہ: ایک صحابیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جس سے اللہ جل شانہٗ بھی مجھ سے محبت فرماویں اور آدمی بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ؛ کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرلو حق تعالیٰ شانہٗ تم کو محبوب رکھیں گے اور لوگوں کے پاس جو چیز ہیں (مال وغیرہ) ان سے بے رغبتی پیدا کرلو وہ بھی تم سے بھی محبت کرنے لگیں گے۔

(فضائل صدقات:۴۰۲/۲)

پڑوسی کے حقوق

(۳۹)عن ابن عباسؓ قال سمعت رسول الله ﷺ لیسَ المومن بالذی یشبَعُ وجاره جائعٌ اِلیٰ جَنبِہٖ. (رواہ بیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ،فضائل صدقات: ۱۶۶/۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور پاس ہی اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

(مشکوٰۃ شریف،فضائل صدقات: ۱۶۶/۱)

غنی کیلئے مالِ زکوٰۃ حرام ہے

(۴۰)عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ لَاتُحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلَالِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ. (رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی واحمد والنسائی وابن ماجہ عن ابی ھریرۃؓ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نہ تو غنی کیلئے زکوٰۃ کا مال لینا حلال ہے اور نہ تو تندرست وتوانا کیلئے۔(جو محنت ومزدوری کرنے کے قابل ہو)

(مظاہر حق جدید: ۵۳۵/۲)

باب (۲۳)

حج کی تمہید کا بیان

حج کی حکمتوں کا بیان:

لفظ حج کے لغوی معنی ہیں: کسی جگہ کا ارادہ کرنا، زیارت اور یاترا متبادل الفاظ ہیں اور اصطلاح میں حج ایک معروف عبادت ہے جو اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری رکن ہے۔

حج کی حقیقت کیا ہے؟

حج درحقیقت مخصوص وقت میں اور مخصوص جگہ میں نیک لوگوں کی بہت بڑی جماعت کے اکٹھا ہونے کا نام ہے اور وہ وقت ایسا ہونا چاہئے جس میں ان حضرات کی یاد تازہ ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی فضل و کرم فرمایا ہے یعنی انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی زندگیاں یاد آئیں اور وہ جگہ ایسی ہونی چاہئے کہ اس میں دین کی واضح نشانیاں ہوں، جہاں اکابر دین کی جماعتیں آتی رہی ہوں، وہ دین کی یادگاروں کی تعظیم کرتے رہے ہوں، وہاں وہ اللہ کے سامنے گڑگڑاتے رہے ہوں، اللہ سے خیر کی امید باندھ کر اور گناہوں کی معافی کی آرزو لے کر وہاں حاضر ہوتے رہے ہوں، جب ایسے زمانہ میں اور ایسی جگہ میں نیک لوگ بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام کرتے ہیں تو ضرور رحمت خداوندی اور مغفرتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''شیطان عرفہ کے دن میں جس قدر ذلیل، دھتکارا ہوا، حقیر اور غضبناک نظر آتا ہے اتنا کسی اور دن میں نظر نہیں آتا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ رحمت الٰہی کا نزول اور اللہ تعالیٰ کا بڑے بڑے گناہوں سے درگذر کرنا دیکھتا ہے۔ الخ

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، باب الوقوف بعرفۃ، حدیث نمبر ۲۶۰۰، رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۶۰۷)

حج کے مقاصد

حج مختلف مقاصد سے ضروری ہوا ہے۔

ذیل میں حج کے چار مقاصد ذکر کئے جاتے ہیں:

پہلا مقصد:

حج سامان تطہیر ہے......، حج آدمی کو گناہوں سے تو پاک صاف کرتا ہی ہے اس کے باطن کو بھی پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ باطن کی پاکی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ایسی جگہوں

میں پہنچنا ہے جن کی نیک لوگ ہمیشہ تعظیم کرتے رہے ہوں، وہاں پہنچتے رہے ہوں اور ذکر اللہ سے ان جگہوں کو آباد کرتے رہے ہوں۔ ایسی بابرکت جگہوں میں پہنچ کر آدمی زمینی فرشتوں کی کامل توجہات کا مرکز بن جاتا ہے اور اہل خیر کے لئے ملأ اعلی (آسمانی فرشتوں) کی عمومی دعاؤں کا رخ بھی اس کی طرف مڑ جاتا ہے، ایسی جگہوں میں پہنچنے پر آدمی پر ملکوتی انوار چھا جاتے ہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود ان انوار کا مشاہدہ کیا ہے، غرض اس طرح آدمی کا باطن بھی پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

دوسرا مقصد:

حج ذکر الٰہی ہے.........، دین کی یادگاروں کو دیکھنا اور ان کی تعظیم کرنا بذات خود اللہ کا ذکر ہے، کیونکہ جب شعائر الٰہیہ نظر پڑتے ہیں تو خود بخود اللہ تعالیٰ یاد آجاتے ہیں جس طرح ملزوم کو دیکھ کر لازم یاد آجاتا ہے، سورج کو دیکھ کر روشنی اور آگ کو دیکھ کر گرمی ذہن میں مستحضر ہو جاتی ہے اسی طرح متبرک مقامات کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، خاص طور پر جبکہ آدمی اپنی شکل وصورت بھی ایسی بنائے ہوئے ہو جس سے تعظیم ٹپکتی ہو اور ایسی شرائط وقیود کی پابندی کر رہا ہو جو نفس کو بہت زیادہ چوکنا کرنے والی اور غفلت دور کرنے والی ہوں۔

تیسرا مقصد:

حج وصل حبیب کی ایک شکل ہے......کبھی آدمی کے دل میں اللہ سے ملنے کا بے پناہ جذبہ ابھرتا ہے، وہ شوقِ ملاقات میں تڑپتا ہے مگر عالم ناسوت میں وصال ممکن نہیں ہوتا تو اس کے جذبہ کی تسکین کے لئے کوئی ایسی چیز ضروری ہوتی ہے جس سے وہ دل بہلائے، ایسی چیز حج کی عبادت ہے اس کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے جذبہ کی تسکین کر سکے اور حج باعث تسکین اس طرح ہے کہ جب محبوب سے ملنے کی دل میں تڑپ پیدا ہو اور ملاقات کی کوئی صورت نہ ہو تو

دیارِ حبیب کے پھیرے لگانا، اس کی گلی کوچوں میں گھومنا بھی دل کو تسکین بخشتا ہے۔

چوتھا مقصد:

حج ملّی شان وشوکت اور باہمی تعارف کا ذریعہ ہے...... ہر حکومت وقفہ وقفہ سے دربارِ عام منعقد کرتی ہے اور اس میں مملکت کے چیدہ لوگوں کو مدعو کرتی ہے اور اجتماع کے مقاصد مثال کے طور پر درج ذیل ہوتے ہیں:

۱)...... خیر خواہوں کو دھوکہ بازوں سے اور تابعداروں کو سرکشوں سے ممتاز کرنا، جو دعوت پر حاضرِ دربار ہونگے وہ مخلص و تابعدار ہیں اور جو اجلاس میں غیر حاضر رہیں گے وہ مکار و سرکش ہیں۔

۲)...... بادشاہ اور حکومت کی شہرت کرنا اور ان کا آوازہ بلند کرنا۔

۳)...... باشندگانِ مملکت کا باہم ملنا اور ایک دوسرے سے متعارف ہونا۔

اسی طرح ملتِ اسلامیہ کے لئے حج کی ضرورت ہے۔

حج کے عالمگیر اجتماع میں مثال کے طور پر درج ذیل فوائد ہیں:

۱)...... مخلص اور منافق میں امتیاز کرنا، جو ایمان میں سچا ہوگا، وہ بدنی و مالی حیثیت سے جب بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہوگا تو ضرور حاضری دے گا اور جو ایمان کا دعوے دار یہ زحمت اٹھانے سے انکار کریگا، گو عملاً ہی سہی، وہ دعوئے محبت میں جھوٹا ہے۔

۲)...... دنیا جہاں کے لوگوں کے سامنے مسلمانوں کی تعداد کا آنا کہ وہ دنیا میں کتنے ہیں؟ اور کہاں رہتے ہیں؟ اور وہ اس طرح کہ جو لوگ ہر سال حج کے لئے آتے ہیں وہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہوتے، پس لوگ حاجیوں کی تعداد سے اندازہ کرلیں گے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہوسکتی ہے اور وہ کہاں کہاں رہتے ہیں؟

۳)......حج کے اجتماع میں دنیا کے بڑے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے تمدنی، سیاسی اور علمی مسائل پر تبادلۂ خیال ہوتا ہے، علوم وفنون اور خصوصی کمالات وامتیازات میں لوگ ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں اور کمالات حاصل کرنے کی یہی صورت ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے ملیں اور معلومات کا باہم تبادلہ کریں اور یہ بات انسان کے لئے تقریباً ناممکن ہے کہ وہ ساری دنیا کا سفر کرے اور ہر صاحب کمال سے کمال حاصل کرے۔

البتہ حج کا اجتماع ایک ایسا قدرتی اجتماع ہے جہاں پوری دنیا کے بڑے لوگوں سے بہ سہولت ملاقات ہوسکتی ہے اور مکہ میں اور منیٰ وعرفات کے میدانوں میں شاہ وگدا ایک ساتھ فرش خاک پر بیٹھ کر ایک دوسرے سے استفادہ بھی کرسکتے ہیں۔

نوٹ: آج کل حاجیوں کی کثرتِ تعداد کی وجہ سے اور ہوائی سفر کی وجہ سے مدتِ قیام بہت ہی مختصر ہوگئی ہے اس لئے افادہ اور استفادہ مشکل ہوگیا ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۶۵۷)

حج کے فوائد

اب ذیل میں حج کے تین اہم فائدے ذکر کئے جاتے ہیں:

پہلا فائدہ:

حج رواجی برائیوں سے بچاتا ہے......ظہور فطرت کے لئے تین چیزیں مانع ہیں، ان میں سے ایک حجاب رسم ہے یعنی آدمی رواج کے چکر میں کچھ اس طرح پھنسا رہتا ہے کہ وہ کمال نوعی کی تحصیل کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، لیکن اگر حج کو ایک مشہور ریت بنالیا جائے اور ہر شخص ہمہ وقت حج کے لئے فکر مند رہے تو وہ رسوم کی آفتوں سے بچ جاتا ہے، فضول خرچی نہیں کرتا، شادی بیاہ میں پیسہ نہیں اڑاتا، عیش وعشرت میں دولت برباد نہیں کرتا، ہر وقت اس پر حج کے لئے رقم پس انداز کرنے کی فکر سوار رہتی ہے اس لئے وہ بہت سی رواجی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور جب

زندگی گذارنے کا ایک نہج بن جاتا ہے تو وہ حج کے بعد بھی رسوم میں پیسہ برباد نہیں کرتا۔

دوسرا فائدہ:

حج اکابر ملت کے احوال یاد دلاتا ہے اور ان کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے......ملت اسلامیہ کے اکابر سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل اور سید المرسلین خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں، یہ حضرات امت اسلامیہ کے لئے اسوہ ہیں، حج میں ان بزگوں کے احوال کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی پیروی کا جذبہ ابھرتا ہے، حرمین میں پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور آپ ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی کے شب وروز نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں اور شدت سے جذبہ دل میں ابھرتا ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی ہی میں دونوں جہاں کی سعادت مضمر ہے۔

تیسرا فائدہ:

حج مبرور سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں...... چونکہ حج کے لئے دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے، بڑی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور طرح طرح کی مشقتوں سے گذرنا پڑتا ہے، اس لئے اگر انسان خالص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ کرے تو حج سے تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ متفق علیہ روایت میں ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے پس نہ تو رَفَث (زن وشوئی کی بات) کرے اور نہ کوئی اور گناہ کرے تو وہ حج سے ایسا پاک صاف ہوکر لوٹے گا جیسا وہ اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا''۔

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، حدیث نمبر ۲۵۰۷)

دوسری حدیث میں ہے کہ اسلام ہجرت اور حج میں سے ہر ایک سابقہ تمام گناہوں کو ڈھادیتے ہیں۔ (یہ خلاصۂ حدیث ہے اور روایت ترغیب منذری (۱۶۳/۲) میں ہے)

غرض حج کفارۂ سیئات ہونے میں ایمان اور ہجرت کی طرح ہے، ایمان قبول کرنا بھی معمولی عمل نہیں ہے، بڑے دل گردے کا کام ہے، نومسلموں کو ایمان لانے کے بعد زہرہ گداز سختیوں سے گذرنا پڑتا ہے، یہی حال ہجرت کا ہے، اعزاء واقرباء، مال ودولت اور وطن کو خیر باد کہنا پڑتا ہے، یہ کوئی معمولی حوصلہ کا کام نہیں، اس لئے تینوں اعمال کا صلہ یہ ہے کہ وہ سابقہ تمام گناہوں کو ڈھادتے ہیں۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ :۱/۶۷۷)

حج بیت اللہ جذبۂ عشق کی تسکین کے لئے ہے

امام غزالیؒ نے اپنی نادرۂ روزگار ذہانت اور شریعت کے گہرے مطالعہ سے اس نکتہ کو خوب سمجھا تھا کہ محبت وشوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے، وہ اس کی تسکین کے لئے ہمیشہ طلب وجستجو میں رہتا ہے، بیت اللہ اور اس کے ساتھ جتنے شعائر اللہ اور حج کے مناسک ومقامات ہیں، وہ اس کی اس سچی اور حقیقی ضرورت کو اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں، اور ان سے اس کو پوری تسکین اور تسلی حاصل ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِذْ بَوَّانَا لِاِ بْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ O وَاَذِّنْ فِىْ النَّاسِ بِا لْحَجِّ يَاتُوْكَ رِجَا لًا وَّعَلىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَّاتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍO لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِىْ اَيَّامٍ مَعْلُوْمَاتٍ عَلىٰ مَارَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوْا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ O ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِO" (سورۂ حج:۲۶-۲۷-۲۸-۲۹)

اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ابراہیمؑ کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا)

کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے لئے ،اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو،لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دُبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی ،تا کہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تا کہ ایام معلوم میں اللہ کا نام لیں،ان چو پایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں، پس تم بھی اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ، پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور چاہئے کہ (اس) قدیم گھر کا طواف کریں۔

(ارکانِ اربعہ:۲۹۳)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ سے لقا کا شوق ہے تو مسلمان اس کے وسائل واسباب اختیار کرنے پر لامحالہ مجبور ہوگا، عاشق اور محبّ ہر اس چیز کا مشتاق ہوتا ہے،جس کی اضافت اس کے محبوب کی طرف ہو،کعبہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے اس لئے مسلمان کو قدرتی طور پر اس کا سب سے زیادہ مشتاق ہونا چاہئے علاوہ اس اجر وثواب کی طلب واحتیاج کے جس کا وعدہ بھی اس سے کیا گیا ہے۔ (احیاءالعلوم:۱/۲۴)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی اسی نکتہ کو حج کی بنیادی حکمت بتاتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

''کبھی کبھی انسان کو اپنے رب کی طرف غایت درجہ اشتیاق ہوتا ہے اور محبت جوش مارتی ہے اور وہ اس شوق کی تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہے۔''

(حجۃ اللہ البالغہ:۱/۵۹ بحوالہٗ ارکانِ اربعہ:۲۹۴)

یہ ہوسکتا تھا کہ وہ اس شوق ومحبت اور ان جذبات وکیفیات کی تسکین ان نمازوں کے

ذریعہ کرلیتا جو وہ دن میں کئی بار پڑھتا ہے، وہ نماز میں اپنے پیمانۂ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت وعشق کی اس تپش و بے قراری اور دل سوزی پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینٹے ڈال لیتا، لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کے لئے اس کے دل کو گرم اور آنکھوں کو نم ضرور کر سکتے ہیں، اس کی تشنگی کو دور نہیں کر سکتے، ان میں محبت کی اس تیز آنچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اس کے سینہ میں بھٹی کی طرح سلگتی ہے، اور اس کو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔ (ارکانِ اربعہ:۲۹۴)

ملت حنیفی کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تجدید تعلق، حج کے سب سے اہم مقاصد میں ہے

حج کا ایک بڑا اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ ملت حنیفی کے امام اور مؤسّس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تجدید تعلق کیا جائے، ان کی میراث کی حفاظت کی جائے، ان کی زندگی اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی کا موازنہ کیا جائے، مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیا جائے اور ان کی زندگی میں جو غلطیاں، فساد اور تحریف نظر آئے اس کو دور کیا جائے اور اس کے اصل سرچشمہ کی طرف رجوع کیا جائے، اس لئے کہ حج ایک قسم کا سالانہ اجتماع ہے جس کے ذریعہ مسلمان اپنے اعمال اور اپنی زندگی کا احتساب و تجزیہ کر سکتے ہیں، اور ان قوموں اور سوسائٹیوں کے اثرات سے چھٹکارا پا سکتے ہیں، جن کے بیچ میں وہ رہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"(حج کے مقاصد میں) اس میراث کی حفاظت بھی ہے، جو سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسمٰعیلؑ نے ہمارے لئے چھوڑی ہے، اس لئے کہ یہ دونوں ملت حنیفی کے امام اور عرب میں اس کے مؤسّس اور بانی کہے جا سکتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی اسی لئے ہوئی تھی کہ ملت حنیفی آپ کے ذریعہ دنیا میں غالب آئے اور اس کا پرچم بلند ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ '' ملت ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کی۔(سورۂ حج : ۷۸)اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس ملت کے امام سے جو چیزیں ہم کو ورثہ میں ملی ہیں مثلاً خصائل فطرت اور مناسک حج، اس کی ہم حفاظت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قِفُوْا عَلٰی مَشَاعِرِکُمْ فَاِنَّکُمْ عَلٰی اِرْثٍ مِنْ اِرْثِ اَبِیْکُمْ ''

اپنے مشاعر(مقامات حج) پر ٹھہرو اس لئے کہ تم اپنے باپ کی ایک وراثت کے وارث ہو۔

(ارکانِ اربعہ:۳۰۴)

حضرت ابراہیمؑ کے قصہ کی حج میں تمثیل

حج کی سب سے نمایاں اور دلکش تصویر اور وہ روح جو اس کے تمام اعمال ومناسک میں جاری وساری نظر آتی ہے وہ عشق وشوریدگی، مرمٹنے اور قربان ہوجانے کا جذبہ ہے، اس میں جسم وعقل کی لگام دل اور جذبات کے حوالہ کردی جاتی ہے اور عشّاق ومحبین اور ان کے امام وپیشوا ابراہیم خلیل اللہ کی ہر ہر ادا کی نقل کی جاتی ہے، کبھی بیت اللہ کے طواف کا شوق ہوتا ہے، کبھی حجر اسود کا بوسہ، کبھی صفا ومروہ میں ماں کی مامتا اور جوش اضطراب کی اس طرح نقل کی جاتی ہے کہ جہاں وہ دوڑی تھیں اس جگہ دوڑا جاتا ہے، اور جہاں وقار ومتانت کے ساتھ چلی تھیں وہاں اسی طرح چلا جاتا ہے، پھر یوم الترویہ میں منیٰ روانگی کا حکم ہے، اس کے بعد عرفات کے میدان اور پہاڑی کے دامن میں ٹھہرنا اور دل کھول کر اور رو رو کر دعا ومناجات کی ہدایت ہے، رات مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے، اور اس کے بعد منیٰ واپسی ہوتی ہے، اور یہ سب حضرت ابراہیمؑ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید وپیروی میں کیا جاتا ہے۔

لیکن اس عشق ومحبت اور تقلید ونقل کی سب سے واضح تصویر رمی جمرات ہے جو صرف

ایک ایسے فعل کی تقلید ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے صادر ہوا تھا، عشاق ومحبین کی تقلید ایک متعدی طاقت ہے، اس کی نقل کرنے والے میں بھی وہی جذباتِ محبت منتقل ہوجاتے ہیں، اور گویا بجلی کے سوئچ یا پاور ہاؤس سے اس کا تعلق ہوجاتا ہے، جس سے تمام تاروں میں بجلی دوڑ جاتی ہے، اور پورے پورے شہر کو جگمگا دیتی، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو متوجہ کرنے کا بہترین اور بہت مؤثر ذریعہ ہے، جس نے اس محبت کا مزہ چکھا ہے، اس کے لئے اس منظر سے زیادہ پر کیف اور دل فریب منظر کوئی اور نہیں ہوسکتا، جب وفا شعار اور جاں نثار عشاق ومحبین اس کہانی کو دہرانے اور ان واقعات کی نقل کے لئے اس سرزمین میں جمع ہوتے ہیں جو ہزاروں سال پیشتر پیش آئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بقاء دوام اور قبول عام عطا فرمایا اور تمام مخلصین ومحبین سے اس کا مطالبہ کیا کہ وہ شیطان کو ذلیل کرنے ، ایمان کو مضبوط کرنے، اور ابراہیم خلیل الرحمٰن کی اقتدا و پیروی کے جذبہ کے ساتھ یہ ساری کہانی اسی طرح دہرایا کریں۔

(ارکانِ اربعہ: ۳۰۵)

حج کی فرضیت اس امت کے ساتھ خاص

صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی امت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گو حج کا رواج حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا۔

(علم الفقہ: ۷/۵)

حج کی فرضیت کی تاریخ

حج کی فرضیت ۹ھ کے آخر میں ہوئی (اکثر علماء اس طرف ہیں کہ حج کی فرضیت ٦ھ میں ہوئی مگر علامہ ابن عابدینؒ نے ردالمحتار میں لکھا ہے کہ ان علماء کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں اس قدر تاخیر کریں کہ حج

کی فرضیت تو ۶ھ میں ہوا اور آپ ﷺ ۱۰ھ پورے چار برس تک اس کی تعمیل نہ کریں قبیلۂ عبدالقیس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کو حج کا حکم نہیں دیا۔
(صحیح بخاری)

قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ حج کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا اور یہ واقعہ ۸ھ کا ہے اور حج ۹ھ میں فرض ہوا تھا۔ (فتح الباری: حاشیہ)

جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا تھا کہ

" ولله على النّاس حِجُّ البيت مَن استطاع اليه سبيلا "

ترجمہ: اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے یعنی اس شخص پر جو وہاں تک جا سکے، جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا۔

سال آئندہ یعنی ۱۰ھ میں نبی ﷺ نے اسی فرمان عالی شان کی تعمیل فرمائی۔ اور یہ آپ کا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے لقب سے مشہور ہے (ردالمحتار) فرضیت سے پہلے جب تک آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ فرمائی تھی بہت حج کئے تھے مگر فرضیت کے بعد اسی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی مفارقت سے دنیا کو بے نور کر دیا۔ **"فالى الله المشتكىٰ انا لله وانا اليه راجعون"**۔

(علم الفقہ: ۵/۷، شامی علی الدر: ۴۵۵/۲)

حج کا حکم

حج فرض ہے عمر بھر میں ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائیں جن سے حج فرض ہوتا ہے باوجود پائے جانے ان شرائط کے جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق گنہگار ہے اور جو شخص فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو علی الفور حج

کرنا فرض ہے، دوسرے سال تک اس میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔

(مراقی الفلاح، درمختار، علم الفقہ :۵/۱۷-۱۸، درمختار مع الشامی: ۲/۴۵۵، بدائع الصنائع: ۲/۱۱۸)

باب (۲۴)

حج کے فرائض کا بیان

حج کے فرض ہونے کی شرطیں؛

۱)......مسلمان ہونا، کافر پر واجب نہیں۔

۲)......حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا۔

۳)......بالغ ہونا؛ نابالغ بچوں پر فرض نہیں۔

۴)......عاقل ہونا؛ مجنون، مست، بیہوش پر حج فرض نہیں۔

۵)......آزاد ہونا؛ لونڈی غلام پر حج فرض نہیں۔

۶)......استطاعت؛ یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورتِ اصلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو۔ اور اس کے زادِ راہ اور سواری کے لئے کافی ہو جائے اور جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمّہ واجب ہے ان کے لئے بھی اس میں اس قدر چھوڑ جائے جو اس کے لوٹنے تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔

زادِ راہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہے جو اس کی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی وغیرہ کا عادی ہو اس کے لئے انہیں چیزوں کا ہونا ضروری ہے، اگر ایسے شخص کے پاس فقط اس قدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی اور دال وغیرہ کے لئے کافی ہو سکے تو وہ شخص زادراہ کا مالک نہ سمجھا جائے گا، سواری انہیں لوگوں کے لئے شرط ہے جو مکہ معظّمہ رہنے والے نہ ہو، مکہ مکرمہ اس

کے آس پاس رہنے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکے سواری کی شرط نہیں اور جو پیادہ نہ چل سکیں تو ان کے لئے بھی شرط ہے۔ (مراقی الفلاح)

۷)......ان سب شرائط کے ساتھ اس قدر وقت کا ملنا جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ معظّمہ تک رفتار معتاد سے پہنچ سکے۔ (ردالمحتار، علم الفقہ:۱۸/۵-۱۹، بدائع الصنائع:۱۲۰/۲)

شرائط مذکورہ کی نوعیت

یہاں تک جو شرائط بیان ہوئے وہ یہ تھے کہ اگر نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اس کے بعد جس وقت یہ شرائط پائے جائیں گے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور اب آگے جو شرائط بیان کئے جاتے ہیں وہ ایسے ہے کہ ان کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت رہے گی۔ ہاں بذات خود اس وقت حج کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے سے حج کرالینا یا وصیت کر جانا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائیں گے پھر بذاتِ خود حج کرنا پڑے گا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کرے گا تو دوبارہ نہ کرنا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

۸)...... بدن کا ایسے عوارض سے محفوظ ہونا جن کے سبب سے سفر نہ کر سکے پس اندھے اور لنگڑے، اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذاتِ خود حج کرنا فرض نہیں اسی طرح تمام ان امراض کو قیاس کرلو جو سفر سے باز رکھے۔

۹)......کسی بادشاہ ظالم کا خوف۔ یا کسی کی قید میں نہ ہونا۔

۱۰)......راستہ میں امن ہونا اگر راستہ میں ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ اس میں بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں بذاتِ خود حج کرنا فرض نہیں بلکہ اس امر کی وصیت کر جانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کرلیا جائے کافی ہے۔

۱۱)......عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور محرم کا موجود ہونا اور محرم کا عاقل بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور محرم دونوں میں شرط ہے۔

۱۲)......عورت کے لئے عدت کا نہ ہونا جو عورت عدت میں ہو خواہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی خواہ طلاق رجعی کی یا بائن کی بہرحال اس پر اس وقت حج فرض نہ ہوگا، اگر سفر کر چکنے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اس کا شوہر مر جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو اس کو دیکھنا چاہئے کہ جس مقام میں وہ ہے وہاں سے مکہ مکرمہ کی دوری بقدر مسافتِ سفر کے ہے یا اس کے وطن کی، اگر دونوں اس مقدار سے کم ہیں تو اس کو اختیار ہے چاہے مکہ مکرمہ جائے چاہے وطن واپس آئے، اگر ایک کم ہے اور دوسری زیادہ تو جو کم ہے اسی کو اختیار کرے یعنی اگر مکہ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہاں چلی جائے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے اور اگر دونوں کی دوری مسافت سفر کے برابر ہو تو اگر وہ مقام جہاں پر وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہیں ٹھہر جائے اور عدت پوری کرلے عدت کے پور کرنے کے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو تو وہ حج کے لئے جا سکتی ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دی ہو تو اس کے شوہر کو چاہئے کہ اس کو اپنے ہمراہ رکھے۔

(علم الفقہ: ۱۹/۵-۲۰-۲۱)

حج کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱)......مسلمان ہونا۔ کافر کا حج صحیح نہیں بعد اسلام کے اسکا پہلا حج کافی نہ ہوگا۔

۲)......حج کے تمام فرائض کا بجالانا اور مفسدات سے بچنا۔

۳)......زمانۂ حج میں حج کرنا اور اس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا مثلاً وقوف اپنے وقت میں۔ طواف اپنے وقت میں۔ حج کرنے کے مہینے یہ ہیں شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ۔

۴)......مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اسی مقام میں ادا کرنا جو اس کے معین ہے۔
مثلاً؛ طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا۔ وقوف عرفات کا عرفات میں ہونا وغیرہ ذالک۔

۵)......سمجھدار اور عاقل ہونا۔

۶)......جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا۔

(علم الفقہ: ۲۱/۵)

باب (۲۵)

فرائض حج کا بیان

حج کے اصل فرض تین ہیں:

۱)......احرام باندھنا یعنی دل سے حج کی نیت کرنا اور تلبیہ (لبیک الخ) پڑھنا، یا اللہ تعالیٰ کا کوئی اور ذکر کرنا جو تلبیہ کے قائم مقام ہو یا ہدی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا اور اس کو ہانکتے ہوئے حج کی طرف لے چلنا، اگرچہ لبیک نہ کہی ہو کیونکہ یہ بھی تلبیہ کے قائم مقام ہے۔

۲)......وقوفِ عرفات اپنے وقت میں ادا کرنا اگرچہ ایک ساعت ہو۔ اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن یعنی ۹/ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہونے سے ذرا پہلے تک باقی رہتا ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۶۹/۴، درمختار مع الشامی: ۴۶۷/۲، بدائع الصنائع: ۱۲۵/۲)

۳)......طوافِ زیارت کا اکثر حصّہ اپنے وقت اور اپنی جگہ میں کرنا اور رکن یعنی فرض ادا ہونے کے لئے طواف کا اکثر حصّہ کل کا قائم مقام ہو جاتا ہے پس طواف کے چار چکّر فرض ہیں اور باقی تین چکّر واجب ہیں جن کے ترک پر دم واجب ہوتا ہے۔ طوافِ زیارت کا وقت دسویں

ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور تمام عمر میں کسی بھی وقت کر لینا فرض ہے، لیکن قربانی کے دنوں میں اس کا ادا کرنا واجب ہے اور یہ دونوں یعنی وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت بالاجماع حج کے رکن ہیں، لیکن وقوفِ عرفات اصلی رکن ہے، یہ فوت ہوگیا تو حج فوت ہوگیا۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۰۷، بدائع الصنائع :۲/۱۲۵)

حج کے مطلق فرض دو ہیں

۴)......حج کے مطلق فرائض میں سے ایک فرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا تینوں فرائض کو ترتیب وار ادا کرے یعنی پہلے احرام کے وقت میں احرام باندھے، پھر وقوفِ عرفات کے وقت میں وقوفِ عرفات کرے، پھر طوافِ زیارت کے وقت میں طوافِ زیارت کرے۔

۵)......حج کے فرضوں کے ساتھ یہ بات بھی ملحق ہے کہ احرام کے باندھنے کے بعد سے وقوفِ عرفات تک جماع ترک کرنا، اس لئے کہ جماع مفسدِ حج ہے اور مفسد کا ترک کرنا فرض ہے۔ (عمدۃ الفقہ قدیم:۴/۰۷، شامی علی الدر:۲/۴۶۷)

رکن وقوف عرفات

وقوف کا حدودِ عرفات میں کسی جگہ اپنے وقت کے اندر ہونا وقوف کا رکن ہے، اگرچہ وقوف ایک لحظہ کے لئے ہی ہو اور خواہ کسی طرح سے ہو، یعنی خواہ وقوف کی نیت سے ہو، یا حج کی نیت سے، یا بغیر کسی نیت کے ہو اور خواہ اس کو اس بات کا علم ہو کہ یہ عرفات ہے اور اب وقوف کا وقت ہے، یا اس بات کا علم نہ ہو اور خواہ سوتے ہوئے ہو یا جاگتے ہوئے ہو، خواہ بیہوشی کی حالت میں ہو، یا افاقہ کی حالت میں، خواہ جنون کی حالت میں ہو یا عقل کی حالت میں، خواہ نشہ کی حالت میں ہو یا بغیر نشہ کی حالت کے، خواہ بغیر ٹھہرے گذرتے ہوئے یا دوڑتے ہوئے، اپنی مرضی سے ہو یا زبردستی سے، کسی دشمن وغیرہ سے بھاگتے ہوئے ہو یا کسی قرضدار کی تلاش میں

جاتے ہوئے ہو، وضو سے ہو یا بے وضو ہو، یا جنابت کی حالت میں یا حیض ونفاس کی حالت میں ہو، ننگا ہو یا لباس پہنے ہوئے ہو، کھڑا ہو یا بیٹھا ہوا ہو، دن میں ہو رات میں ہو، کسی بھی طرح ہو اس کا وقوف صحیح ہو جائے گا جبکہ وقوف کے وقت کے اندر ہو لیکن مقدار وقوف جو فرض ہے وہ لطیف سی ساعت ہے یعنی تھوڑا سا لمحہ ہے، اگر وقوف کے وقت میں ایک لحظہ کے لئے بھی حدودِ عرفات میں داخل نہ ہوا تو وقوف ادا نہ ہوا۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۲۱۱، بدائع الصنائع :۲/۱۲۵)

رکن رمی

اکثر عدد رمی کا کرنا یعنی سات کنکریوں میں سے چار یا زیادہ کنکریوں کا مارنا، اگر کسی نے پوری سات کنکریاں نہیں ماریں بلکہ کم ماری تو اگر چار یا زیادہ کنکریاں ماریں اور تین یا اس سے کم چھوڑ دیں تو اس پر جزا واجب ہوگی؛ یعنی ہر کنکری کے بدلہ میں نصف صاع گندم دینا واجب ہوگا، اور اگر اکثر حصّہ چھوڑ دیا یعنی تین یا اس سے کم کنکریاں ماریں اور چار یا زیادہ کنکریاں چھوڑ دیں تو اس کی رمی صحیح نہیں ہوگی اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے بالکل رمی نہیں کی پس اس پر دم واجب ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ :۴، ۲۴۰/، شامی علی الدر :۲/۵۱۳)

ارکانِ طوافِ زیارت

طوافِ زیارت کے ارکان تین ہیں:

۱)......طواف کا اکثر حصّہ یعنی چار یا زیادہ چکّر کرنا۔

۲)...... بیت اللہ کے اندر سے نہ ہونا بلکہ بیت اللہ کے گرد اگرد ہونا۔

۳)......طواف خود کرنا خواہ اس کو کوئی شخص اٹھائے ہوئے ہو یا اونٹ وغیرہ سواری پر سوار ہو کر کرے۔

پس طوافِ زیارت میں نیابت جائز نہیں ہے؛

لیکن ان پانچ شخصوں کے حق میں نیابت جائز ہے۔

۱)......بیہوش۔

۲)......سویا ہوا مریض۔

۳)......احرام باندھنے سے پہلے کا مجنون جبکہ اس کا جنون طوافِ زیارت ادا کرنے تک قائم رہے۔

۴)......بے سمجھ بچہ۔

۵)......بالغ مجنون یعنی جو جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو جبکہ بچہ اور بالغ مجنون کی طرف سے ان کے ولی نے احرام باندھا ہو۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۲۵۲، بدائع الصنائع:۲/۱۲۸)

رکن سعی

رکن سعی ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ سعی کا صفا و مروہ کے درمیان میں ہونا یعنی صفا و مروہ کی اصل چوڑائی سے ادھر اُدھر نکل کر سعی نہ کرے۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۲۸۵، بدائع الصنائع:۲/۱۳۴)

حج کے فرائض کا حکم

فرائض حج کا ایک حکم یہ ہے کہ جب ان سب فرائض کو ادا کیا جائے گا تو حج صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ پس اگر ان فرضوں میں سے کسی ایک فرض کو بھی ترک کردے گا تو اس کا حج صحیح ادا نہیں ہوگا اور دم (قربانی) دینے سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوگی کیونکہ دم (قربانی) دینا واجب کے کفارہ کے لئے ہے فرض کے لئے نہیں۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ جب تک سب فرائض ادا نہ کئے جائیں یعنی جب تک کوئی ایک فرض بھی اس کے ذمہ باقی رہے گا وہ شخص پوری طرح احرام سے باہر نہیں ہوگا۔ پس اگر کسی شخص سے وقوفِ عرفات فوت ہوگیا تو اس کو چاہئے کہ عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام سے باہر ہو جائے۔ اور اگر اس کا وقوفِ عرفات ادا ہوگیا تو جب تک وہ طوافِ زیارت نہ کرلے اس کا احرام عورتوں کے حق میں باقی رہ جائے گا؛ یعنی اس کو عورت سے جماع حلال نہیں ہوگا اگر چہ حلق (سر منڈانے) کے بعد وہ جماع کے علاوہ احرام کے اور لوازم سے حلال ہوگیا ہے۔

(عمدۃ الفقہ قدیم: ۷۰/۴)

باب (۲۶)

عمرہ کے فرائض کا بیان

عمرہ کے فرائض ۲/ ہیں؛

۱)......طواف۔

(۲)......احرام۔

(عمدۃ الفقہ: ۳۰۸/۴، بدائع الصنائع: ۲۲۷/۲)

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج وغیرہ کے متعلق چالیس حدیثیں

حج کے شرائط

(۱) عن ابن عمرؓ قال جاء رجلٌ الیٰ النبی ﷺ فقال یارسولَ اللہِ مایُوجِبُ الحجَّ قال الزَّادُ وَالرَّاحلَۃُ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۲ معارف الحدیث:۴/۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے پوچھا کہ: کیا چیز حج کو واجب کردیتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سامانِ سفر اور سواری۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث:۴/۱۹۴)

حج کی فضیلت

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کیومٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۱ معارف الحدیث:۴/۱۹۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوکر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث :۴/۱۹۴)

حج مقبول کا بدلہ

(۳) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ العمرۃُ الی العُمْرۃِ کَفَّارۃٌ

لِمَا بَینھماوالحجُ المبرُور لیس لہٗ جزاءٌ اِلّا الجَنَّۃ. (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۱، معارف الحدیث:۴/۱۹۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا اور ''حج مبرور''۔ (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث:۴/۱۹۵)

حج اور عمرہ کی فضیلت

(۴)عن ابن مسعودٍؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تابعُوا بین الحَجِّ والعُمرۃِ فانھما ینفیان الفَقْرَ والذُّنُوْبَ کماینفی الکِیرُ خبُثَ الحدید والذّھبِ وَالفضَّۃِ ولَیسَ للحجَّۃِ المبرُورۃِ ثَوابٌ اِلَّا الجَنَّۃُ. (رواہ الترمذی والنسائی، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۲، معارف الحدیث:۴/۱۹۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ، کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سُنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور ''حج مبرور'' کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔

(جامع ترمذی، سنن نسائی، معارف الحدیث:۴/۱۹۶)

حجاج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں

(۵)عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ انّہ قال الحاجُّ والعُمّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ استغفروہُ غَفَرَلَھُم. (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۲ معارف الحدیث:۴/۱۹۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے اور وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔

(سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: ۲۲۲/۱، معارف الحدیث: ۱۹۶/۴)

حج سے واپسی پر حاجی سے دعا کی درخواست کریں اور اس سے مصافحہ کریں

(۶) عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا لقیتَ الحاجَّ فَسَلِّمْ علیه وصافِحهُ وَمُرهُ ان یستغفِرَلک قبل ان یَدْخُلَ بیتَهٗ فَاِنَّهٗ مغفورٌلهٗ. (رواہ احمد، مشکوٰۃ شریف: ۲۲۳/۱، معارف الحدیث: ۴، ۱۹۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہونچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعاء کے لئے کہو کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث: ۱۹۷/۴)

حاجی اور عمرہ کرنے والا مر جائے تو بھی اس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا

(۷) عن ابی هریرةؓ مَنْ خرجَ حَاجًّا او معتمرًا او غازیاً ثم ماتَ فی طریقهٖ کتب اللهُ لهٗ اَجْرَ الغازی والحاجِّ والمعتَمِرِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف: ۲۲۳/۱، معارف الحدیث: ۱۹۷/۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلا پھر راستہ ہی میں اس کو موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے وہی اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں

کے لئے مقرر ہے۔ (شعب الایمان للبیھقی ،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۳،معارف الحدیث:۴/۱۹۷)

احرام سے پہلے غسل سنت ہے

(۸)عن زید ابنِ ثابتٍ اَنّه رأى النبی ﷺ تَجرَّدَ لِاھلالہٖ واغتسل (رواہ الترمذی والدارمی،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۳،معارف الحدیث:۴/۲۰۶)

ترجمہ:-حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا احرام باندھنے کے لئے۔

(جامع ترمذی،مسند دارمی،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۳،معارف الحدیث:۴/۲۰۶)

احرام کا پہلا تلبیہ کس وقت پڑھیں

(۹)عن عبدالله بن عُمَرَؓ قال کانَ رسولُ الله ﷺ اِذا اَدخلَ رِجلَهٗ فِی الغَرزِ واستَوَتْ بهٖ نَاقتُهٗ قائمةً اَھلّ مِن عندِ مسجد ذی الحلَيفَةِ . (رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۳،معارف الحدیث۴/۲۰۸)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ (ذوالحلیفہ کی مسجد میں دورکعت نماز پڑھنے کے بعد) جب آپ مسجد کے پاس ہی ناقہ کی رکاب میں پاؤں رکھتے اور ناقہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو اس وقت آپ احرام کا تلبیہ پڑھتے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۳،معارف الحدیث:۴/۲۰۸)

تلبیہ بلند آواز سے پڑھا جائے

(۱۰)عن خلاد بن السائب عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ اَتانِی جِبرئیلُ فامَرَنِی اَن اٰمُرَ اصحابی ان یّرفعوا اَصواتَھُم با لاھلا ل او التَلبيَةِ.

(رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی،مشکوٰۃ:۱/۲۲۳،معارف الحدیث:۴/۲۰۹)

ترجمہ: حضرت خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہونچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔
(مؤطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۳، معارف الحدیث: ۴/۲۰۹)

تلبیہ کی فضیلت

(۱۱) عن سهل ابن سَعْدٍ قال قال رسول الله ﷺ مامِن مسلم يُلَبّى اِلا لَبّى مَن عَن يَمينِهٖ وشِمالِهٖ مِن حَجَرٍ اَو مَدَرٍ حَتى تنقطِعَ الارضُ مِن هٰهُنا وهٰهُنا. (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۳، معارف الحدیث: ۴/۲۱۰)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا مومن ومسلم بندہ جب حج یا عمرہ کا تلبیہ پکارتا ہے۔ تو اس کے داہنی اور بائیں طرف اللہ کی جو بھی مخلوق ہوتی ہے خواہ وہ بے جان پتھر اور درخت یا ڈھیلے ہی ہوں وہ بھی اس بندے کے ساتھ لبیک کہتی ہیں یہاں تک کہ زمین اِس طرف اور اُس طرف سے تمام ہو جاتی ہے۔
(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۳، معارف الحدیث: ۴/۲۱۰)

آپ ﷺ نے قربانی ازواجِ مطہرات کی طرف سے کی

(۱۲) عن جابرٍ قال نَحَر النبیُ ﷺ عن نسائِهٖ بقرةً فی حجّتهٖ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۳۱، معارف الحدیث: ۴/۲۳۸)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۳۱، معارف الحدیث: ۴/۲۳۸)

سوار ہو کر طواف کر سکتے ہیں

(۱۳) عن ابن عباسؓ قال طَافَ النبی ﷺ فی حَجّۃِ الوِدَاعِ عَلیٰ بعیر یستلم الرُّکنَ بِمِحْجَنٍ. (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۷، معارف الحدیث: ۴/۲۴۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوادع میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھے اسی سے آپ حجرِ اسود کا استلام کرتے تھے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۷، معارف الحدیث: ۴/۲۴۷)

طواف میں ذکر اور دعاء

(۱۴) عن عبد اللہ ابن السَّائِب قال سَمِعتُ رَسولَ الله ﷺ یقولُ مابینَ الرُکنَینِ رَبَّنَا اٰتِنَا فی الدنیا حَسَنَۃً وفی الاٰخرۃِ حسنۃً وَقِنَا عَذابَ النار. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۷، معارف الحدیث: ۴/۲۵۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سائبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (طواف کی حالت میں) رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھتے ہوئے سنا: ''**رَبَّنَا اٰتِنَا فی الدنیا حَسَنَۃٍ وفی الاٰخرۃِ حسنۃً وَقِنَا عَذابَ النار**''

(سنن ابی داؤد، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۲۷، معارف الحدیث: ۴/۲۵۳)

رمی جمار کا مقصد

(۱۵) عن عائشۃؓ عن النبی ﷺ قال اِنّما جُعِلَ رَمیُ الجمارِ والسعی بین الصفا والمَرْوۃِ لِاقامۃِ ذِکرِ الله. (رواہ الترمذی والدارمی، مشکوٰۃ شریف: ۱/۲۳۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمرات پر کنکریاں پھینکنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور پھیرے لگانا یہ ذکر اللہ کی گرم بازاری کے وسائل ہیں۔

(جامع ترمذی، سنن دارمی، مشکوٰۃ شریف: ۲۳۱/۱، معارف الحدیث: ۲۵۷/۴)

رمی جمار کے اوقات

(۱۶) عن جابرٍؓ قال رمیٰ رسولُ الله ﷺ الجَمرَةَ یومَ النَّحرِ ضُحیً وامّا بعدَ ذالکَ مَا ذا زالَتِ الشَمسُ . (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: ۲۳۱/۱، معارف الحدیث: ۲۵۸/۴)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی، اور اس کے بعد ایامِ تشریق میں جمرات کی رمی آپ نے زوالِ آفتاب کے بعد کی۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۲۳۱/۱، معارف الحدیث: ۲۵۸/۴)

آپ ﷺ کی ایک پیشینگوئی

(۱۷) عن جابرٍؓ قال رَأیتُ النبی ﷺ یَرمی عَلیٰ راحِلَتِہٖ یومَ النحرِ وَیقولُ لِتاخذوا مَنَا سککُم فانی لا ادری لَعَلِّی لَا اَحَجُّ بعد حَجَّتی ھٰذہٖ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۲۳۰/۱)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (۱۰/ ذی الحجہ کو) اپنی ناقہ پر سے رمی کرتے ہوئے دیکھا آپ اس وقت فرما رہے تھے کہ تم مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شاید اس حج کے بعد میں کوئی اور حج کروں۔ (اور پھر تمہیں اس کا موقع نہ ملے)

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: ۲۳۰/۱، معارف الحدیث: ۲۵۹/۴)

طواف زیارت کا طریقہ

(۱۸)عن ابن عباسٍ ان النبی ﷺ لَم یَرمُلُ فی السَبعِ الذی اَفَاضَ فیہِ۔
(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۳۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا (یعنی پورا طواف عادی رفتار سے کیا)۔
(سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۳۵، معارف الحدیث:۴/۲۶۵)

طواف زیارت کا وقت

(۱۹)عن عائشة و ابن عبّاسٍ ان رسولَ الله ﷺ اَخَّرَ طوافَ الزیارةِ یومَ النَّحرِ الیٰ اللیل. (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۳۵، معارف الحدیث : ۴/۲۶۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو مؤخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دے دی) دسویں ذی الحجہ کی رات تک۔
(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۳۵، معارف الحدیث:۴/۲۶۵)

طواف وداع کا حکم

(۲۰)عن الحارث الثَّقَفِی قال رسولُ اللهِ ﷺ من حَجَّ هٰذا البیتَ او اعتمَرَ فَلیَکُن اٰخِرُ عَهدِهِ الطواف بالبیت. (رواہ احمد، معارف الحدیث:۴/۲۶۷)

ترجمہ: حضرت حارث ثقفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیئے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔

(مسند احمد، معارف الحدیث:۴/۲۶۷)

مکہ کی عظمت

(۲۱)عن جابرؓ قال سَمِعتُ النبی ﷺ یقول لایَحِلُّ لِاَحدٍ ان یَحْمِلَ بِمَکَّۃَ السلاحَ. (رواہ مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۸/۱،معارف الحدیث:۲۷۵/۴)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔

(صحیح مسلم،مشکوٰۃ شریف: ۲۳۸/۱،معارف الحدیث:۲۷۵/۴)

مکہ سے آپ ﷺ کی محبت

(۲۲)عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لِمَکّۃ مَا اَطْیَبَکِ مِن بَلَدٍ واحَبَّکِ اِلَیَّ ولَولَا اَنَّ قومِی اَخرَجونی مِنکِ مَا سَکَنتُ غیرَکِ. (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف:۲۳۸/۱،معارف الحدیث:۲۷۹/۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو کس قدر پاکیزہ اور دل پسند شہر ہے اور تو مجھے کتنا محبوب ہے اور اگر میری قوم نے مجھے تجھ سے نکالا نہ ہوتا تو میں تجھے چھوڑ کے کسی اور جگہ نہ بستا۔

(جامع ترمذی،مشکوٰۃ شریف:۲۳۸/۱،معارف الحدیث:۲۷۹/۴)

مدینہ کا دوسرا نام طابہ ہے

(۲۳)عن جابرِ بنِ سَمُرَۃَ قال سَمِعتُ رسولَ اللہِ ﷺ یقولُ اِن اللّٰہَ سَمّٰی المدِینَۃَ طَابَہ. (رواہ مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۹/۱،معارف الحدیث:۲۸۰/۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے،آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ’’طابہ رکھا‘‘۔ (صحیح مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۹/۱،معارف

الحدیث:۴/۲۸۰)

مدینہ کو وطن بنانے کی فضیلت

(۲۴)عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لایصبر علیٰ لاواءِ المدینہِ وشدتِھا احدٌ مِن اُمَّتِی اِلّا کُنتُ لہٗ شفیعاً یومَ القیٰمۃِ. (رواہ مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۹/۱،معارف الحدیث:۴/۲۸۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا جو امتی مدینہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کر کے وہاں رہے گا، میں قیامت کے دن اس کی شفاعت اور سفارش کروں گا۔ (صحیح مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۹/۱،معارف الحدیث:۴/۲۸۲)

قرب قیامت میں غلط لوگوں کو مدینہ طیبہ باہر نکال پھینکے گا

(۲۵)عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتقوم الساعۃُ تَنفِی المدینۃُ شِرارھا کماینفی الکِیرُ خَبَثَ الحدید. (رواہ مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۳۹/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مدینہ اپنے فاسد اور خراب عناصر کو اس طرح باہر نہ پھینک دے گا جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

(صحیح مسلم،مشکوٰۃ شریف:۲۴۰/۱،معارف الحدیث:۴/۲۸۴)

مدینہ میں انتقال کرنے والے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت

(۲۶)عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنِ استطاعَ اَن یَّموتَ باالمدینۃفَلیمُتْ بِھا فانِّی اَشْفَعُ لِمَن یَمُوتُ بِھَا. (رواہ احمد والترمذی،مشکوٰۃ شریف:۲۴۰/۱،معارف الحدیث:۴/۲۸۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ کہ جو اس کی کوشش کر سکے کہ مدینہ میں اس کی موت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ (اس کی کوشش کرے اور) مدینہ میں مرے میں ان لوگوں کی ضرور شفاعت کروں گا جو مدینہ میں مرینگے (اور وہاں دفن ہونگے)۔

(مسند احمد جامع ترمذی، مشکوٰۃ شریف: ۲۴۰/۱، معارف الحدیث: ۲۸۵/۴)

ریاض الجنہ اور منبر رسول ﷺ کی فضیلت

(۲۷) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مابَینَ بَیتِی ومِنبرِی روضۃٌ مِن ریاضِ الجنَّۃِ ومِنبرِی عَلیٰ حَوضِی. (رواہ البخاری ومسلم، صحیح بخاری: ۲۵۳/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے، اور میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث: ۲۹۱/۴)

روضۂ اقدس کی زیارت کی فضیلت

(۲۸) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ حَجَّ فزارَ قَبرِی بَعْدَ مَوتِی کَانَ کَمَنْ زارنِی فی حَیَاتی.. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان والطبرانی فی الکبیر والاوسط، مشکوٰۃ شریف: ۲۴۱/۱، معارف الحدیث : ۲۹۳/۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ انہی لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

(شعب الایمان للبیہقی، معجم کبیر ومعجم اوسط للطبرانی، مشکوٰۃ شریف: ۲۴۱/۱، معارف الحدیث: ۲۹۳/۴)

قبر اطہر کی زیارت سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت

(۲۹) عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ مَن زارَ قَبری وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِی۔ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ والدار قطنی للبیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(صحیح ابن خزیمہ، سنن دارقطنی، شعب الایمان للبیہقی معارف الحدیث: ۲۹۴/۴)

حج فرض میں جلدی کریں

(۳۰) عن ابن عباسٍؓ قال قال رسول الله ﷺ مَن اراد الحج فلیتعجل.

(رواہ ابوداؤد والدارمی، مشکوٰۃ شریف: ۲۲۲/۱، فضائل حج: ۲۴)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔

(فضائل حج: ۲۴/حضرت شیخ زکریاؒ)

سب سے افضل حج کونسا ہے؟

(۳۱) عن ابن عمرؓ قال سأل رَجلٌ رسولَ الله ﷺ فَقَالَ مَا الحاج قال الشعِثُ التفل فقام اٰخر فقال یارسول الله ای الحج اَفْضَلُ قال العَجُّ وَالثجُّ .

(مشکوٰۃ شریف: ۲۲۲/۱، فضائل حج: ۵۹)

ترجمہ: ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ حاجی کی کیا شان ہونا چاہئے حضور ﷺ نے فرمایا؛ بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہو۔ پھر دوسرے صحابیؓ نے سوال کیا کہ حج کونسا افضل ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: جس میں خوب (لبیک کے ساتھ) چلاّنا ہو اور قربانی کا خوب خون بہانا ہو۔ (فضائل حج: ۵۹، مشکوٰۃ شریف: ۲۲۲/۱)

مدینہ طیبہ کی فضیلت

(۳۲)عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قَالَ اِنَّ الایمان لیارز اِلیٰ المدینۃِ کماتا رز الحیۃ الیٰ جحرھا. (رواہ البخاری، بخاری شریف:۲۵۲/۱،فضائل حج: ۱۵۴)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھینچ کر آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آجاتا ہے۔

(بخاری شریف ۲۵۲/۱،فضائل حج ۱۵۴)

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ کیلئے خصوصی دعاء

(۳۳)عن انسؓ عن النبی ﷺ قال اَللّٰھم اجعَل بالمدینۃِ ضعفی مَا جعلتَ بِمَکَّۃَ مِن البَرکۃِ . (متفق علیہ، بخاری شریف:۲۵۳/۱،مشکوٰۃ شریف:۲۴۰/۱،فضائل حج:۱۵۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ حضور اقدس ﷺ کی یہ دعاء نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔

(مشکوٰۃ شریف:۲۴۰/۱،فضائل حج:۱۵۴)

مدینہ منورہ میں رہنے والوں کی فضیلت

(۳۴)عن سعدؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایکید اھل المدینۃ احدٌ اِلّا اَنماعَ کمایَنمَاع الملحُ فی الماء . (متفق علیہ، بخاری شریف:۲۵۲/۱،مشکوٰۃ شریف: ۲۴۰/۱،فضائل حج:۱۵۶)

ترجمہ: حضرت سعدؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی مدینہ منورہ

کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کریگا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف:۱/۲۴۰، فضائل حج:۱۵۶)

مدینہ کی مٹی میں امراض کی شفاء ہے

(۳۵)عن عائشةؓ ان النبی ﷺ کان یقول للمریض بسمِ اللہِ تُربَةُ أَرْضِنَا بِریقَةِ بَعْضِنَا یشفِی سَقِیمَنا. (رواہ البخاری، فضائل حج:۱۵۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مریض کیلئے فرمایا کرتے تھے:'' **بسمِ اللہِ تُربَةُ أَرْضِنَا بِریقَةِ بَعْضِنَا یشفِی سَقِیمَنا**'' دعاء کا ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفاء دیتی ہے۔
(فضائل حج:۱۵۷)

رمضان میں عمرہ کا ثواب

(۳۶)عن ابن عباسٍ قال قال رسولُ اللہ ﷺ اِنّ عمرةً فی رمضانَ تعدِلُ حَجَّةً. (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم، مظاہر حق جدید:۲/۲۶۳)

تارک حج کیلئے وعید

(۳۷)عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاصَرورةَ فی الاسلام ۔(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف:۱/۲۲۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرورت (یعنی وہ جس نے حج نہ کیا ہو) اسلام میں داخل نہیں۔ (ابوداؤد، مظاہر حق جدید:۲/۲۷۲)

احرام کی حالت کا حکم

(۳۸)عن ابی ایّوبَ ان النبی ﷺ کانَ یغسِل رأسَهٗ وھومحرِمٌ . (متفق علیہ،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۳۵)

ترجمہ:حضرت ابوایوبؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر مبارک دھوتے تھے۔ (بخاری ومسلم،مظاہرحق جدید:۳/۳۷۱)

حجر اسود جنت سے اترا ہے

(۳۹)عن ابن عباسٍ قال قال رسول اللہ ﷺ نزل الحجرُ الاسودُ مِنَ الجنَّةِ وَھُوَ اَشدبیاضاً مِن اللّبنِ فسوَّدتُهُ خطایا بنی اٰدمَ . (رواہ احمد والترمذی،مشکوٰۃ:۱/۲۲۷)

ترجمہ:حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ’’ حجر اسود بہشت سے اترا ہے یہ پتھر پہلے دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر ابن آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا ہے۔ (احمد وترمذی،مظاہرحق جدید:۳/۳۱۲)

مدینہ طیبہ سے آپ ﷺ کی شدید محبت

(۴۰)عن انسٍؓ ان النبی ﷺ کان اذا قَدِمَ مِن سفرٍ فنظر الیٰ جُدراتِ المدینةِ اَوْضَعَ راحِلَهٗ وان کان دابّةٍ حَرَکھا مِن حُبِّھا. (رواہ البخاری، بخاری شریف :۱/۲۵۳،مشکوٰۃ شریف:۱/۲۴۰)

ترجمہ:حضرت انسؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس ہوتے تو مدینہ منورہ کی دیواریں (یعنی اس کی عمارتیں) دیکھ کر اپنے اونٹ کو دوڑانے لگتے اور اگر گھوڑے یا خچر پر سوار ہوتے تو اس کو تیز کردیتے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کو مدینہ سے محبت تھی۔

(بخاری شریف،مظاہرحق جدید:۳/۴۰۹)

باب (۲۷)

متفرق فرائض کا بیان

علامہ شامیؒ نے چند چیزوں کا علم فرض قرار دیا:

دین کے قائم کرنے میں جن باتوں کی ضرورت ہوتی ہوان تمام باتوں کا علم:

۱)......اخلاص کا علم۔

۲)......وضو کا علم۔

۳)......غسل کا علم۔

۴)......نماز کا علم۔

۵)......روزہ کا علم۔

۶)......زکوٰۃ کا علم۔

۷)......حج کا علم جس پر واجب ہوا ہو۔

۸)......تاجروں پر بیع کا علم۔

۹)......جولوگ جو پیشے اختیار کئے ہوئے ہوں ان پیشوں کا علم۔

(شامی علی الدر: ۴۲/۱)

اسی طرح علامہ شامی نے اس کے علاوہ تبیین المحارم کے حوالہ سے اور کئی چیزوں کا علم فرض عین قرار دیا ہے۔

فرمایا ہے؛ "**لاشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس**":

۱)...... پانچوں فرائض کا علم۔

۲)......اسی طرح علم الاخلاص۔

۳)......علم الحلال۔

۴)......علم الحرام۔

۵)......ریاء کا علم۔

۶)......حسد کا علم۔

۷)......عجب کا علم۔

۸)......بیع کا علم۔

۹)......شراء کا علم۔

۱۰)......نکاح کا علم۔

۱۱)......طلاق کا علم۔

۱۲)......الفاظ محرمہ کا علم۔

۱۳)......ان الفاظ کا علم جن کے ذریعہ کفر لازم آتا ہو۔

ریاء کا علم اس لئے ضروری ہے کہ عابد ریاء کی وجہ سے ثواب سے محروم ہوگا اور حسد اور عجب کا علم اس لئے ضروری ہے کہ وہ عمل کو ایسا ہی کھا لیتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(شامی علی الدر: ۴۲/۱)

قرآن مجید کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے

انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی اپنی مقدر بھر قرآن کریم میں اشتغال اور اس کو حاصل کرنا ہے اور سب سے بڑی شقاوت و بد نصیبی اس سے اعراض کرنا اور اسے چھوڑنا ہے اسلئے ہر مسلمان کو اس کی فکر فرض عین اور ضروری ہے کہ قرآن کریم کو صحت لفظی کے

ساتھ پڑھیں اور اپنی اولاد کو پڑھانے کی کوشش کریں اور پھر جس قدر ممکن ہو اس کے معانی اور احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اس کو اپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائیں اور اپنے حوصلے اور ہمت کے مطابق اس کا جو حصہ بھی نصیب ہو جائے اس کو اس جہاں کی سب سے بڑی نعمت سمجھیں۔ (معارف القرآن:۱/۵۹)

نماز میں قرآن کی اصل عبارت پڑھنا فرض ہے

اصل قرآن مجید کی عبارت جو نبی ﷺ سے متواتر منقول ہے اسی کا پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ اگر اس کا ترجمہ کر کے کسی زبان میں پڑھا جائے گا تو نماز نہ ہوگی، حتیٰ کہ اگر خود عربی زبان کا لفظ جو نبی ﷺ سے بتواتر منقول نہ ہو اس کے پڑھنے سے بھی نماز نہیں ہوتی، گو وہ لفظ قرآنی کا مرادف ہو۔ (علم الفقہ :۲/۳۰، بدائع الصنائع :۱/۱۱۲)

حلال روزی کی تلاش کرنا

کسبِ حلال کی تلاش و فکر فرض ہے۔ (معارف الحدیث: ۷/۶۵)

کھانا پینا بقدر ضرورت فرض ہے

اول یہ کہ کھانا پینا شرعی حیثیت سے بھی انسان پر فرض و لازم ہے باوجود قدرت کے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے یہاں تک کہ مر جائے یا اتنا کمزور ہو جائے کہ واجبات بھی ادا نہ کر سکے تو یہ شخص عنداللہ مجرم اور گنہگار ہوگا۔ (معارف القرآن:۳/۵۴۴)

نکاح ایک حالت میں فرض ہے

نکاح اس حالت میں فرض ہے جبکہ آدمی کا زنا میں مبتلاء ہونے کا یقین ہو اور وہ مہر نان ونفقہ پر قادر ہو۔ (بدائع الصنائع:۲/۲۲۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الواجبات

باب (۱)

واجب کی تعریف اور حکم کا بیان

واجب:

واجب وہ حکم ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو یعنی اس دلیل سے جس میں دوسرا ضعیف احتمال بھی ہو جیسے ذو معنی آیت وحدیث احاد اور مجتہد کے قیاس سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہے، اور اس بلا عذر ترک کرنے والا بھی فاسق اور سخت عذاب کا مستحق ہے لیکن فرض سے کم۔ پس فرض اور واجب میں فرق فقط اعتقاد کی راہ سے ہے کہ فرض کا منکر کافر ہے اور واجب کا منکر کافر نہیں بلکہ فاسق ہے۔

لیکن عمل میں جیسا وہ ضروری ہے ویسا ہی یہ بھی ضروری ہے اسی لئے ان کو فرض وواجب اعتقادی بھی کہتے ہیں، اور اس لحاظ سے فرض وواجب کی ایک قسم عملی ہے یعنی جو دلیل قطعی ایسی نہ ہو جس سے کفر لازم آئے مگر مجتہد کی نظر میں شرعی دلائل کی رو سے پختہ یقین ہے کہ اس کے کئے بغیر آدمی بری الذمہ نہ ہوگا اس کا بے وجہ انکار فسق وگمراہی ہے، ہاں دلائل میں نظر رکھنے والا مجتہد دلائل شرعیہ سے اس کا انکار کرسکتا ہے لیکن مقلد کو بلاضرورتِ شرعی اپنے امام کے خلاف کرنا جائز نہیں جیسے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا، اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، نیز وضو میں بسم اللہ اور نیت حنفیہ کے نزدیک سنت

ہے اور حنبلیہ اور شافعیہ کے نزدیک فرض ہے ان کے علاوہ فرض عملی کی بہت سی مثالیں ہیں اور اسی طرح واجب کی مثالیں بھی کتب فقہ میں درج ہیں وہاں ملاحظہ کریں۔

(عمدۃ الفقہ :۱/۹۰، شامی علی الدر:۱/۴۵۶، طحطاوی جدید:۲۴۷، قواعد الفقہ :۵۳۹)

واجب کا حکم

وہ فعل ہے جس کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بلا کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑ یا اور جو شخص اس کو ہلکا سمجھ کر چھوڑے وہ گمراہ ہے اور منکر اس کا کافر نہیں۔

(علم الفقہ :۱/۴۸ عمدۃ الفقہ :۱/۸۸، شامی علی الدر:۱/۴۵۶، طحطاوی جدید ۲۴۷، قواعد الفقہ : ۵۳۹)

باب (۲)

واجباتِ اسلام کا بیان

واجباتِ اسلام یہ ہیں:

۱)......نماز وتر۔

۲)......عمرہ اور وہ اس طرح ہے کہ پہلے احرام باندھے اور خانۂ کعبہ کا طواف کرے پھر صفا مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار سعی کرے، اس کے بعد سر کو منڈوا کر یا کترا کر احرام سے باہر ہو جائے اور عمرہ تمام سال میں جائز ہے، مگر حج کے دنوں میں جو عرفہ کے روز سے آخر ایام تشریق یعنی تیرھویں ذی الحجہ تک ہیں ان میں عمرہ ادا کرنا مکروہ ہے، عمرہ کا واجب ہونا مشہور ہے لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ سنت ہے۔ (عمدۃ الفقہ، شامی علی الدر:۲/۴۷۲)

۳)......غنی کے لئے صدقۂ فطر ادا کرنا اپنی طرف سے بھی اور چھوٹی اولاد کا بھی جن کا وہ کفیل ہے۔ (عمدۃ الفقہ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۷۲۳)

۴)......غنی کے لئے بقرعید (عید الاضحیٰ) کی قربانی کرنا۔ (عمدۃ الفقہ، طحطاوی: ۵۳۷)

۵)......اپنے خویشوں کا جبکہ وہ عاجز ہوں نفقہ دینا۔

۶)......ماں باپ کی خدمت اور زیارت کرنا۔

۷)......عورت پر خاوند کی خدمت کرنا۔

۸)......جب کسی پیغمبر کا نام سنے یا پڑھے تو اس طرح درود کہے: ''صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ'' بعض کے نزدیک ہر بار پڑھنا واجب ہے، بعض کے نزدیک تین بار اور بعض کے نزدیک ایک بار واجب ہے اور بعض کے نزدیک مطلقاً واجب ہی نہیں بلکہ ہر بار مستحب ہے۔

۹)......جب رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سنیں یا پڑھیں تو درود شریف یعنی صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کوئی صیغہ کہنا پہلی دفعہ واجب ہے اور ہر بار مستحب ہے۔

(عمدۃ الفقہ ۹۳/۱، فضائل درود شریف)

۱۰)......جب کسی صحابی کا نام سنے یا پڑھے تو رضی اللہ عنہ کہے، یہ بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک مستحب ہے اور یہی قول معتبر ہے۔

(عمدۃ الفقہ، معارف القرآن ۸۱/۸-۳۰۰)

۱۱)......ذوی الارحام محرموں کے ساتھ صلۂ رحمی واجب ہے اور نامحرم ذوی الارحام کے ساتھ سنت ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۲)......ہمسایہ کا حق ادا کرنا یعنی ان پر ظلم نہ کرنا اور ان کو نفع پہونچانا۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۳)......غلام کے اوپر اپنے آقا کی خدمت کرنا اور آقا پر اپنے غلام کو اچھی طرح رکھنا۔

۱۴)......طواف کعبہ کے لئے وضو کرنا۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۳۳، مراقی الفلاح: ۷۹، کبیری: ۱۳۰، عالمگیری: ۹/۱)

۱۵)......اگر کافر جنبی مسلمان ہوتو اس کو غسل کرنا اگر جنبی نہ ہو تو مستحب ہے۔

(عمدۃ الفقہ ، عالمگیری:۱/۱۶)

۱۶)......وہ بالغ جو بلحاظِ عمر بالغ ہو اور اس کے بعد اس کو احتلام ہو اگر احتلام کے ساتھ بالغ ہوا تو فتویٰ اس پر ہے کہ اس پر بھی غسل واجب ہے یہی احوط ہے۔ (عمدۃ الفقہ :۱/۹۳)

۱۷)......اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وہ وصیت کر کے مرا ہو کہ میری نمازوں کے بدلے فدیہ دیدینا، تو تہائی مال میں سے دینا واجب ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم:۲۱)

۱۸)......اسی طرح کسی کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی تک ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے کفن دفن اور قرض کی ادائیگی کے بعد تہائی مال سے ادا کرنا وارثوں پر واجب ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم:۲۱)

نماز واجب کی نیت

نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے متعین بھی کرے اس طرح کہ وہ وتر کی نماز ہے یا نذر کی یا عید الفطر یا عید الاضحیٰ یا طواف کی دو رکعت، نفل جن کی قضا کو شروع کر کے توڑ دیا ہو، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو، وتر میں یہ نیت کرنا لازمی نہیں ہے وہ واجب ہے یا سنت ہے، اسلئے کہ اسمیں اختلاف ہے بلکہ فقط وتر کی نیت کافی ہے پس یوں کہے کہ میں اس رات کی وتر پڑھتا ہوں واجب ہونے کی بھی نیت کرے تو منع نہیں ہے بلکہ اولیٰ ہے اور واجب نہ ہونے کی نیت کرے تو کافی نہیں ہے، نذر کی نماز میں یوں کہے کہ وہ نماز پڑھتا ہوں جو شفا کے واسطے یا فلانی حاجت کے واسطے میں نے نذر مانی تھی کیونکہ نذر کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اور نذر کی تعیین اس کے سبب کے ذکر کئے بغیر نہیں ہوتی۔

سجدۂ تلاوت اگر نماز میں ہو اور فوراً کر لیا جائے تو نیت میں تعیین ضروری نہیں اور اگر

فاصلہ ہوجائے یانماز سے باہر ہوتو سجدۂ تلاوت کی تعیین ضروری ہے سجدۂ تلاوت میں یہ متعین کرنا کہ کس آیت کا سجدہ ہے کچھ ضروری نہیں۔

سجدۂ سہو میں نیت کی تعیین ضروری ہے اس لئے کہ سجدۂ سہو واجب ہے اور سجدۂ شکر میں نیت کی تعیین ضروری نہیں اسلئے کہ سجدۂ شکر نفل ہے لیکن اس میں بھی تعیین کا ہونا زیادہ ظاہر ہے تا کہ سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو وسجدۂ شکر میں امتیاز ہوجائے نیز عوام الناس جونماز کے بعد سجدہ کرتے ہیں یہ مکروہ ہے اور سجدۂ شکر میں تعیین کرنا اسلئے بھی ضروری ہے تا کہ اس مکروہ سجدہ سے ممتاز ہوجائے واللہ اعلم۔

سجدۂ صلبیہ (یعنی نماز کا سجدہ) جو اپنی جگہ سے سہواً چھوٹ گیا اور نماز میں کسی دوسری جگہ اس کو قضا کرے تو اگر اس کے اور اس کے مقام کے درمیان ایک رکعت یا زیادہ کا فاصلہ ہے تو اس کی نیت واجب ہے اور اگر اس سے کم فاصلہ ہے تو نیت کی تعیین واجب نہیں ہے فرض وواجب میں رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں ہے کیونکہ ان میں تعیین رکعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوچکی ہے اور اس میں کمی بیشی کا احتمال نہیں ہے البتہ عدد رکعات کی تعیین افضل ہے پس عدد رکعت میں چوکنے سے کوئی نقصان نہیں یہاں تک کہ اگر پانچ رکعتوں کی نیت کی اور چوتھی رکعت میں بیٹھ گیا تو جائز ہے اور پانچویں رکعت کی نیت لغو ہوجائے گی، اسی طرح اگر ظہر میں مثلاً تین رکعت کی نیت کی یا فجر میں چار رکعت کی نیت کی تو نماز جائز ہے۔ (عمدۃ الفقہ :۲/۷۵)

باب (۳)

واجباتِ صلوٰۃ کا بیان

۱)......تکبیر تحریمہ کا خاص ''اَللّٰہُ اکبر'' کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ

سے مثلاً ''اَللّٰہُ اَعْظَمُ ''یا''اللّٰہ اجل ''وغیرہ سے ادا کیا تو ادا تو ہو جائے گا لیکن کراہت تحریمہ کے ساتھ ادا ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ :۲/۹۷،الفقہ الحنفی وادلتہ(فقہ العبادات): ۱۵۶)

۲)......قرأت واجبہ کی مقدار قیام کرنا یعنی جس میں سورہ فاتحہ یا اور کوئی چھوٹی سورت یا چھوٹی تین آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جا سکے۔ (عمدۃ الفقہ :۲/۹۷،کبیری قدیم:۲۵۵)

۳)......فرض نماز میں قرأت فرض کے ادا کرنے کے لئے پہلی دو رکعت کا متعین کرنا واجب ہے خواہ نماز تین رکعت والی ہو یا چار رکعت والی ہو۔ (عمدۃ الفقہ :۲/۹۷،طحطاوی:۲۴۹)

۴)......سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں واجب ہے۔ (عمدۃ الفقہ :۲/۹۸،درمختار مع الشامی:۱/۴۵۸،الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۵۶)

۵)......فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت ونفل کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورت یا اس کے قائم مقام تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت یا دو آیتیں جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۹۸،درمختار مع الشامی:۱/۴۵۸)

۶)......سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۹۸،درمختار مع الشامی:۱/۴۵۹)

۷)......واجب ہے کہ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورت سے پہلے پوری سورۂ فاتحہ ایک ہی دفعہ میں پڑھے اگر دوبارہ پڑھے گا تو ترک واجب لازم آنے کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۹۸،طحطاوی:۲۴۹)

۸)......جو فعل کہ ہر رکعت میں مکرر (دو دفعہ) ہوتا ہے جیسے سجدہ، یا تمام نماز میں مکرر ہوتا ہے جیسا کہ عدد رکعات تو اس میں ترتیب واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۹۸،بدائع :۱/۱۶۳،درمختار مع الشامی:۱/۴۶۰)

۹)......قومہ کرنا، یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲،شامی علی الدر:۴۶۴/۱)

۱۰)......سجدہ میں پیشانی کا اکثر حصہ زمین پر لگانا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲،طحطاوی:۲۴۹)

۱۱)......جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲،الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۵۸)

۱۲)......تعدیل ارکان واجب ہے؛ یعنی رکوع،سجدہ،قومہ،جلسہ کو اطمنان سے ادا کرنا۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲، بدائع الصنائع :۱۶۲/۱،شامی علی الدر:۴۶۴/۱)

۱۳)......قعدۂ اولیٰ، یعنی دو رکعت کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲، بدائع:۱۶۳/۱،الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۵۹)

۱۴)...... ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲، بدائع الصنائع:۱۶۳/۱، درمختار مع الشامی:۴۶۶/۱)

۱۵)......فرض و وتر اور سنن مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۹۹/۲،طحطاوی:۲۵۱)

۱۶)......لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علحدہ ہونا۔

(عمدۃ الفقہ :۱۰۰/۲، درمختار مع الشامی:۴۶۸/۱)

۱۷)......نماز وتر میں قنوت کے لئے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔

(عمدۃ الفقہ :۱۰۰/۲،طحطاوی جدید:۲۵۲)

۱۸)......نمازِ وتر میں دعاء قنوت پڑھنا۔

(عمدۃ الفقہ :۱۰۰/۲، درمختار مع الشامی:۴۶۸/۱)

۱۹)......نمازِ عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۰، درمختار مع الشامی:۱/۴۶۹)

۲۰)......نمازِ عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۰، درمختار مع الشامی:۱/۴۶۹)

۲۱)......امام کے لئے نمازِ جہر میں جہراور اخفاء کے مقام پر اخفاء یعنی آہستہ سے پڑھنا واجب ہے؛ یعنی جہری نماز میں جہراً سرّی نمازوں میں سراً پڑھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۰، درمختار مع الشامی:۱/۴۶۹)

۲۲)...... ہر فرض یا واجب کا اس کے محل میں ادا ہونا یعنی فرض یا واجب میں تاخیر نہ ہونا۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۱، شامی علی الدر:۱/۴۵۸)

۲۳)......پہلی یا تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد قعدہ نہ کرنا یعنی اتنی دیر نہ بیٹھنا جس میں رکن ادا ہو سکے واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۲، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۲۵۱)

۲۴)......فرائض و واجبات میں تاخیر کو ترک کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۲، شامی علی الدر:۱/۴۵۸)

۲۵)......نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۲، الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۶۱)

۲۶)......نماز میں سہو ہوا تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲/۱۰۲، الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۶۰)

۲۷)......قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ ۲/۱۰۲، شامی علی الدر ۱/۴۷۰، الفقہ الحنفی وادلتہ:۱۶۱)

باب (۴)

وتر کی نماز کے حکم کا بیان

۱)......امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازِ وتر واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۲۹۰، بدائع:۱/۲۷۰، فتاویٰ عالمگیری:۱/۱۱۱)

۲)......وتر نماز جہری ہے اگر امام کے ساتھ پڑھی جارہی ہے تو جہری قرأت واجب ہے۔ ورنہ اختیار ہے جیسا کہ دیگر فرائض تنہا پڑھنے کا حکم ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۲۹۱، شامی علی الدر:۱/۴۶۹)

۳)......عشاء کی فرض نماز کا وتر پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/۲۹۱، بدائع:۱/۲۷۲)

باب (۵)

طہارت واجب ہونے کی شرائط کا بیان

طہارت واجب ہونے کی شرطیں نو (۹) ہیں:

۱)......اسلام۔

۲)......عقل۔

۳)......بلوغ۔

۴)......حدث پایا جانا خواہ حدث اصغر ہو یا اکبر۔

۵)...... پاک کرنے والی چیز یعنی ضرورت کے مطابق پاک اور خالص پانی یا پاک مٹی کا ہونا۔

۶)...... پانی یا مٹی کے استعمال پر قدرت ہونا۔

۷)......عورت کا حیض کی حالت میں نہ ہونا۔

۸)......عورت کا نفاس کی حالت میں نہ ہونا۔

۹)......نماز کے وقت کا تنگ ہونا۔

(عمدۃ الفقہ :۱/۹۷)

باب (۶)

غسل کا بیان

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے تین ہیں:

(۱)...... جنابت۔(۲)......حیض۔(۳)......نفاس۔

جنابت ثابت ہونے کے دوسبب ہے ایک سبب دخول کے بغیر منی کا شہوت کے ساتھ کودکر نکلنا ہیاور دوسرا سبب عورت کے پیشاب کے مقام میں یا مرد یا عورت کے پاخانہ کے مقام میں دخول ہے خواہ اس کو انزال ہو یا نہ ہو۔ (عمدۃ الفقہ :۱/۱۶۴،فتاویٰ عالمگیری:۱/۱۴-۱۶)

صاحب نور الایضاح فرمایا: سات اسباب میں سے کوئی ایک سبب پایا جائے تو اس سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ سات اسباب یہ ہیں:

۱)......منی کا ظاہری بدن پر نکلنا جبکہ وہ اپنی جگہ سے شہوت سے نکلی ہو بغیر جماع کے۔

۲)......زندہ مرد یا عورت کے سبیلین میں سے کسی ایک راستے میں حشفہ کا چھپ جانا۔

۳)......میتہ یا جانور کے ساتھ وطی کرنے کی وجہ سے منی کا نکلنا۔

۴)......سونے کے بعد کپڑوں پر منی کا اثر معلوم ہو جبکہ سونے سے پہلے اس کا آلہ منتشر

نہ ہو۔

۵)...... بے ہوشی یا نشہ سے افاقہ کے بعد کپڑوں پر منی کا اثر پائے اور اس کا خیال ہو کہ یہ منی ہے۔

۶)...... حیض کے خون کا بند ہونا۔

۷)...... نفاس کے خون کا بند ہونا۔

۸)...... میت کو غسل دینا فرض کفایہ میں شمار فرمایا ہے۔

(نور الایضاح: ۳۸، طحطاوی جدید: ۹۷ تا ۱۰۰)

غسلِ واجب

غسل واجب چار طرح کا ہے:

۱)...... مردہ (میت) کا غسل پس مسلمان میت کو غسل دینا زندہ مسلمانوں پر واجب علی الکفایہ ہے اگر بعض مسلمانوں نے اس کو ادا کر دیا تو باقی لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا ورنہ سب گناہگار ہوں گے جبکہ ان کو اس میت کا علم ہو، خنثیٰ مشکل کو غسل دینے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کو تیمّم کرایا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے کپڑوں میں غسل دیا جائے پہلا قول اولیٰ ہے، لیکن کافر مردہ کا اگر کوئی مسلمان ولی نہ ملے تو نجس کپڑے کی طرح اس کے اوپر سے پانی بہا دیا جائے اس کو مسنون طریقے سے غسل نہ دیا جائے۔ (عمدۃ الفقہ: ۱۷۲/۱)

۲)...... کافر جنبی (خواہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ نہایا نہ ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو) جب اسلام لائے تو اس پر غسل واجب ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس پر غسل واجب نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اس پر غسل واجب ہے یہ ظاہر روایت ہے اور یہی اصح ہے۔

۳)......کافر عورت اگر حیض یا نفاس کا خون منقطع ہونے کے بعد مسلمان ہوئی تو بعض کے نزدیک اس پر غسل فرض نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن اصح قول کی بنا پر اس پر غسل واجب ہے اور یہی احوط ہے اور اگر اس نے حیض یا نفاس کی حالت میں اسلام قبول کیا ہو اس کے بعد پاک ہوئی تو اس پر غسل واجب ہے۔

۴)......نابالغہ لڑکی جب حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو حیض سے پاک ہونے کے بعد اس پر غسل واجب ہوگا۔ اور اگر نابالغ لڑکا احتلام کے ساتھ بالغ ہوا (نہ کہ عمر کے لحاظ سے یعنی پندرہ سال سے پہلے اسے احتلام ہوا) تو بعض نے کہا کہ اس پر غسل واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور اصح یہ ہے کہ اس پر غسل واجب ہے اور یہی احوط ہے۔

اور پندرہ سال سے پہلے احتلام کے ساتھ بالغ ہونے والے نابالغ کو پہلے احتلام کے بعد احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد جب پہلا احتلام ہو اور اس کے بعد جب بھی احتلام ہو اس پر غسل فرض ہے، قاضی خاں نے کہا کہ مذکورہ چاروں صورتوں میں احتیاطاً غسل واجب ہے۔

فائدہ:

غسل واجب سے مراد یہاں اصطلاحی واجب نہیں ہے بلکہ فرض عملی ہے جو فرض اعتقادی سے درجہ میں کم ہے کیونکہ یہ دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے اور متفق علیہ بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعض مشائخ نے غسل کی تین ہی قسمیں یعنی فرض سنت مستحب بیان کی ہیں اور بعض نے فرض اعتقادی سے کم درجہ ہونے کی تمیز کیلئے واجب سے تعبیر کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے مشائخ نے غسل کی چار قسمیں یعنی فرض و واجب و سنت و مستحب بیان کی ہیں لیکن یہ بات غسل میت کے علاوہ باقی میں ظاہر ہے اسلئے کہ باب الجنائز میں منقول ہے کہ غسل میت فرض ہے اسلئے اس پر واجب کا اطلاق نہ کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اس سے ہماری مشہور اصطلاح کی بنا پر بسا اوقات یہ

توہم ہوتا ہے کہ یہ فرض نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ: ۱/۱۷۲)

علامہ شامیؒ وغیرہ نے بھی یہی چار غسل فرض بتائے ہیں۔

(شامی علی الدر: ۱/۱۵۱، ۲/۲۰۰، کبیری جدید: ۴۹۹، طحطاوی جدید: ۱۰۰)

باب (۷)

کنوئیں کے پانی کا بیان

جن صورتوں میں تمام پانی نکالنا واجب ہے:

۱)......اگر کنوئیں میں نجاست گر جائے تو اس کنوئیں کا تمام پانی نکالنا واجب ہے اور باجماع سلف اس پانی کا نکالنا اس کنوئیں کی طہارت ہے پانی کو ناپاک کر دینے میں نجاست خفیفہ وغلیظہ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ (عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۱/۲۱۱)

۲)......جاندار کے علاوہ کوئی اور نجاست کنوئیں میں گرنے سے اس کا تمام پانی نکالنا واجب ہے اور اگر کوئی جاندار یعنی جس جانور میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اور وہ خشکی کا رہنے والا ہے (غیر دریائی ہو) کنوئیں میں گر کر مر جائے یا مر کر کنوئیں میں گر جائے تو کنوئیں کا پانی نکالنے کے حکم کے تین درجہ ہیں۔

اول:- اگر وہ جانور چوہا یا اس کے مثل ہے تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ درمختار مع الشامی: ۱/۲۱۶)

دوم:- اگر وہ مرغی یا اس کی مثل ہے تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۱/۲۱۶)

سوم:- اگر وہ بکری یا اس کی مثل (یا اس سے بڑا) ہے تو کل پانی نکالنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۲۱۶/۱)

۳)......اگر کنوئیں میں مینگنی اور گوبر وغیرہ کے علاوہ تھوڑی سی نجاست بھی گر جائے مثلاً ایک قطرہ پیشاب گر جائے اگرچہ وہ حلال جانور کا پیشاب ہو لیکن جن جانوروں کے پیشاب سے بچنا ممکن نہیں ہے ان کا پیشاب معاف ہے یا شراب یا خون کا ایک قطرہ گر جائے تو کنوئیں کا تمام پانی نکالنا واجب ہوتا ہے کیونکہ کنواں تھوڑے پانی اور چھوٹے حوض کے حکم میں ہے اور قلیل پانی میں نجاست گرنے سے وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے خواہ اس سے اس کی کوئی بھی صفت متغیر نہ ہوئی ہو۔

(عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۲۱۱/۱)

۴)......نجاست خواہ بلاواسطہ یعنی براہ راست گرے یا بالواسطہ مثلاً جوتی یا لکڑی یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اور وہ کنوئیں میں گر جائے تو کنوئیں کا تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(عمدۃ الفقہ)

۵)......اگر اونٹ یا بکری کی مینگنیاں کنوئیں میں گریں تو جب تک وہ کثیر یعنی بہت زیادہ مقدار میں نہ ہوں اس وقت تک کنواں نجس نہیں ہوتا کثیر کی حد میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اس کے بارے میں کئی اقوال ہیں جن میں سے دو اقوال کی تصحیح کی گئی ہیں ان دو اقوالوں میں راجح قول یہ ہے کہ کثیر وہ ہے جن کو دیکھنے والا کثیر سمجھے اور قلیل وہ ہے جن کو دیکھنے والا قلیل سمجھے یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی عبارت ہے کہ ایسی چیزوں میں جن کی کوئی تعداد یا مقدار معین کرنے کی ضرورت ہو اور اس میں کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو تو اس میں اپنی رائے سے کچھ مقرر نہ فرماتے تھے بلکہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر چھوڑ دیتے تھے۔ بدائع و کافی اور بہت سی کتابوں میں اس کو صحیح کہا ہے اور معراج الدرایہ میں ہے کہ یہی قول مختار ہے، ہدایہ میں ہے کہ اسی پر اعتماد ہے، فیض میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کوئی ڈول مینگنی سے خالی نہ آتا ہو تو کثیر ہے ورنہ قلیل ہے اور یہی صحیح ہے اور نہایہ میں اسی کو صحیح کہا ہے اور اس کو مبسوط کی طرف منسوب کیا ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ سالم اور ٹوٹی ہوئی اور تر اور خشک میں کچھ فرق نہیں ہے اور یہ حکم لید، گوبر اور مینگنی سب کے لئے یکساں ہیں اور اس بارے میں جنگل اور شہر کے کنوؤں میں یعنی چاردیواری والے اور بغیر چاردیواری والے کنوؤں میں کچھ فرق نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ شہر میں بھی اس کی ضرورت واقع ہوتی ہے جیسا کہ حماموں اور مسافر خانوں میں ضرورت پڑتی ہے۔

(عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۱/۲۲۱)

۶)......اگر کنوئیں میں جثہ میں بکری کے برابر کوئی جانور مر جائے مثلاً بکری یا کتّا یا ادنیٰ مر جائے تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا خواہ گرتے وقت اس کا جسم پاک ہو یا ناپاک ہو اور خواہ وہ جانور پھولا یا پھٹا نہ ہو اور خواہ باہر سے مر کر گرے تب بھی یہی حکم ہے۔

(عمدۃ الفقہ، درمختار مع الشامی: ۱/۲۱۵)

۷)......دو یا زیادہ بلیاں یا ایک بلی اور تین چوہے یا چھ یا زیادہ صرف چوہے کنوئیں میں گر کر مر جائیں یا مر کر گر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ ان میں سے کوئی پھولا پھٹا نہ ہو۔ (عمدۃ الفقہ، علم الفقہ: ۱/۲۴)

۸)...... اگر کوئی جاندار کنوئیں میں گر کر مرنے کے بعد پھول یا پھٹ جائے یا باہر سے پھول یا پھٹ کر کنوئیں میں گرے تو اس کنوئیں کا تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے اسلئے تمام پانی نکالنا واجب ہوتا ہے خواہ وہ جانور چھوٹا یعنی چوہا وغیرہ ہو یا بڑا یعنی آدمی یا ہاتھی وغیرہ ہو کیونکہ اس جانور کی نجس رطوبت پانی میں مل جائے گی اسی طرح اگر اس کے بال یا پاؤں یا دم یا جسم کا کوئی اور حصّہ جدا ہو کر کنوئیں میں گر پڑے یا جانور کے کنوئیں میں گرتے وقت کٹ جائے تو اس کے

گرتے ہی تمام پانی ناپاک ہوجائے گا پھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جسم متورم ہوجائے اور اصلی حجم سے بڑھ جائے اور پھٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جسم پھٹ گیا اور پارہ پارہ ہوگیا ہو یا اس کے اعضاء الگ الگ ہوگئے ہوں۔ (عمدۃ الفقہ ،علم الفقہ :۱/۲۳،الجوھرۃ النیرہ:۱/۲۴)

۹)......خنزیر سور کے گرنے سے (کنوئیں میں) تمام پانی ناپاک ہوجائے گا خواہ مرا ہوا نکلے یا زندہ نکل آئے اور اگرچہ اس کا منھ پانی میں داخل نہ ہوا ہو اسلئے کہ خنزیر نجس العین ہے یعنی اس کا تمام بدن اور بدن کا ہر ایک جزو پیشاب پاخانہ کی طرح ناپاک ہے۔

(عمدۃ الفقہ ،علم الفقہ :۱/۲۴،مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳٦)

۱۰)......اگر کتا کنوئیں میں گرکر مرجائے (یا باہر سے مرکر گر جائے) تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا اور اگر مرا نہیں بلکہ کنوئیں سے زندہ نکل آیا اور اس کا منھ پانی میں داخل نہیں (اور اس کے جسم پر کوئی نجاست بھی معلوم نہیں ہے) تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا اسلئے کہ صحیح قول کی بنا پر کتا نجس العین نہیں ہے اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے جیسا کہ خنزیر نجس العین ہے اور فتویٰ امام ابواحنیفہؒ کے قول پر ہے۔

(عمدۃ الفقہ ،علم الفقہ :۱/۲۴،فتاویٰ عالمگیری:۱/۱۹)

اور اگر اس کا منھ پانی میں داخل ہوگیا یا اس کے بدن پر نجاست کا ہونا معلوم ہے تو کنوئیں کا تمام پانی نکالا جائے گا اور یہی حکم ان سب جانوروں کا ہے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے وحشی درندے اور پرندے کہ اگر وہ زندہ نکل آئے اور ان کا منھ پانی میں داخل نہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ پانی نجس نہیں ہوتا، جب تک ان کے پیشاب یا پاخانہ کردینے کا یقین نہ ہوجائے لیکن اس کا امکان قوی ہونے کی وجہ سے احتیاطاً سارا پانی نکالنا ہی مناسب ہے۔

(عمدۃ الفقہ ،مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳٦)

اور حاصل کلام یہ ہے کہ اگر کنوئیں سے زندہ نکلنے والا جانور نجس العین ہے یا اس کے

بدن پر نجاست کا ہونا معلوم ہے تو اس کنوئیں کا تمام پانی نکالا جائے گا اور خنزیر کے علاوہ جو جاندار کنوئیں میں گرنے کے بعد زندہ نکال دیا جائے اگر اس کے جسم پر نجاست معلوم نہیں تھی اور نہ ہی اس کا منھ پانی میں داخل ہوا تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا اور اگر اس کے جسم پر نجاست تو معلوم نہیں تھی لیکن اس کا منھ پانی میں داخل ہوگیا ہو تو اس کے جھوٹے کا اعتبار کیا جائے گا، پس اگر اس کا جھوٹا پاک ہے تو وہ پانی بھی پاک ہے لیکن اس پانی سے احتیاطاً وضو نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس جانور پر نجاست ہونے کا احتمال ہے یا یہ احتمال ہے کہ کنوئیں میں گرتے وقت اس کو حدث ہوا ہو اس کے باوجود اگر اس سے وضو کرلیا تو جائز ہے اور اگر اس جانور کا جھوٹا نجس ہے تو وہ پانی نجس ہوجائے گا اور تمام پانی نکالا جائے گا اگر اس کا منھ پانی تک نہیں پہونچا تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا اور اگر اس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے تو وہ پانی مکروہ ہے اور اس میں سے دس ڈول نکالنا مستحب ہے۔

اور بعض نے کہا کہ احتیاطاً بیس ڈول نکالنا مستحب ہے اور اگر اس کا جھوٹا مشکوک ہے تو اس کا پانی مشکوک ہے اور وہ تمام پانی نکالا جائے گا جیسا کہ جھوٹا نجس پانی تمام نکالا جاتا ہے کیونکہ مشکوک پانی اور نجس پانی دونوں عدم طہوریت میں مشترک ہے۔

(عمدۃ الفقہ، فتاویٰ عالمگیری: ۱/۱۹)

۱۱)...... مردہ کافر غسل سے پہلے بھی اور غسل دینے کے بعد بھی نجس ہے پس کافر کی میت کے کنوئیں میں گرنے سے تمام پانی مطلق طور پر ناپاک ہوجائے گا خواہ وہ غسل دینے کے بعد گرے یا غسل دینے سے پہلے گرے کیونکہ مردہ کافر غسل دینے سے پاک نہیں ہوتا اور مسلمان کی میت اگر غسل دینے سے قبل کنوئیں میں گر پڑے تو کنوئیں کا تمام پانی ناپاک ہوجائے گا اور اگر غسل دینے کے بعد گرے تو ناپاک نہیں ہوگا یہی مختار ہے یعنی مسلمان کی میت غسل دینے سے پہلے اگر تھوڑے پانی میں گر جائے تو اس کو ناپاک کردیتی ہے اور اس میت کو اٹھا کر نماز پڑھنے

والے کی نماز درست نہ ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ میت کی نجاست حقیقی ہے حکمی نہیں ہے۔ اسلئے میت کے غسل کا مستعمل پانی نجس ہے یہی صحیح ہے۔ (عمدۃ الفقہ ،فتاویٰ عالمگیری:۱۹/۱)

۱۲)......ساقط حمل اور بکری اور بھیڑ کا بچہ اور بڑی بطخ کنوئیں میں گر کر مر جائے (یا مر کر گرے) تو تمام پانی نکالا جائے گا بچہ اگر پیدا ہوتے ہی رویا (جس سے اس کے زندہ پیدا ہونے کا ثبوت ملتا ہے) اور پھر مر گیا تو اس کا حکم مسلمان بڑے آدمی کی میت کا ہے (خواہ وہ کافر ہی کا بچہ ہو) اگر وہ غسل دینے کے بعد کنوئیں میں گرے گا تو اس کا پانی ناپاک نہیں ہوگا (اور اگر غسل دینے کے قبل گرے تو تمام پانی ناپاک ہوجائے گا اور اگر پیدا ہوتے ہی نہ روئے یعنی مردہ پیدا ہو تب بھی اس کا تمام پانی ناپاک ہوجائے گا۔ اگر مرغی کے پیٹ سے تازہ نکلا ہوا انڈا یا بکری کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی پانی میں گر جائے اگر چہ اس پر رطوبت لگی ہوئی ہو وہ پانی نجس نہیں ہوتا جب تک ان دونوں پر نجاست کا لگا ہونا معلوم نہ ہو اسلئے کہ مخرج کی رطوبت نجس نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ رطوبت نجس مخرج سے نکلتی ہے اسلئے وہ پانی کو نجس کردے گی پہلا قول امام صاحبؒ کے قول کا قیاس ہے اور دوسرا قول صاحبینؒ کے قول کا قیاس ہے اور پہلے قول کو قاضیؒ نے اختیار کیا ہے اور دوسرے کو صاحب خلاصہؒ نے اختیار کیا ہے۔

(عمدۃ الفقہ ،علم الفقہ :۲۳/۱)

۱۳)......اگر شہید تھوڑے پانی میں گرے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا لیکن اگر اس سے خون بہے گا تو وہ پانی ناپاک ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ ،علم الفقہ ۲۰/۱)

۱۴)......اگر چوہے کی دم کاٹ کر کنوئیں میں ڈالدی جائے یا کٹ کر خود گر جائے اور کٹی ہوئی جگہ پر موم وغیرہ نہ لگایا گیا ہو جس کی وجہ سے اس رطوبت کا نکلنا بند ہوجاتا تو کنوئیں کا تمام پانی نکالا جائے گا اسی طرح بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے

بھی سب پانی نکالا جائے گا اگر کٹاؤ کی جگہ موم وغیرہ لگا دیا گیا ہو جس کیوجہ سے رطوبت نہ نکلے تو اسی قدر پانی نکالنا واجب ہوگا جس قدر چوہے کے مرنے سے نکالنا واجب ہوتا ہے یعنی اگر چوہا پھولا پھٹا نہ ہو تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بہنے والے خون والا جانور یعنی خشکی کا جانور زخمی ہو کر یا اس کا کوئی عضو کٹ کر کنوئیں میں گر جائے تو اس کا تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور اسی لئے خانیہ میں کہا ہے کہ مردہ جانور کے گوشت کا ٹکڑا کنوئیں میں گرنے سے اس کو ناپاک کر دے گا۔

اگر بلی نے چوہے کو پکڑا اور وہ اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنوئیں میں گر پڑا تو اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے اسی طرح چوہا نابدان (گندی موری یا نالی) سے نکل کر بھاگا اور اس کا جسم نجاست سے ملوث ہو گیا پھر وہ کنوئیں میں گر گیا تو سارا پانی نکالا جائے گا خواہ چوہا زندہ نکل آئے یا مر جائے دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے۔

(عمدۃ الفقہ، فتاویٰ عالمگیری: ۱/۲۰)

۱۵)......اگر چوہا مٹکے میں پھول یا پھٹ جائے پھر اس مٹکے کے پانی میں سے ایک قطرہ کنوئیں میں ڈالدیا جائے تو اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

(عمدۃ الفقہ، فتاویٰ عالمگیری: ۱/۲۰)

۱۶)......کتا، بلی، گائے، بکری پیشاب کر دے تو اس کا سارا پانی نکالا جائے گا چوہے اور بلی کے پیشاب کر دینے کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک معاف ہے اور اس سے کنواں نجس نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے کنواں نجس ہو جائے گا اسی قول کی بنا پر جوہرہ سے منقول ہے کہ اگر چوہا بلی سے بھاگ کر یا بلی کتے سے بھاگ کر یا بکری درندے سے بھاگ کر (یا کوئی اور جانور دوسرے جانور سے بھاگ کر) کنوئیں میں گرا تو مطلق

طور پر اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا خواہ اس کا منہ پانی میں داخل ہوا ہو یا داخل نہ ہوا ہو کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کا پیشاب نکل جانے کا ظن غالب ہے۔

لیکن نہر الفائق میں مجتبیٰ سے منقول ہے کہ فتویٰ اس کے برخلاف ہے یعنی اس کا پانی نکالنا واجب نہیں اسلئے کہ ان کے پیشاب کر دینے میں شک ہے اور شک سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی اور یہ جواب اسی قول کی بنا پر ہے کہ بلی اور چوہے کا پیشاب گرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اس میں کلام ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ (عمدۃ الفقہ، علم الفقہ :۱/۲۳)

۱۷)......اگر مرے ہوئے جانور کی ہڈی کنوئیں میں گر جائے اگر وہ ہڈی (خنزیر) سور کی ہو تو ہر حال میں اس کا تمام پانی نکالنا واجب ہے اور اگر خنزیر کے علاوہ کسی اور جانور کی ہو اور اس پر گوشت یا چربی (چکنائی) لگی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر اس پر کچھ لگا ہوا نہیں ہوگا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اسلئے کہ خنزیر کے علاوہ ہر جانور کی ہڈی فی نفسہ پاک ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

۱۸)......اگر کنوئیں میں ناپاک لکڑی یا ناپاک کپڑے کا ٹکڑا اگر گیا اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو یا وہ غائب ہو جائے تو اس کنوئیں کا تمام پانی نکال دینے سے کنوئیں کے پاک ہونے کے ساتھ وہ لکڑی یا کپڑے کا ٹکڑا ابھی پاک ہو جائے گا۔

(عمدۃ الفقہ قدیم نسخہ :۱/۱۱۸ تا ۱۱۹، فتاویٰ عالمگیری :۱/۲۰)

باب (۸)

تیمّم واجب ہونے کی شرائط کا بیان

وجوب تیمّم کی آٹھ شرائط ہیں جیسا کہ وضو کے وجوب کی ہیں:

(۱)......عاقل ہونا۔

(۲)......بالغ ہونا۔

(۳)......اسلام۔

(۴)...... پاک مٹی وغیرہ پر قادر ہونا۔

(۵)......حدث کا پایا جانا۔

(۶)......حیض کا منقطع ہونا۔

(۷)......نفاس کا منقطع ہونا۔

(۸)......صاحب عذر کے لئے وقت کا تنگ ہونا۔

ف: مذکورہ شرائط میں سے بعض ایسی ہے جو صحتِ تیمّم اور وجوب تیمّم دونوں میں مشترک ہیں۔ (عمدۃ الفقہ قدیم نسخہ:۱/۱۳۰،علم الفقہ :۱/۹۸،طحطاوی علی المراقی:۶۱ و۱۲۱)

باب(۹)

سجدۂ سہو کا بیان

جن چیزوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے وہ ۶/ چیزیں ہیں:

(۱)...... جب نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے۔

(۲)...... جب کسی واجب میں بھول کر تاخیر ہو جائے۔

(۳)...... جب کسی فرض میں بھول کر تاخیر ہو جائے۔

(۴)...... جب بھول کر کسی فرض کو مقدم کر دے

(۵)...... جب کسی فرض کو بھول کر دو بارہ کر دے مثلاً دو رکوع کر دے۔

(۶)...... جب بھول کر کسی واجب کی کیفیت بدل دی مثلاً آہستہ پڑھنے کی جگہ جہراً پڑھ

دیایا جہر کی جگہ آہستہ پڑھا، درحقیقت ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کا سبب ترک واجب ہی ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۳۶۲/۲، بدائع الصنائع :۱۶۴/۱، کبیری جدید:۳۹۴)

باب(۱۰)

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے تفصیل ان آیتوں کی یہ ہیں:

۱)......سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت:

"ان الذین عندربک لایستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون"

۲)......سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

"وللہ یسجدمن فی السموٰت والارض طوعا وکرھا وظلالھم بالغدو والاٰصال"

۳)......سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت:

"وللہ یسجد مافی السموت والارض من دابۃ والملائکۃ وھم لایستکبرون یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون مایؤمرون"

۴)......سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت:

"ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعاً"

۵)......سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت:

" اذاتتلیٰ علیهم آیات الرحمن خرّوا سجداً وبکیاً"

۶)......سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

" الم تر ان الله یسجد له من فی السموٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والشجر والدّواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب ومن یهن الله فماله من مکرم ان لله یفعل مایشاء"

۷)......سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت:

"واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا ومالرحمن انسجد لماتأمرنا وزادهم نفوراً "

۸)......سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

" الایسجد لله الذی یخرج الخبأ فی السموٰت والارض ویعلم ماتخفون وماتعلنون الله لااله الاهو رب العرش العظیم "

۹)......سورۂ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

" انما یؤمن بایٰاتنا الذین اذاذکروا بهاخرّوا سجّداً وسبّحوا بحمدربهم وهم لایستکبرون"

۱۰)......سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

" وخرراکعاً واناب O فغفرنا له ذالک وان له عندنا لزلفیٰ وحسن ماٰب"

۱۱)......سورۂ حٰم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت :

"فا ن استکبروا فالذین عند ربک یسبحون له باللیل والنهار وهم

لایسئمون‘‘

۱۲)......سورۂ نجم کے آخر میں یہ آیت:

’’ فاسجدو اللہ و اعبدوا‘‘

۱۳)......سورۂ انشقت میں یہ آیت:

’’ فمالھم لایؤمنون و اذا قرئ علیھم القرن لایسجدون‘‘

۱۴)......سورۂ اقرأ میں یہ آیت: **’’ واسجد و اقترب‘‘**

(علم الفقہ :۱۸۵/۲-۱۸۶، بدائع الصنائع :۱۹۳/۱،فتاویٰ عالمگیری:۱۳۲/۱)

وجوب سجدۂ تلاوت کے تین اسباب

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہے:

(۱)......آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کی جائے یا صرف اس لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ۔اور خواہ آیت سجدہ کی بعینہ تلاوت کی جائے یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا اپنی تلاوت کو سنے یا نہ سنے مثلاً کوئی بہرہ تلاوت کرے۔

صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع سجدے یا تشہد میں آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہو جائے گا اور اسی حالت میں اس کی بھی نیت کر لی جائے گی۔

(ردالمحتار،علم الفقہ :۱۸۶/۲،عمدۃ الفقہ :۳۸۶/۲، بدائع الصنائع:۱۸۰/۱)

سجدۂ تلاوت کن لوگوں پر واجب ہیں؟

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں سجدۂ تلاوت کرے اس پر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے۔

(۲)......آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا مابعد کے اور خواہ عربی زبان میں سنے یا کسی اور زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو۔لیکن نہ جاننے سے ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں معذور سمجھا جائے گا۔(فتاویٰ عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدہ کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی ایسے مجنون سے آیت سجدہ سنی جائے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو جائے اور زائل نہ ہو تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔

(۳)......ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے سجدہ کی تلاوت کی ہو خواہ اس کی اقتدا سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے۔

اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔اگر وہ رکعت نہ ملے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔(بحرالرائق ردالمحتار)

مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ نماز میں شریک نہیں خواہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہو تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔(ردالمحتار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کئے گئے ہیں ان کے سوا اور کسی چیز

سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

مثلاً (۱):......اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے۔ یا ایک ایک حرف کر کے پڑھے پوری آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں میں سجدہ واجب نہ ہوگا۔(ردالمحتار)

(۲):......سجدۂ تلاوت ان لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے اداءً یا قضاءً۔ حیض ونفاس والی عورت پر واجب نہیں، نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جن کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہ ہو جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے اسی طرح مست اور جنب پر بھی۔

(علم الفقہ:۱۸۶/۲-۱۸۷،عمدۃ الفقہ:۳۸۷/۲)

سجدۂ تلاوت کا داخل نماز یا خارج نماز میں ہونا

سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کرلے اور اگر اس وقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔

(ردالمحتار وغیرہ،علم الفقہ:۱۸۸/۲)

اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی بدل جائے گی تو اس

پر بھی متعدد سجدے واجب ہوں گے۔

(بحر الرائق، علم الفقہ: ۱۸۸/۲)

باب (۱۱)

نماز جنازہ کے وجوب کی شرائط کا بیان

نماز جنازہ کے وجوب کی سب وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہیں؛ یعنی قادر ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا وغیرہ لیکن اس میں ایک شرط مزید ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہونا ضروری ہے، پس جس کو یہ خبر نہیں ہوگی وہ معذور ہے نمازِ جنازہ اس پر واجب نہیں۔ (عمدۃ الفقہ: ۵۱۴/۲)

باب (۱۲)

واجب روزوں کا بیان

واجب روزوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......واجب معین (۲)......واجب غیر معین۔

(۱)......واجب معین کے روزے:

۱)......نذر غیر معین یعنی جن نذر کے روزوں میں خاص دن یا تاریخ یا مہینہ کا تعین نہ ہو۔ مثلاً: کسی نے جمعرات کے روزہ کی نذر مانی۔

۲)......قسم معین کے روزے یعنی جس قسم میں دن یا تاریخ کی تخصیص کی ہو۔

(عمدۃ الفقہ، فتاویٰ عالمگیری: ۱۹۴/۱)

۳)......جس اکیلے شخص نے رمضان یا عیدالفطر (شوال) کا چاند خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کی شہادت شرعاً قبول نہ کی گئی ہو تو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ واجب ہے اگر وہ افطار کر دے گا تو اس پر صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ :۱۸۲/۳)

(۲)......واجب غیر معین کے روزے:

۱)......نذر غیر معین (نذر مطلق یعنی جس نذر کے روزے میں دن تاریخ و مہینے وغیرہ کا تعین نہ ہو۔ مثلاً: کسی نے کسی ایک دن کے روزہ کی نذر مانی۔

۲)......نذر کے قضائی روزے۔ (درمختار مع الشامی:۳۷۳/۲)

۳)......قسم غیر معین؛ یعنی قسم مطلق کے روزے مثلاً کسی نے اس طرح کہا کہ مجھ پر اللہ کی قسم ہے کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گا۔ (شامی علی الدر:۳۷۳/۲)

۴)......نفل روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر شروع کرنے کے بعد اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضاء واجب ہے۔

(شامی علی الدر:۳۷۳/۲، بدائع :۷۷/۲)

۵)......کفارات کے روزے واجب ہے۔ مثلاً: کفارۂ ظہار کفارۂ قتل کفارۂ افطار روزہ رمضان ان تینوں کفارات میں پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۱۸۲/۳، شامی علی الدر:۳۷۳/۲، طحطاوی:۶۳۸)

۶)......کفارۂ تمتع وقران کے روزے یعنی اگر حاجی متمتع یا قارن کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ اس کے بدلے میں دس روزے اس طرح پر رکھے کہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے حج سے واپس لوٹ کر رکھے۔ (عمدۃ الفقہ :۱۸۳/۳، طحطاوی:۶۳۸)

۷)......کفارۂ حلق کے روزے یعنی حالت احرام میں سر منڈانے کے جرم کے کفارہ

میں تین روزہ رکھے پس اگر کسی نے کسی عذر کے ساتھ سر منڈایا ہو سلا ہوا لباس پہنا ہو تو اس کو ایک قربانی (بکری وغیرہ) ذبح کرنے یا چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں دینے یا تین روزے رکھنے میں اختیار ہے کہ ان میں سے کسی ایک کام کو کرے پس اگر اس نے روزے کو اختیار کیا تو اس پر تین روزے واجب ہے اگر چہ ان کو متفرق طور پر رکھے۔ (عمدۃ الفقہ :۱۸۳/۳، طحطاوی:۶۳۸)

۸)...... جزائے صید اور احرام کی حالت میں سر میں کسی اذیت کی وجہ سے قبل از وقت سر منڈانے کے فدیہ کے روزے جبکہ اس نے روزوں کو اختیار کیا ہو۔ (طحطاوی:۶۳۸)

۹)...... اعتکاف کے روزے یہ بھی واجب ہے، چاہے اعتکاف واجب ہو یا سنت مؤکدہ ہو۔ (عمدۃ الفقہ :۱۸۳/۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۶۳۹، بدائع الصنائع:۷۷/۲)

۱۰)...... کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی تو رمضان کا روزہ نہ رکھنے والے پر ان روزوں کی قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم:۱۴ بحوالہ درمختار و شرح البدایہ)

۱۱)...... جب کوئی ایسا شخص جس پر رمضان کا روزہ فرض ہو روزہ کی حالت میں کوئی روزہ توڑنے والا فعل صورۃً و معناً اپنی مرضی سے جان بوجھ کر بغیر کسی اضطرار و اکراہ کے کرے تو روزہ ٹوٹ جائے گا تو اس کی قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہو جائیں گے۔

(عمدۃ الفقہ :۲۷۶/۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۶۶۴)

۱۲)...... کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ سوم:۱۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۶۶۴)

۱۳)...... اگر سرمہ لگایا یا سر میں تیل لگایا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً

کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ (بہشتی زیور حصہ سوم:۱۳،طحطاوی:۶۶۴)

۱۴)......رمضان کے مہینہ میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم:۴،عمدۃ الفقہ :۳۵۸/۳،طحطاوی:۶۷۸)

۱۵)......کسی کے ذمہ کئی روزے تھے اس نے مرتے وقت وصیت کیا کہ میرے روزوں کے بدلہ فدیہ دیدینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے، کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے، اگر سب فدیہ نکل آوے تو دینا واجب ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم:۲۰)

باب (۱۳)

عیدین کی نمازوں کا بیان

عیدالفطر کی نماز اسی طرح عیدالاضحیٰ کی نماز دونوں واجب ہے جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے ان پر عیدین کی نماز واجب ہے۔اسی طرح عیدین کا خطبہ سننا بھی واجب ہے جس طرح کہ جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے. یہ کل چار واجب ہے۔

(۱)......عیدالفطر کی نماز واجب ہے۔(بدائع الصنائع :۲۷۵/۱درمختار مع الشامی:۱۶۶۲)

(۲)......عیدالاضحیٰ کی نماز واجب ہے۔

(بدائع الصنائع :۲۷۵/۱، درمختار مع الشامی:۱۶۶/۲)

(۳)......عیدین کے خطبوں سننا واجب ہے۔

(۴)...... جمعہ کے خطبہ کا سننا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۴۵۸/۲، بدائع الصنائع :۲۶۳/۱)

باب (۱۴)

صدقۂ فطر کا بیان

صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہے جو آزاد اور مسلمان ہو اور ایسے نصاب کا مالک ہو جو اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔ صدقۃ الفطر کے نصاب میں نمو یعنی بڑھنے والا مال ہونا شرط نہیں ہے۔ اس قسم کے نصاب سے قربانی اور اقارب کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۵۸/۳، مراقی الفلاح مع طحطاوی: ۷۲۳)

صدقۂ فطر واجب ہونے کی شرائط

صدقۂ فطر واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں:

۱)......آزاد ہونا؛- پس غلام پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے کیونکہ اس کی ملکیت متحقق نہیں ہے۔

۲)......مسلمان ہونا؛- پس کافر پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے اگرچہ اس کا غلام یا بیٹا مسلمان ہو۔

۳)......صاحبِ نصاب ہونا؛- اور صاحب نصاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مال اس کی اور اس کے عیال کی اصلی حاجتوں سے زائد ہو۔

(عمدۃ الفقہ: ۱۵۸/۳، علم الفقہ: ۵۲/۴، مراقی الفلاح مع طحطاوی: ۷۲۳، درمختار مع الشامی: ۳۵۹/۲)

صدقۂ فطر کن کن لوگوں کی طرف سے دینا واجب ہے

(۱)......خود اپنی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(۲)......اور اپنے چھوٹے (نابالغ) محتاج بچے کی طرف سے واجب ہے، بچہ چاہے

لڑکا ہو یا لڑکی۔

(۳)......اور اپنے غلام کی طرف سے جو خدمت کے لئے ہو صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۱۶۰-۱۶۲، مراقی الفلاح مع طحطاوی:۲۳۷)

صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا وقت

صدقۃ الفطر عید الفطر کے روز صبح صادق طلوع ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے پس جو شخص اس سے پہلے مر جائے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا اور جو شخص اس دن کی طلوعِ فجر کے بعد مرے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ اور جو کوئی اس سے پہلے پیدا ہوا یا مسلمان ہوا اس پر واجب ہوگا اور اسی طرح فقیر یوم الفطر کی طلوعِ فجر سے پہلے مالدار ہو جائے یا مالدار آدمی طلوعِ فجر کے بعد فقیر ہو جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۱۶۵-۱۶۶، الشامی:۲/۳۶۷)

باب (۱۵)

ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

ایام تشریق کی تکبیروں کا حکم:

۵/دن تکبیرات تشریق واجب ہیں؛

☆......یوم عرفہ یعنی ۹/ذی الحجہ۔

☆......یوم نحر یعنی ۱۰/ذی الحجہ۔

☆......اور ایام تشریق؛ یعنی تین دن گیارہ، بارہ، تیرہ، ذی الحجہ۔

ان پانچ ایام میں ہر فرض عین نماز جو جماعتِ مستحبہ سے پڑھی گئی ہو تو نماز کے بعد تمام

مصلیان پر ایک مرتبہ بآواز بلند تکبیر کا کہنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲/ ۴۶۷ ،فتاویٰ عالمگیری:۱/ ۱۵۲)

تکبیر کے الفاظ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، و لِلّٰہِ الْحَمْدُ

تکبیرات تشریق کے وجوب کے شرائط تین ہیں

۱)......مقیم ہو

۲)......میں ہو۔

۳)......فرض عین نماز جماعت مستحبہ سے پڑھ رہا ہو۔

(عمدۃ الفقہ :۲/ ۴۶۷)

باب (۱۶)

واجباتِ حج کا بیان

واجباتِ حج کتنے ہیں؟:

☆...... علامہ شامیؒ نے فرمایا کہ حج کے واجبات ۲۲/ ہیں۔

☆...... بعضوں نے ۲۴/ لکھا ہے۔

☆...... لیکن صاحب لباب المناسک نے ۳۵/ ذکر فرمائے ہیں۔

☆......۲۴/ کے علاوہ گیارہ اور مزید ذکر فرمائے ہیں جو شامی:۲/ ۴۶۷ پر موجود ہے۔

☆...... ۲۲/ در مختار کے متن میں موجود ہے۔(شامی ۲/ ۴۶۷-۴۶۸)

واجباتِ حج ۳۵/ تک شمار کئے ہیں یہ واجبات بالواسطہ ہیں ایسے واجباتِ حج بلا واسطہ

صرف چھ ہیں ان سب کا مفصل بیان آگے آرہا ہے۔

صاحب درمختار نے جو ۲۲ یا ۲۴ واجبات ذکر فرمائے ہیں وہ حسب ذیل مذکور ہیں:

واجباتِ حج

۱)...... وقوف مزدلفہ۔

۲)......سعی بین الصفا والمروہ۔

۳)...... ہر حاجی کے لئے رمی جمار کرنا۔

۴)......آفاقی کے لئے طواف صدر کرنا۔

۵)......حلق یا تقصیر کرنا۔

۶)......میقات سے احرام باندھنا۔

۷)......وقوف عرفات کو غروب تک طویل کرنا اگر دن میں وقوف کیا ہو۔

۸)......طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرنا۔

۹)......طواف کو داہنے جانب سے شروع کرنا صحیح ترین قول کے مطابق۔

۱۰)......جو شخص معذور نہیں ہے اس کو طواف پیدل کرنا۔

۱۱)......نجاست حکمیہ سے پاک ہونا۔

۱۲)......ستر کا چھپانا۔

۱۳)......سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

۱۴)......سعی پیدل کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔

۱۵)......قارن اور متمتع کے لئے بکری ذبح کرنا۔

۱۶)......طواف کے سات چکروں کے بعد ۲ رکعت نماز پڑھنا۔

۱۷)......دسویں ذی الحجہ کو تین امور میں ترتیب کی رعایت کرنا یعنی پہلے رمی کرنا۔۔ پھر ذبح کرنا پھر حلق کرنا۔

۱۸)......طواف حطیم کے پیچھے سے کرنا۔

۱۹)......سعی معتد بہ طواف کے بعد کرنا۔

۲۰)......حلق مخصوص مکان اور مخصوص زمان میں کرنا۔

۲۱)......محظور کو ترک کرنا جیسے وقوف کے بعد جماع کو ترک کرنا۔

۲۲)...... سلے ہوئے کپڑوں کا پہننا ترک کرنا

۲۳)......سر پر کسی چیز کے ڈھانکنے سے بچنا۔

۲۴)...... چہرہ کو کسی چیز سے ڈھانکنے سے بچنا۔

اخیر میں صاحب درمختار نے واجب کا قاعدہ ذکر فرمایا؛ واجب وہ ہے جس کے ترک کرنے سے دم واجب ہوتا ہو۔

(تقی کا حوالہ دیا ہے درمختار مع الشامی: ۲/۴۶۸ تا ۴۷۰)

علامہ شامیؒ نے ۲۴/واجبات پر مزید ۱۱/واجبات کا اضافہ فرمایا وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱)......وقوف عرفہ میں رات کا کوئی جزء شامل کرنا۔یعنی مکمل غروب ہونے کے بعد رات کا کچھ جزء گذر جائے اس کے بعد وہاں سے روانہ ہونا۔

(۲)......عرفات سے مزدلفہ جانے میں اپنے امام کی متابعت کرنا۔(یعنی اپنے امام کے روانہ ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہونا)

(۳)......مغرب اور (۴) عشاء کو تاخیر کر کے مزدلفہ میں پڑھنا۔

(۵)......طوافِ زیارت میں پہلے چار چکروں کے بعد والے تین چکر طواف کرنا۔

(۶)......رات کا کچھ حصہ مزدلفہ میں گذارنا۔

(۷)...... ہر دن کی رمی وقت پر کرنا دوسرے دن تک مؤخر نہ کرنا۔

(۸)......قارن و متمتع کا ذبح سے پہلے رمی کرنا۔

(۹)......قارن و متمتع کے لئے قربانی کرنا۔

(۱۰)......قارن و متمتع کے لئے دسویں ذی الحجہ میں حلق سے پہلے جانور کو ذبح کرنا۔

(۱۱)......طواف قدوم کرنا۔

(شامی علی الدر مکتبۃ التجاریہ مکۃ المکرّمہ:۲/۴۶۷)

واجباتِ حج

حج کے بلا واسطہ چھ واجبات یہ ہیں:

۱)......صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۲)......مزدلفہ میں وقوف کے وقت وقوف کرنا یعنی ٹھہرنا اگرچہ وہ نمازِ فجر کے بعد ایک ساعت ہی ہو۔

۳)......رمی جمار یعنی جمروں پر کنکریاں مارنا۔

۴)......قارن و متمتع کا قربانی کرنا۔

۵)......حلق کے وقت اور مقام میں حلق کرانا یعنی سر کے بال منڈانا یا تقصیر کرانا یعنی سر کے بال کتروانا مرد کے لئے حلق افضل ہے۔

۶)......آفاقی کا طوافِ صدر کرنا اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ یہ آفاقی کے لئے خاص ہے اہل مکہ کے لئے نہیں ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۴/۲-۶۸۲،معلم الحجاج:۸۹)

حج کے بالواسطہ الگ الگ واجبات

واجباتِ احرام:

احرام کے واجبات دو ہیں:-

(۱)......میقات سے احرام باندھنا۔؛یعنی اس سے مؤخر نہ کرنا۔

(۲)......ممنوعاتِ احرام سے بچنا اور سلے ہوئے کپڑے اتار دینا بھی واجبات میں سے ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۴/۶۸۳،معلم الحجاج:۱۰۰)ہونا(عمدۃ الفقہ :۴/۶۸۸،معلم الحجاج:۴۷اتا۱۷٦)

واجباتِ طواف

واجباتِ طواف سات ہیں:

۱)......حدثِ اکبر وحدثِ اصغر سے پاک ہونا۔؛یعنی نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا واجب ہے اور یہی صحیح مذہب ہے۔

۲)......طواف میں سترِ عورت ہونا اور اس کو واجباتِ طواف میں اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ طواف کی حالت میں اس کے ترک سے دم لازم آتا ہے ورنہ سترِ عورت مطلق طور پر فرض ہے۔

۳)......جوشخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیدل چل کر طواف کرنا۔

۴)......داہنی طرف سے طواف شروع کرنا بھی واجباتِ طواف میں سے ہے۔

۵)......حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا یعنی حطیم کی دیوار کے باہر سے طواف کرنا۔

٦)......طواف کے اکثر حصہ (یعنی چار چکر) کے ساتھ اور تین چکر ملا کر طواف کے سات چکر پورے کرنا اسلئے کہ طواف کے اکثر یعنی چار چکر طواف کے رکن اور فرض ہیں اور باقی

زائد تین چکر واجب ہیں۔

۷)...... ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

(عمدۃ الفقہ: ۴/۶۸۴، معلم الحجاج:۱۲۸)

نوٹ:- یہی سات واجبات، طواف زیارت کے لئے بھی ہیں۔

معلم الحجاج میں ۹/شرائط وجوب طواف ذکر فرمائے ہیں وہ بھی حسب ذیل ہیں:

۱)......اسلام۔

۲)......عقل۔

۳)......تمیز یعنی بالغ ہونا۔

۴)......حج کا احرام طواف سے پہلے باندھنا۔

۵)......وقوف عرفہ پہلے کرنا۔

۶)......طواف کی نیت کرنا۔

۷)......طواف کا زمانہ اور وقت ہونا۔

۸)......مکان یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا۔

۹)......خود طواف کرنا۔ خواہ سواری پر کرے۔ البتہ جو شخص احرام سے پہلے بے ہوش گیا اور طواف تک ہوش میں نہ آیا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا کر سکتا ہے۔

(معلم الحجاج:۱۷۸)

شرائط وجوب طوافِ زیارت

منسک الکبیر میں ہے کہ طوافِ زیارت کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں:

(۱)......حج کا احرام ہونا۔

(۲)......اسلام۔

(۳)......عقل۔

(۴)......بلوغ۔

البتہ آزاد ہونا اس کے وجوب کے لئے شرط نہیں ہے پس غلام پر بھی واجب ہے اور نابالغ بچہ اور مجنون اور کافر پر واجب نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ:۲۵۲/۴)

طواف صدر کا حکم

طواف صدر ہمارے نزدیک آفاقی حاجی پر واجب ہے۔ مکی اور میقاتی پر واجب نہیں اور یہ طواف مفرد، متمتع، قارن حاجی پر واجب ہے مفرد عمرہ کرنے والے پر واجب نہیں خواہ وہ آفاقی ہو۔ (عمدۃ الفقہ:۲۵۳/۴)

واجبات وقوف عرفہ

وقوف عرفہ میں صرف ایک چیز واجب ہے اور وہ یہ کہ جو شخص دن میں یعنی غروب آفتاب سے پہلے وقوف کرے اس کے لئے واجب ہے کہ جس وقت وقوف کیا ہے اس وقت سے غروب آفتاب کے ذرا بعد تک وقوف کو دراز کرے یعنی رات کا بھی کچھ حصہ وقوف میں آجائے، کیونکہ امام مالکؒ کے نزدیک یہ رکن ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص:۲۱۲/۴)

صاحب معلم الحجاج نے فرمایا؛ کہ نویں ذی الحجہ کو زوال سے لیکر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آجائے گا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج:۱۶۱، عالمگیری:۲۲۹/۱)

واجبات وقوف مزدلفہ

واجباتِ وقوفِ مزدلفہ دو ہیں:

(۱)......مزدلفہ میں وقوف کے وقت میں ایک لمحہ وقوف کرنا جیسا کہ عرفات میں حکم ہے۔

(معلم الحجاج:۱۶۶)

(۲)......جمع بین الصلوٰتین یعنی نماز مغرب وعشاء کو شرائط جمعہ کے ساتھ جمع کرنا۔

(عمدۃ الفقہ :۲۳۰/۴،معلم الحجاج:۱۶۵)

واجباتِ رمی

رمی کے واجبات تین ہیں:

۱)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمی کو حلق پر مقدم کرنا واجب ہے یعنی حلق رمی کے بعد کرانا دسویں ذی الحجہ کو تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے پہلے رمی کرے پھر ذبح کرے پھر حلق کرائے۔

(عمدۃ الفقہ :۲۴۰/۴،مظاہر حق:۳۵۱/۳)

۲)......عددِ رمی کے اکثر حصہ سے زائد کنکریاں مار کر تعداد پوری کرنا واجب ہے یعنی پہلے دن چار کنکریوں کے بعد تین کنکریاں مزید مار کر سات کنکریاں پوری کرنا واجب ہے۔

(عمدۃ الفقہ :۲۴۱/۴، بدائع الصنائع:۱۳۹/۲)

۳)......رمی کا وقتِ ادا میں واقع ہونا اور اتنی تاخیر نہ کرنا کہ اس کا وقت قضا ہو جائے۔

(عمدۃ الفقہ :۲۴۱/۴-۶۸۷، بدائع الصناء۱۳۹/۲)

ہدی کی مقدار واجب

(۱)......حج کے بیان میں جس جگہ دم واجب ہونا مذکور ہے ان سب مواقع میں ایک

بکری ذبح کرنا کافی ہے۔ سوائے چار موقعوں کے کہ ان میں بدنہ یعنی سالم اونٹ یا سالم گائے واجب ہے۔

اول: جبکہ حیض کے احرام کی حالت میں وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا ہو۔

دوم: جبکہ جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کیا ہو۔

سوم: جبکہ وقوف عرفہ کرنے کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے فوت (انتقال) ہو گیا ہو اور اس نے حج کی تکمیل کی وصیت کی ہو تو طوافِ زیارت کے لئے ایک بدنہ ذبح کرنا واجب ہو گا اور اس کا حج جائز ہو جائے گا۔

چہارم: احرام کی حالت میں یا حدود حرم میں شتر مرغ کو قتل کرنے کی جزا میں امام محمدؒ کے نزدیک بدنہ واجب ہوتا ہے عمرہ کے احرام میں کسی صورت میں بھی بدنہ واجب نہیں ہوتا۔

(عمدۃ الفقہ: ۶۵۹/۴-۶۶۰، شامی علی الدر: ۶۱۵/۲)

(۲)......ایک بھیڑ، بکری یا دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے اگر چہ وہ اتنی بڑی اور موٹی ہو کہ ایسی دو بکریوں کے برابر ہو جن میں سے ہر ایک کی قربانی ہو سکتی ہو اور ایک اونٹ یا ایک گائے سات آدمیوں یا اس سے کم آدمیوں کی طرف سے جائز ہے جبکہ ان سب کی نیت قربت کی ہو (یعنی ثواب کی) خواہ قربت مختلف قسم کی ہو یا ایک ہی قسم کی ہو اور ایک اونٹ یا گائے سات آدمیوں سے زیادہ کی طرف سے جائز نہیں ہے اور یہ عامۃ العلماء کا قول ہے پس سات کی تعداد مقرر کرنے سے مراد یہ ہے کہ سات سے زیادہ آدمیوں کی طرف سے جائز نہیں ہے اور سات سے کم ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے اور اگر کسی حصہ دار نے گوشت حاصل کرنے کی نیت کی تو ان سب کی قربانی جائز نہیں ہو گی اور ان میں سے کسی کی قربانی ادا نہیں ہو گی۔

(عمدۃ الفقہ قدیم نسخہ: ۶۴۰/۴، عمدۃ الفقہ جدید نسخہ: ۶۵۹/۴-۶۶۰)

ہدی قران وتمتع کے وجوب کے شرائط

قران وتمتع کے ہدی وجوب ہونے کی سات شرطیں ہیں:

۱)...... ہدی کے جانور یا اس کی قیمت پر قادر ہونا اور جانور کا قیمتاً مل جانا۔

(معلم الحجاج:۲۱۲)

۲)......قران وتمتع کا صحیح ہونا۔

۳)......قارن یا متمتع کا عاقل ہونا۔

۴)...... بالغ ہونا کیونکہ نابالغ پر ہدی واجب نہیں خواہ وہ سمجھدار ہو یا ناسمجھ ہو۔

۵)......آزاد ہونا۔پس غلام پر ہدی واجب نہیں ہے بلکہ اس پر ہدی کے بجائے روزے رکھنا واجب ہے کیونکہ وہ اس پر قادر ہے۔

۶)...... ہدی ذبح کرنے کا مکان اور وہ حرم ہے۔

۷)...... ہدی ذبح کرنے کا زمانہ اور وہ ایامِ نحر ہے۔

(عمدۃ الفقہ:۲۹۶/۴،معلم الحجاج:۲۱۲)

واجبات حلق وقصر پانچ ہیں

۱)...... چوتھائی سر کا حلق یا قصر کرانا۔

۲)...... چوتھائی سر کا قصر کرانے کی صورت میں ایک سرانگشت (ایک پورے) کی برابر بال کٹانا۔

۳)......عورت کو سر کے بالوں کا قصر کرنا۔

۴)......حج کے احرام والے کے لئے حلق کا اس کے مخصوص وقت میں ہونا۔یعنی قربانی کے تین دن اور اس کی راتوں میں ہونا۔

۵)......حج وعمرہ کے احرام والے کے لئے حلق کا اس کی مخصوص جگہ یعنی حدودِ حرم میں ہونا۔

(عمدۃ الفقہ: ۶۸۸/۴، معلم الحجاج: ۱۷۴ تا ۱۷۶)

واجباتِ سعی

سعی کے واجبات چھ ہیں:

۱)......سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت وحیض ونفاس (حدثِ اکبر) سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو۔ (عمدۃ الفقہ: ۲۰۱/۴)

۲)......سعی کے سات چکر پورے کرنا یعنی سات چکروں میں سے اخیر کے تین چکر ادا کرنا۔

۳)......اگر کوئی عذر نہ ہو تو سعی میں پیدل چلنا۔

۴)......عمرہ کی سعی کا احرام کی حالت میں ہونا یعنی اخیر سعی تک احرام کا باقی رہنا یہ اس قول کی بنا پر ہے جس میں سعی کے لئے احرام کا ہونا واجب ہے۔

۵)......صفا اور مروہ کے درمیان کا پورا فاصلہ طے کرنا۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ اپنی دونوں ایڑیاں (یعنی پاؤں کا پچھلا حصہ) صفا اور مروہ سے ملا دے یا قدرے اوپر چڑھ جائے اور اسی طرح اگر سوار ہو تو اپنی سواری کے دونوں کھُروں (سموں) کا پچھلا حصہ صفا ومروہ سے ملا دے اور یہ احوط ہے۔

۶)......ترتیب یعنی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

(عمدۃ الفقہ: ۲۰۳/۴-۶۸۵، معلم الحجاج: ۱۴۷ تا ۱۴۸)

باب (۱۷)

واجباتِ عمرہ کا بیان

عمرہ کے واجبات دو ہیں:

(۱)......صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲)......سر کے بال منڈانا یا کتروانا۔

اور اس کا سعی کے بعد ہونا جواز کے لئے ہے اور عمرہ کا طواف ادا کرنے کے بعد سعی سے پہلے ہونا صحتِ عمرہ کے لئے ہے اور طواف کا سعی سے پہلے واقع ہونا سعی کے صحیح ہونے کے لئے بالاتفاق شرط ہے۔ عمرہ میں تیسرا واجب بھی ہے اور وہ طواف کا اقل حصّہ یعنی باقی تین چکر ادا کرنا ہے لیکن یہ ہر طواف میں واجب ہے اس لئے الگ ذکر نہیں کرتے۔

(عمدۃ الفقہ: ۳۰۹/۴، معلم الحجاج: ۲۰۵ عالمگیری: ۱/۲۳۷)

ماخذ ومراجع

القرآن	....
تفسیر ابن کثیر	ابوالفدا ء
معارف القرآن	حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ
بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاریؒ
مسلم شریف	مسلم بن حجاج قشیریؒ
ترمذی شریف	ابوعیسی ترمذیؒ
ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث
ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ
مشکوٰۃ شریف	ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ
مظاہرحق جدید	نواب قطب الدینؒ
معارف الحدیث	مولانا منظور نعمانیؒ
منتخب احادیث	حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ
فضائل اعمال	شیخ زکریا کاندھلویؒ
فضائل حج	شیخ زکریا کاندھلویؒ
فضائل درود شریف	شیخ زکریا کاندھلویؒ
درمختار مع الشامی	محمد علاؤالدین حصکفی
شامی	محمد بن عابدین الشامی
الاشباہ والنظائر	علامہ ابن نجیم مصریؒ

بدائع الصنائع	ابوبکر مسعود کاسائیؒ
شرح وقایہ	
الجوھرۃ النیرہ	ابوبکر بن علی الحدادی
مراقی الفلاح	حسن بن عمار شرنبلالیؒ
طحطاوی	احمد بن طحطاوی
کبیری	علامہ ابراہیم حلبیؒ
تحفۃ الباری	مولانا ابراہیم کوکنی صاحب
عمدۃ الفقہ	مولانا زوّار حسین صاحبؒ
علم الفقہ	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ
قواعد الفقہ	مفتی عمیم الاحسان صاحب
الفقہ الحنفی وادلتہ	الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی
فتاویٰ عالمگیری	عالمگیر کے حکم سے علماء کی ایک جماعت نے مرتب کیا
فتاویٰ محمودیہ	حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ
احسن الفتاویٰ	مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بہشتی زیور	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
معلم الحجاج	مفتی سعید احمد صاحبؒ
حقوق الاسلام	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
ارکان اربعہ	حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ
ذخیرۃ العقبیٰ	

تعارف کتب

رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں: اِس کتاب میں ماں کی گود سے لیکر قبر میں داخل کرنے تک سب سنتوں کو جمع کرنے کی سعی کی گئی۔ اس کی پہلی جلد میں ۱۵۱ سنتیں درج ہیں جو بچے کی پیدائش سے لیکر جوانی کی عمر تک کے امور پر مشتمل ہے بچے کی تحنیک سے لیکر حج تک کی اکثر سنتیں جلد اول میں درج کردی گئی ہیں اور جلد ثانی حج کے بعد سے موت تک اور موت سے قبر تک کی سنتوں پر مشتمل ہے۔ نیز اخیر میں صحابۂ کرامؓ سے لیکر سلف صالحین تک کے سنتوں پر عمل کرنے والوں کے واقعات درج کیئے گئے ہیں تاکہ اتباع سنت کے واقعات پڑھکر ہمارے اندر اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہوکر ہم سنت پر عمل کرنے والے ہوجائیں۔

خلاصۂ تصوف جلد اول جلد ثانی: خلاصۂ تصوف کی جلد اول حضرت اقدس مرشدی مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے مواعظ، ملفوظات اور فتاویٰ جو تصوف سے متعلق تھے ان کو یک جا کردیا گیا تھا یہ مجموعہ حضرتؒ کی حیات میں طبع ہوچکا تھا حضرتؒ نے ہی اِس کا نام خلاصۂ تصوف تجویز فرمایا تھا جلد ثانی بھی کچھ عرصہ پہلے مکمل ہوچکی تھی یہ مکمل کتاب دو جزء میں ہے جس میں تصوف کے وہ جواہر پارے موجود ہیں جو حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ نے اپنی پوری زندگی میں مختلف اوقات ومجالس میں ارشاد فرمائے ہیں یا فتاویٰ میں تحریر فرمائے ہیں۔ متلاشیانِ معرفتِ الٰہی کیلئے سالکانِ راہِ طریقت وشریعت کیلئے خضرِ راہ اور قطب نما سے کم نہیں۔

اسلام کے فرائض اور واجبات: اس کتاب میں اسلام کے مکمل فرائض اور واجبات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تقریباً فرائض ۱۹۷ اور ۲۵۷ واجبات احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ نیز ارکانِ اربعہ: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے فرائض کے بیان کے بعد ہر رکن سے متعلق مختصر

ومعتبر ومستند با حوالہ ۴۰/احادیث کے ذکر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ مدارس عربیہ ومکاتیب اسلامیہ کے طلباء کو وہ احادیثِ مبارکہ یاد کرائی جائیں۔

اسلام کے مستحبات وآداب: اِس کتاب میں اسلام کے مکمل مستحبات وآداب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور مدلل ومفصل معتبر حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اسلام کے مکروہات: اِس کتاب میں بھی اسلام کے مکمل مکروہات کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر مکروہ کے ساتھ تحریمی اور تنزیہی کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ اور ہر ایک مکروہ کو معتبر حوالوں کے ساتھ مدلل ومفصل تحریر کیا گیا ہے۔

تاثیر ذکر اور ذکر کے ۷۳ فوائد: اِس مختصر سے کتابچہ میں حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ کا تاثیرِ ذکر پر بے حد مؤثر بیان تحریر کیا گیا ہے اور حضرت مولانا شیخ زکریاؒ کے فضائل ذکر سے ذکر کے ۷۳ فوائد نقل کیے گئے ہیں تاکہ سالکینِ طریقت کے قلوب میں ذکر کی اہمیت جاگزیں ہو جائے اور آخر میں حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کے اشعارِ شوقیہ ذکر کے متعلق ملحق کیے گئے تاکہ عشقِ الٰہی کی آگ قلوب میں تیز ہو کر راہِ سلوک جلد طے ہو جائے اور منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔

آدابِ مریدین: اِس کتابچہ میں مریدین ومنتسبین کے لئے ضروری ہدایات درج کی گئی ہے جن کو پڑھ کر صراطِ مستقیم تک آدمی پہنچ سکتا ہے اور گمراہی سے بچ سکتا ہے۔

مؤلف کی دیگر تصانیف

۱	اسلام کے فرائض و واجبات	......	مطبوعہ
۲	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	اول	مطبوعہ
۳	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	دوم	مطبوعہ
۴	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	سوم	مطبوعہ
۵	مختصر رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	اول	مطبوعہ
۶	اسلام کے مستحبات و آداب	......	زیر طبع
۷	اسلام کے مکروہات	......	زیر طبع
۸	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	اول	مطبوعہ
۹	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	دوم	زیر طبع
۱۰	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	سوم	زیر طبع
۱۱	تاثیر ذکر اور ذکر کے ۳۷ر فوائد	......	مطبوعہ
۱۲	آدابِ مریدین	......	زیر طبع
۱۳	ارکان خمسہ اور اس کے متعلق دوسو معتبر احادیث	......	زیر طبع
۱۴	احب الاعمال الی اللہ و الی رسولہ	......	زیر طبع
۱۵	خلاصۂ تصوف	......	مطبوعہ
۱۶	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں (شافعی)	اول	مطبوعہ

۱۷	روح القرآن (فی تفسیر ایات الاحکام)	اول	مطبوعہ
۱۸	روح القرآن (فی تفسیر ایات الاحکام)	دوم	زیرطبع
۱۹	روح القرآن (فی تفسیر ایات الاحکام)	سوم	زیرطبع
۲۰	ذکر کی تاثیر	......	مطبوعہ
۲۱	احب الاعمال الی اللہ والی رسولہ	......	زیرطبع

مؤلف سے رابطے کے لئے پتہ

HAZRAT MAULANA MUFTI IKRAAMUDDEEN SAHIB (D.B)

Dahela State, Ashrafeeya Apartment,Block .No.2 " Rander ",

Distt : Surat,(G.J)India , pin : 395005.

E - Mail : shaikhikramuddin111@ gmail.com

Mo.+91-9898378997.9898525130

-:ناشر:-

مکتبۂ فیض فقیہ الامت

MAKTABA-E-FAIZ-E-FAQEEHUL UMMAT

Dahela State, Ashrafeeya Apartment,Block .No.2 " Rander ",

Distt : Surat,(G.J)India , pin : 395005.